۳۱
اکتیس
خطباتِ مولینا احمد علی صاحب
امیر انجمن خدام الدین
شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور
ھدیہ۔ ایک روپیہ۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ

۳۱

اکتیس

خطباتِ مولانا احمد علی صاحب

المشتہر شعبۂ التالیف والاشاعۃ انجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

بار اول ایک ہزار

قیمت ایک روپیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔

اما بعد

شکریہ

انسان کوئی نیکی بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق کے سواء نہیں کرسکتا۔ لہٰذا ہر نیکی کو اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھ کر اُس کا شکریہ ادا کرنا انسان کا فرض ہے۔ بالخصوص کتاب و سنت کی اشاعت کی توفیق خصوصی انعام ہے۔ اس لئے ۱۱۳ خطباتِ جمعہ کی پہلے تقریری اور پھر تحریری اشاعت کی توفیق کا وہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو اُسکی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول ہو۔ امین یا اللہ العالمین۔

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

(کواپریٹو پریس لاہور)

۷۸۶

فہرست خطبات

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

اللہ جلشانہٗ کی پہچان

دربار شہنشاہِ حقیقی میں حاضر ہونے والے معزز بھائیو اور بہنوں! آج کے خطبہ کا عنوان اللہ جل شانہٗ کی پہچان ہے۔

"جاننا اور پہچاننا"

حضرات اس چیز کو ہر شاہ و گدا۔ ہر پیر و جوان۔ ہر امیر و غریب بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ انسان بے شمار چیزوں کے نام جانتا ہے۔ اور ان کے موجود ہونے کا اسے یقین بھی ہوتا ہے۔ مگر انہیں پہچانتا نہیں۔ مثلاً سینکڑوں آدمی ایسے ہونگے۔ جنہوں نے اسطخودوس اور جدوار خطائی کا نام تو سُنا ہے۔ کہ یہ دوائیں ہیں۔ مگر انہیں پہچان نہیں سکتے ہزاروں آدمی ایسے ہیں۔ جنہوں نے باقر خانی اور قتلمہ کا نام تو سُنا ہوگا۔ کہ یہ دو روٹی کھانے کی چیزیں ہیں۔ مگر پہچان نہیں سکتے۔ علیٰ ہذا القیاس

اللہ جلشانہٗ کا نام تو مشرک اور کافر بھی جانتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان کے متعلق

مسلمانوں میں بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی ملیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان نہیں ہے۔

نہ پہچاننے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ مسلمان کہلانے کے باوجود شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور شرک ایسی بدترین چیز ہے۔ کہ اگر ہر قسم کے اعمالِ صالح مثلاً نماز۔ روزہ، حج، زکوٰۃ۔ کسی شخص کے اعمالنامے میں موجود ہوں۔ لیکن ساتھ ہی شرک بھی پایا جائے۔ اور وہ شخص توبہ کئے بغیر مرجائے۔ تو اس کے تمام اعمال صالح کی نیکی کو شرک کی لعنت کھا جائے گی۔ اور وہ شرک کے باعث ہمیشہ جہنم میں رہیگا۔ اور مشرک کے لئے نہ شفاعت ہے اور نہ نجات ہے:

شرک کی بجائے توحید

اگر بالفرض ایک شخص کے دل میں عقیدہ توحید صحیح طور پر پایا جاتا ہے۔ اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماننے کا جذبہ صحیح طور پر پایا جاتا ہے۔ مگر عمل کے لحاظ سے نیکیوں سے اس کا نامۂ اعمال خالی اور ہر قسم کے چھوٹے یا بڑے بڑے گناہوں سے بھرپور ہے۔ تو اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ایسے شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی نصیب ہوگی۔ اور اس کی نجات بھی یقینی ہوگی۔

حاصل یہ نکلا۔ کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کو صحیح طور پر پہچان لے۔ تو اس کی نجات یقینی ہے۔ اور اگر نہ پہچانے اور دوسروں کو بھی اللہ تعالےٰ کے صفات میں شریک مان لے تو وہ مشرک ہوگا۔ اگرچہ بظاہر مسلمان کہلائے اور مسلمانوں کی فہرست میں نام لکھوائے اور مسلمانوں کے ساتھ زندگی بسر کرے اور مرنے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا نام مسلمانوں کی فہرست میں ہرگز شمار نہیں کیا جائیگا۔

نعوذ باللّٰہ من ذالک

ہر چیز اپنی صفات سے پہچانی جاتی ہے

برادران اسلام! ہر چیز اپنی صفات سے ہی پہچانی جاتی ہے۔ مثلاً شہد کے متعلق آپ کو علم ہے۔ کہ اس کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے۔ اور وہ ٹھوس نہیں۔ بلکہ بہنے والی چیز ہے وہ کپڑے میں باندھی نہیں جاتی۔ بلکہ ڈبوں یا بوتلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اس کا رنگ سرخ یا سفید ہوتا ہے۔ سیاہ کبھی نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے شہد کی مکھی پھولوں یا پھلوں سے رس چوس کر اپنے چھتے میں لا کر جمع کرتی ہے۔ ان صفتوں کے معلوم ہونے کے باعث آپ فوراً شہد کو پہچان لیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اللہ جل شانہٗ کو بھی اس کی پاکیزہ صفات ہی سے پہچانا جا سکتا ہے۔ اب میں اللہ جل شانہٗ کی چند صفات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات خاص کیلئے بیان فرمائی ہیں

پہلی صفت

اللہ تعالیٰ ہی نے آسمان اور زمین بنایا ہے

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ط وَيَوْمَ يَقُولُ كُن فَيَكُونُ ۝

انعام۔ رکوع ۹ "اور وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر اور جس دن کہیگا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا۔"

دوسری صفت

اللہ تعالیٰ ہی انسان کو پانی سے بناتا ہے

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا ط وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ فرقان رکوع ۵ "اور وہی ہے جس نے بنایا پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا۔ اس کیلئے جد اور سسرال اور تیرا رب سب کچھ کر سکتا ہے۔"

تیسری صفت

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی اولاد نہیں دے سکتا

لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ ۝ اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا ج وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ط اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝ شوریٰ رکوع ۵

"اللہ کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کرتا ہے جو چاہے بخشتا ہے۔ جس کو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جسکو چاہے بیٹے۔ یا ان کو کر دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیاں۔ اور کر دیتا ہے جس کو چاہے بانجھ۔ وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا۔"

چوتھی صفت

نفع اور نقصان فقط اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے

وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ ج وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ ط الخ یونس رکوع ۱۱

"اور اگر پہنچا دیوے۔ تجھ کو اللہ کچھ تکلیف تو کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا اس کے سوا اور اگر پہنچانا چاہے تجھ کو کچھ بھلائی تو کوئی پھیرنے والا نہیں اس کے فضل کو پہنچائے اپنا فضل جس پر چاہے اپنے بندوں میں اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔"

پانچویں صفت

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کی ضرورت کو پورا کرنیوالا ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّھَا

وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ ۝ ہود رکوع ۱

ترجمہ:۔ اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر۔ مگر اللہ پر ہے اس کی روزی۔ اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے۔ اور جہاں سونپا جاتا ہے۔ سب کچھ موجود ہے کھلی کتاب میں۔

چھٹی صفت

ہر چیز کے خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہیں

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ (حجر رکوع ۲) ترجمہ:۔ اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں۔ اور اتارتے ہیں ہم اندازہ معین پر۔

ساتویں صفت

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے

اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الآیۃ بقرۃ رکوع ۳۴

ترجمہ:۔ اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

برادران اسلام:۔ آپ کا فرض ہے۔ کہ ان سات صفتوں میں جو ذکر ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ بنائیں۔ تاکہ شرک سے بچ جائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

۷۸۶

خطبہ نمبر ۲

اصلی اور نقلی اسلام

برادرانِ عزیز اور معزز خواتین :۔

آج کی معروضات کا عنوان "اصلی اور نقلی اسلام" ہے ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے ۔ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ ۔ ترجمہ :۔ اور ہم نے ہر ایک چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر اصل کے مقابلہ میں نقل سچ کے مقابلہ میں جھوٹ قیامت تک موجود رہے گا ۔

اصلی اور کھری کی تلاش

برادرانِ اسلام :۔ ہر عقلمند کی یہی خواہش ہوتی ہے ۔ کہ نقلی کی بجائے اصلی اور کھوٹی کی بجائے کھری چیز تلاش کر کے لوں ۔ جب دنیا کی چند روزہ فانی اور بے بقار زندگی کی خوشیاں میں انسان کھری اور اصلی چیز کا متلاشی اور خواہشمند ہے ۔ تو اسلام جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے ۔ اور جس کی برکت سے قبر کے عذاب سے بچنا ہے ۔ اور جس کی برکت سے قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنی ہو ۔ اور جس کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے پانی پینا ہو ۔ اور اس پانی کے پینے سے پچاس ہزار سال کے دن کی پیاس بجھانی ہو ۔ اور جس اسلام کی برکت سے دوزخ کے اوپر پلصراط پر صحیح وسلامت پار اترنا ہو ۔ اور جس کی برکت سے دوزخ سے بچکر جنت میں پہنچنا ہو ۔ کیا ان برکتوں والے

کھرے اسلام کی تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔

یاد رکھو اگر تمہارے پاس کھرے اسلام کی بجائے کھوٹا اسلام ہوگا۔ تو اوپر ذکر کی ہوئی برکتوں میں سے ایک برکت بھی نصیب نہیں ہوگی۔ بلکہ کھوٹے اسلام سے اللہ تعالیٰ نے ناراض ہوگا۔ عذاب قبر میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے پانی نہیں پیو گے۔ پلصراط سے پار نہیں جاسکو گے۔ جنت میں پہنچنے کی بجائے جہنم میں جاگرو گے۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْ نَا مِنْهُ وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْن۔

کھرا اسلام

معزز حاضرین! کھرا اسلام وہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدہ کے پہلے رکوع میں اعلان فرمایا ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۝ ترجمہ:۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور میں نے تم پر اپنا انعام پورا کر دیا۔ اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔

کھرے اسلام کے مکمل ہونے کی تاریخ

گذشتہ آیت میں اسلام کے مکمل ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اور یہ آیت ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ جمعہ کے دن عصر کے بعد نازل ہوتی ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے دن عرفات کے میدان میں تشریف فرما تھے۔ سید المرسلین خاتم النبیین رحمتہ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اعلان کے بعد کل ۸۱ دن دنیا میں زندہ رہے ہیں۔

میرے معزز بھائیو! اصلی اور کھرا اسلام وہی ہے۔ جو اس اعلان تک مکمل ہو چکا ہے۔ اور قیامت تک اصلی اسلام یہی سمجھا جائیگا۔ اس کے بعد جو چیزیں نئی ایجاد کر کے اسلام کا جزو بنائی جائیں گی۔ وہ اسلام بناوٹی اور کھوٹا ہوگا۔

دربارِ نبویؐ سے کھوٹے اسلام کے بننے کا اعلان

ترمذی شریف میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ میری امت پر بھی وہ دور آئے گا جس طرح بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ (دونوں اُمتوں کے دور کو آپس میں ایسی پوری مناسبت ہوگی) جس طرح جوتی کا ایک پاؤں دوسرے کے بالکل برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک (مطابقت ہوگی) کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے کھُلم کھُلّا زنا کیا ہوگا۔ تو میری اُمت میں بھی ایسا آدمی ہوگا۔ جو یہی کام کریگا اور بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ اور میری اُمت تہتّر فرقوں میں بٹے گی۔ سوائے ایک فرقے کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی۔ یارسول اللہ وہ فرقہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔

کھرے اسلام کی پہچان

برادرانِ اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس حدیث سے آپ کو کھرے اسلام کی پہچان ہوگئی ہوگی۔ کھرا اسلام فقط وہ ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی طرز کا ہو۔

کھوٹے اسلام کی بہتات

اور اسی حدیث شریف سے آپ کو کھوٹے اسلام کی بہتات کا علم بھی ہوگیا ہے۔ کہ کھوٹے اسلام کی ۷۲ قسمیں ہوں گی۔ اور کھرے اسلام کی فقط ایک قسم ہوگی۔

کھوٹے اسلام کا نتیجہ

اور اسی حدیث شریف سے آپ کو یہ بھی معلوم ہوگیا ہے کہ کھوٹے اسلام والے مسلمانوں کا ٹکانا بہشت نہیں۔ بلکہ دوزخ ہے۔ لہٰذا آپ کا فرض ہے کہ آپ دوسری ضروریات زندگی کی طرح ہمیشہ کھرے اسلام کی تلاش کریں۔ اور کھوٹے اسلام کو اپنے دل و دماغ میں جگہ نہ دیں۔

کھرے اور کھوٹے اسلام کی دکانیں

یہ قاعدہ ہے کہ ایک ہی چیز کی کئی دکانیں ہوتی ہیں۔ بعض دکاندار اپنی دکان میں کھری چیز رکھتے ہیں۔ اور بعض دکان دار اس چیز کی کھوٹی جنسیں رکھتے ہیں۔ مثلاً گھی کے دکاندار بعض تو اصلی گھی جو دودھ سے برآمد ہوتا ہے وہ بیچتے ہیں۔ اور بعض بناوٹی گھی بیچتے ہیں۔ اور دونوں دکاندار گھی فروش کہلاتے ہیں۔ مگر ایک کے ہاں کھرا اور دوسرے کے ہاں کھوٹا۔ بعینہٖ اسی طرح علماء دین کی مثال ہے۔ ایک قسم علماء کی وہ ہے جو قرآن مجید کے پیش کرتے ہوئے اسلام کی لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی تعلیم کا عملی نمونہ دکھانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کو پیش فرماتے ہیں۔ اور حضور انورؐ کے صحابہ کرامؓ کی اصلی اسلام کے سانچے میں ڈھلا ہوا نمونہ بنا کر دکھاتے ہیں۔ مثلاً یہ حضرات لوگوں کو تلقین کرتے ہیں۔ کہ پانچ وقت کی نماز پڑھنا مسلمان مرد اور عورت کے لئے لازمی چیز ہے۔ اور جو نماز نہیں پڑھیگا۔ اسے مومن مسلم نہیں۔ بلکہ مومن فاسق کہا جائیگا۔ اور مثلاً اس جماعت کے علماء کرام لوگوں کو یہ تلقین کریں گے کہ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھا کرو۔ علاوہ اس کے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علےٰ کل شیءٍ قدیر پڑھا کرو۔ اور ان وظائف کے پڑھنے کا فائدہ یہ بتلائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھیگا۔ اُسے بہشت میں داخل ہونے سے موت کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں ہوگی۔ اور سبحان اللہ و الحمد للہ اور اللہ اکبر والے وظیفہ کا یہ فائدہ بتلائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص یہ وظیفہ پڑھیگا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

اِن حضرات کے مقابل میں علماء کی ایک دوسری دکان ہے۔ وہ لوگوں کو یہ تلقین کرتے ہیں۔ کہ نماز کے بعد مندرجہ ذیل وظیفہ پڑھا کرو۔ اور اسی وظیفہ کو سمجھو۔ کہ اصلی مسلمان کی علامت ہے اور جو شخص نماز کے بعد یہ وظیفہ نہ پڑھے۔ وہ وہابی ہے۔ یعنی بے ایمان ہے۔ اس کے ساتھ سلام و کلام نہیں کرنی چاہیئے۔

وظیفہ

امداد کن۔ امداد کن۔ از بندِ غم آزاد کن۔ در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادرؒ

مسلمان کا فرض

ہر سچے مسلمان کا فرض ہے کہ اپنی ایمانداری سے خود فیصلہ کرے۔ کہ علماء کی دونوں دکانوں میں سے کس کے پاس اصلی اسلام ہے اور کس کے پاس نقلی اور بناوٹی

وما علینا الا البلاغ

۷۸۶

خطبہ نمبر ۳

"ذمہ داریوں کی دو قسمیں"

برادرانِ اسلام! آج کے معروضات کا عنوان "ذمہ داریوں کی دو قسمیں" ہیں۔

معزز حاضرین! جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو دربار شہنشاہی (جامع مسجد) میں اس لئے بلاتا ہے۔ تاکہ آپ کو آپ کے فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہ فرمائے۔ اس لئے خطیب کا تو یہ فرض ہے۔ کہ شہنشاہِ حقیقی عزّ وجل کے فرمان واجب الاذعان یعنی قرآن کی روشنی میں آپ کے حالات پر تنقیدی نگاہ ڈالے۔ قرآن مجید کی ہدایات کے نقطۂ نگاہ سے آپ کو جانچے۔ جو کوتاہی اور بے راہ روی آپ میں پائی جائے۔ اُس کی اصلاح کیطرف توجہ دلائے۔ تاکہ آپ اس دنیا سے اپنی ذمہ داریوں کو نباہ کر جائیں۔ اور قیامت کے دن امتحان عمری میں کامیاب ہو جائیں۔ اور دوزخ سے بچکر جنت میں پہنچ جائیں اور اس امتحانِ عمری سے پہلے قبر میں جب آپ داخل ہوں۔ تو وہ آپ کے لئے دوزخ کا گڑھا نہ بنے۔ بلکہ بہشت کا باغ بن جائے۔ اور آپ کا یہ فرض ہے۔ کہ خطیب جو کہے۔ اسے گوشِ دل سے سُنیں اور لوحِ دل پر لکھ کر لے جائیں۔ اسے عملی جامہ پہنائیں تاکہ وہ نتائج حسنہ نکل آئیں۔ جن کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے۔ معزز حضرات ہماری ذمہ داریوں کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم کی ذمہ داریاں

۱۔ اعتقادات

وہ ہیں۔ جن میں ہر مرد و زن۔ پیر و جوان۔ ہر شاہ و گدا۔ ہر امیر و غریب۔ جاہل و عالم

ان میں یکساں طور پر ذمہ دار ہیں۔ مثلاً اللہ تعالےٰ کو وحدہٗ لاشریک لہٗ ماننا۔ اس کی صفات پر ایمان لانا۔ اس کی تمام نازل کی ہوئی کتابوں پر ایمان لانا۔ اس کے تمام ملائکہ عظام پر ایمان لانا۔ اس کے تمام بھیجے ہوئے پیغمبروں کو سچا جاننا۔ اس کی تقدیر پر ایمان لانا۔ قیامت کے دن قبروں سے نکل کر میدان محشر میں آنے اور حساب و کتاب ہونے پر ایمان لانا۔

ب۔ اعمال

اعمال میں بھی تقریباً تمام مرد و زن مساوی ہیں۔ مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ وغیرہ لہٰذا جب تک انسان کے اعتقادات قرآن مجید کے مطابق نہیں ہوں گے۔ اور اعمال صالحہ کا پابند نہیں ہوگا۔ عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکیگا:

دوسری قسم کی ذمہ داریاں

وہ ہیں۔ جو ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ پہلی قسم کی ذمہ داریوں کے علاوہ ان دوسری قسم کی ذمہ داریوں کا انجام دینا بھی ضروری ہے۔ جو شخص ان مقدمی ذمہ داریوں کو انجام نہیں دیگا۔ وہ بھی یقیناً گرفت الٰہی میں آ جائے گا۔ اور عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ اللھم لا تجعلنا منہ۔ اس قسم کی ذمہ داریوں کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی مثال (مرد کی ذمہ داری)

مرد اگرچہ نماز۔ روزہ وغیرہ احکام شرعیہ کا پابند ہو۔ مگر اس کا سلوک بیوی بچوں سے اچھا نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کی کوئی عزت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ ترجمہ:۔ تم میں سے اچھا وہ آدمی ہے جسکا سلوک

اپنے بال بچوں سے اچھا ہو۔ دوسرا ارشاد ملاحظہ ہو:۔

عن ابی هریرةؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ اِمْرَأَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ۔ ترجمہ۔ جب آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں اور اُن میں انصاف نہ کرے۔ تو قیامت کے دن ایسے حال میں (میدان محشر میں) آئیگا۔ کہ اس کا آدھا وجود گرنے والا ہوگا (یعنی ایک حصہ وجود کا صحیح وسالم ہوگا۔ اور دوسرا حصہ بے جان ہونے کے باعث جھکا ہوا ہوگا)

دوسری مثال (عورت کی ذمہ داری)

اگر مرد عورت سے راضی ہے۔ تو اس کے لئے بہشت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ

ترجمہ:۔ ام سلمہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت ایسے حال میں فوت ہو جائے۔ کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو۔ تو وہ بہشت میں جائے گی۔

نافرمان عورت پر فرشتوں کی لعنت

عن ابی هریرةؓ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَعَی الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ ط ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے جب مرد اپنی عورت کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور عورت آنے سے انکار کرے پھر وہ مرد ساری رات ناراض رہے۔ اس عورت پر فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں

تیسری مثال (صلہ رحمی)

اگر ایک شخص نماز روزے کا پابند ہے۔ حج بھی کر آیا ہے۔ زکوٰۃ بھی باقاعدہ ادا کرتا ہے۔ مگر رشتہ داروں سے اس کا سلوک اچھا نہیں ہے۔ تو وہ بھی دوزخ کی ہوا کھائے بغیر جنت میں نہیں جاسکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو:۔

عن جبیر بن مطعم رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ ۔ ترجمہ۔ جبیر بن مطعم رضی سے روایت ہے کہ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قطع رحم کرنیوالا بہشت میں نہیں جائیگا (یعنی جسکا سلوک اپنے رشتہ داروں سے اچھا نہیں ہوگا۔ وہ ابتداءً بہشت میں نہیں جائیگا۔ اگرچہ دوزخ کی سزا بھگتنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے نکل آئے گا)

چوتھی مثال (ظالم حاکم پر بہشت کا حرام ہونا)

عن معقل بن یسار رضی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ وَالٍ یَلِیْ رَعِیَّۃً مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَیَمُوْتُ وَھُوَ غَاشٌّ لَھُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ ۔ ترجمہ:۔ معقل بن یسار رضی سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ جو حاکم مسلمانوں کی رعیت پر حاکم ہو جائے۔ پھر وہ ایسے حال میں مرے کہ ان کے معاملے میں وہ خیانت اور ظلم کرتا تھا۔ تو اس حاکم پہ اللہ نے بہشت کو حرام کر دیا ہے۔

رشوت خور حاکم پر لعنت

عن عبد اللہ بن عمرو قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی۔ ترجمہ۔ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے۔

پانچویں مثال

اشاعت دین کرنیوالے عالم کی فضیلت

عن الحسن مرسلاً قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجلین کانا فی بنی اسرائیل احدھما کان عالماً یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس الخیر۔ والاخر یصوم النہار ویقوم اللیل ایھما افضل۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل ھذا العالم الذی یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النہار ویقوم اللیل کفضلی علی ادناکم۔ رواہ دارمی

حسنؒ سے مرسل روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصوں کے متعلق سوال کیا گیا۔ جو بنی اسرائیل میں تھے۔ ایک ان میں سے عالم تھا۔ فرض نماز ادا کر کے بیٹھ جاتا تھا۔ پھر لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا تھا۔ اور دوسرا دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو نماز پڑھتا تھا۔ (سوال یہ کیا گیا) کہ ان دونوں میں سے افضل کون ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس عالم کی فضیلت جو فرض ادا کرتا تھا۔ پھر

بیٹھ کر لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا تھا۔ اس عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو نماز پڑھتا تھا۔ ایسی ہے۔ جس طرح مجھے تم میں سے ایک ادنٰے درجہ کے مسلمان پر ہے (یعنی جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ایک ادنٰے درجہ کے مسلمان سے بلند ہے۔ اتنا ہی اس عالم کا درجہ اس عابد سے بلند ہے)

بُرے عالم کی مذمت

عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُوشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی عُلَمَاءُھُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ۔ ترجمہ:۔ علیؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں فقط اسلام کا نام باقی رہجائیگا اور قرآن کی ایک رسم رہ جائیگی۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی۔ مگر ان میں ہدایت نہیں ہوگی اُن کے علماء آسمان کے تلے رہنے والوں میں سے بدترین ہوں گے۔ انہیں میں سے فتنہ نکلیگا۔ اور انہیں میں لوٹیگا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

۶۸۷

خطبہ نمبر ۴

اصلی اور ناقابل تسخیر پاکستان

برادران اسلام اور معزز خواتین! میری آج کی معروضات کا عنوان "اصلی اور ناقابل تسخیر پاکستان" ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ ہر ایک ملک کا نام کسی خاص مناسبت کی بنا پر رکھا جاتا ہے۔ مثلاً افغانستان وہ ملک ہے جس میں افغان قوم رہتی ہے۔ ترکستان وہ خطہ ہے جہاں ترک رہتے ہیں۔ عربستان وہ ہے جس میں عرب قوم رہتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ پاکستان میں پاک لوگوں کی قیام گاہ ہونی چاہیئے

پاکستان کے پاک باشندے

خطۂ پاکستان یقیناً پاک لوگوں کا ملک بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ مسلمان بنانا چاہیں۔ باشندگانِ پاکستان کے پاس ایک ایسا اکسیر موجود ہے۔ جس کے استعمال سے ان کا بدن پاک۔ ان کے کپڑے پاک ان کا دل پاک ان کا دماغ پاک انکی ہر نقل وحرکت پاک۔ غرضیکہ ان کا ظاہر پاک۔ ان کا باطن پاک ہو جائے۔ جب ان پاکیزہ اوصاف والے انسانوں کا یہ ملک ہو جائیگا۔ تب یہ ملک اصلی اور صحیح معنی میں پاکستان کہلانے کا مستحق ہوگا۔ اور وہ اکسیر قرآن مجید ہے۔ اس اکسیر میں ہماری ستر کروڑ دنیا کی مسلم آبادی کی ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔ اور اس کے نازل کرنے

والے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا دعویٰ ہے۔ کہ اس میں ہر بیماری کیلئے شفا موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۔ ترجمہ:۔ کہدو۔ اس (قرآن مجید) میں ایمانداروں کے لئے (ہر ضرورت کے لئے) راہنمائی اور (ہر بیماری کے لئے) شفا ہے۔

قائدِ اعظم مرحوم کی تین شہادتیں

پہلی شہادت

قائدِ اعظم مرحوم نے نومبر ۱۹۳۹ء میں عید الفطر کے موقعہ پر مسلمانوں کو یہ پیغام دیا تھا۔

مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآنِ پاک میں موجود ہے۔ ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں۔ اور قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام نہیں پیش کرسکتی۔

دوسری شہادت

قائدِ اعظم مرحوم نے مسٹر گاندھی کو ۱۹۴۴ء میں لکھا تھا۔ قرآن مسلمانوں کا ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور مجلسی۔ دیوانی اور فوجداری۔ عسکری اور تعزیری معاشی اور معاشرتی۔ غرضیکہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ امورِ حیات تک۔ روح کی نجات سے لیکر جسم کی صحت تک۔ جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک۔ اخلاق سے لیکر انسدادِ جرائم تک زندگی میں جزا و سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزا و سزا تک ہر ایک فعل، قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا جب میں کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہے۔ تو حیات مابعد حیات کے ہر معیار اور ہر مقدار کے مطابق کہتا ہوں۔"

+ + +

تیسری شہادت

قائد اعظم مرحوم کا پیغام ستمبر ۱۹۴۵ء میں۔

"میرے پچھلی عید کے پیغام کے بعد سے مسلمانوں میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس زیادہ سے زیادہ بڑھ رہا ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے۔ کہ قرآنی تعلیمات محض عبادت اور اخلاقیات تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ قرآن مجید سب مسلمانوں کا دین وایمان اور قانون حیات ہے۔ یعنی مذہبی اور معاشرتی۔ تمدنی تجارتی۔ عسکری۔ عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کو یہ حکم ہے۔ کہ ہر مسلمان کے پاس اللہ کے کلام کا ایک نسخہ ضرور ہو۔ اور وہ اس کو بغور وخوض مطالعہ کرے۔ تاکہ یہ انفرادی واجتماعی ہدایت کا باعث بھی ہو۔"

وزیر اعظم پاکستان مسٹر لیاقت علی خان کی قرآن مجید کے متعلق شہادت

پہلی شہادت

وزیر اعظم پاکستان جب مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے۔ تب مجلس عاملہ کے ارکان کی موجودگی میں اعلان کیا تھا۔ "وہ پاکستانی علاقوں میں تمام نظام وانتظام حکومت قرآن پاک کے احکام اور اصولوں کے بموجب ہوگا"

دوسری شہادت

مسٹر لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان کی تقریر جلسہ تقسیم اسناد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے موقعہ پر۔ "اس وقت ہماری قوم کے سامنے جو سب سے زیادہ اہم سوال پیش ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انگریز کے جانے کے بعد یہاں کیا صورت حال ہوگی۔ آیا ہم کو ایک آزاد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے اسلامی نظام آئین وقوانین کے بموجب

اپنی زندگی بسر کرنا ہے۔ یا ہم کو غیر مسلموں کا محکوم و غلام رہنا ہے۔ ہمارے سامنے ایک نہایت اہم سوال در پیش ہے۔ اور وہ یہ کہ تم کس نظام کے ماتحت زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اپنی آئندہ زندگی اسلامی طریق اور آئین و قوانین کے بموجب بسر کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمان کے پیش نظر اس مقصد حیات کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو برس قبل دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو پیغام الٰہی لیکر تشریف لائے تھے۔ اب وہ ہمارے پاس ہے اور وہ دنیا کی عظیم المرتبت کتاب قرآن شریف ہے۔ جس میں اب بھی بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہ نمائی کے احکام موجود ہیں۔ ہر مسلمان کا دین و ایمان ہے۔ کہ اس کی موت و حیات سب اللہ ہی کے لیئے وقف ہے۔ اللہ ہی ہمارا بادشاہ ہے۔ اور وہ ہی ہمارا حکمران ہے۔" ۵۰

آئین اسلامی کہاں ہے؟

میرے ان انگریزی دان بھائیوں کو آنکھیں کھول کر مذکورالصدر پانچ شہادتوں کو پڑھنا چاہیئے۔ جنہیں جب کہا جاتا ہے۔ کہ پاکستان میں اسلامی قانون رائج ہونا چاہیئے تو اپنی جہالت اور ناواقفیت کے باعث جھٹ یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اسلامی آئین ہے کہاں؟

اصلی پاکستان

یہ یاد رہے۔ کہ اصلی پاکستان کا رنگ و روپ تب ہی ظاہر ہوگا۔ اور کھرا اور سچا پاکستان تب ہی بنیگا جب اس میں قرآن مجید کی تعلیم قرآن مجید کی تہذیب۔ قرآن مجید کا جاری کیا ہوا تمدن۔ قرآن مجید کے اصولوں پہ نظام سیاست قائم ہوگا۔ تب ہمارا پاکستان دوسرے ممالک کے لیئے قابل رشک ہوگا۔ اور دوسری سلطنتوں

کے باشندے اس اسلامستان کو بطور عبرت اور سبق حاصل کرنے کیلئے دیکھنے آئیں گے۔

ہمیں دوسروں سے کیا واسطہ؟

بعض انگریزی دان احباب یہ کہتے ہیں۔ کہ مولوی صاحبان خواہ مخواہ حکومت پاکستان کے ذمہ داروں کو قرآنی نظام کی آواز سے پریشان کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ نہیں دیکھتے کہ دوسرے ممالک اسلامی مثلاً افغانستان۔ ٹرکی۔ مصر۔ عراق میں کیا ہو رہا ہے۔ کیا وہاں قرآن مجید کے مطابق اسلامی نظام ہے؟ میں اس سوال کو بیحد غیر معقول اور لغو خیال کرتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ ایک سمجھ دار تعلیمیافتہ مسلمان ایک ایسے گاؤں میں رہتا ہے۔ جہاں مسلمانوں کے سب بچے کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں۔ اور کوئی اسکول میں تعلیم پانے کے لئے نہیں جاتا تو کیا یہ تعلیمیافتہ عقلمند بھی ان ہی کی تقلید کریگا۔ کہ اس کا بچہ بھی دوسرے بچوں کیطرح جاہل رہے۔

میری مثال

راقم الحروف ضلع گوجرانوالہ کے ایک گاؤں کا رہنے والا ہے۔ میرے گاؤں سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر دوسرے گاؤں میں سکول تھا۔ میرے والد صاحب مرحوم چونکہ ذی علم تھے۔ انہوں نے مجھے سکول میں داخل کیا۔ اور تعلیم دلائی۔ سارے گاؤں میں سوائے میرے اور کوئی سکول نہیں جاتا تھا۔ میرے والد صاحب مرحوم کی بیدار مغزی اور مآل اندیشی کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آج دارالسلطنت لاہور میں اللہ تعالےٰ مجھ ایسے گنہگار سے محض اپنے فضل و کرم سے اسلام کی خدمت لے رہا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

نتیجہ

میں اپنے تعلیم یافتہ دوستوں سے کہتا ہوں۔ کہ اگر دوسرے ممالک اسلامی آئین

کی پابندی نہیں کرتے۔ تو کیا ہماری راہ روی کے لئے یہ دلیل حجت ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔

اور سُنئے

دوسرے ممالک اسلامی کے ذمہ داران حکومت نے ایسے زوردار الفاظ میں قرآن مجید کا نظام اپنے ملک میں رائج کرنے کا کب اعلان کیا ہوا ہے۔ اور ہمارے پاکستان کے قائد اعظم مرحوم اور وزیر اعظم پاکستان نے جن زوردار الفاظ میں اعلان کر کے پاکستان بنوایا ہے۔ وہ آپ کے سامنے ہیں :

قول مرداں جانے دارد

اے پاکستان کے عوام اور حکام! جب تم نے دو قوموں کے نظریہ کے ماتحت اس خطۂ مبارکہ پاکستان کو الگ کرایا ہے۔ کہ ہم ہندوؤں سے ایک علیحدہ قوم ہیں۔ ان سے ہمارے عقاید علیحدہ۔ ہماری تہذیب علیحدہ۔ ہمارا تمدن علیحدہ ہمارا نظام علیحدہ۔ ہماری سیاست علیحدہ۔

اے پاکستان کے مسلمانو! بہادروں کا قول ہے۔ "قول مرداں جانے دارد" اب ان اپنے دعووں کو عملی جامہ پہنا کر ہندوستان کی حکومت کو دکھا دو۔ تاکہ تمہاری صداقت اور سچائی کا رعب ان کے دلوں میں پڑ جائے۔ اور وہ سمجھ لیں۔ کہ مسلمان جو کہتا ہے۔ وہ کر کے دکھا دیتا ہے۔

اصلی پاکستان

اپنے وعدوں کو عملی جامہ پہنانے کے بعد اصلی پاکستان بن جائیگا۔ وما علینا الا البلاغ

ناقابل تسخیر پاکستان

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارا پاکستان ایسا مضبوط و مستحکم بن سکتا ہے۔ جو

ناقابلِ تسخیر ہو۔ اگر یہ جارحانہ میدان جنگ میں جائے۔ تو فتح پائے۔ اور اگر مدافعانہ مقابلہ میں آئے تو دشمن شکست کھا کر واپس جائے۔

پروگرام

جہاد کیلئے مسلّح رہنا عین فرض ہے

قرآن مجید میں جس طرح نماز اور زکوٰۃ کو فرض عین کہا گیا ہے۔ اسی طرح جہاد کے متعلق ارشاد ہے۔ أَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ الآیۃ

ترجمہ:۔ (اے مسلمانو!) دشمنوں کے مقابلہ کے لئے اپنی طاقت کے موافق ہتھیاروں سے مسلّح رہو یعنی جہاد کے لئے مسلّح رہنا بھی فرض عین ہے۔

حاصل یہ ہے

کہ پاکستان کے ہر مسلمان غریب۔ امیر۔ تاجر۔ ملازم۔ عالم۔ جاہل۔ حاکم۔ محکوم پر لازم ہے۔ کہ وہ ہتھیاروں سے مسلّح رہے۔ جب ہتھیار خریدے گا۔ تو فوجی ٹریننگ خود حاصل کریگا۔ کیونکہ جب بندوق خریدے گا۔ تو اس کا بھرنا اور چلانا سیکھنا ہی پڑیگا اس حکم کی تعمیل کا.......... نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ پاکستان کی ہر بستی۔ ہر قصبہ۔ ہر شہر گویا کہ پاکستان کی فوجی چھاؤنی ہوگی۔ یہ فوج اپنا کما کر کھائے گی۔ اور ہر وقت کیل کانٹے سے لیس رہیگی۔ جب حکومت پاکستان کو فوج کشی کی ضرورت ہوگی۔ تو حکم ملتے ہی میدان میں آجائیگی۔ البتہ حکومت پاکستان کو سرحدات کی حفاظت کے لئے کچھ ریزرو فوج بھی رکھنی پڑے گی۔ جو ہر وقت سرحدوں کی حفاظت کرے۔ اس پروگرام پر عمل کرنے سے حکومت پاکستان کو لاکھوں کی تعداد میں مسلّح فوج مفت مل سکیگی۔

امدادِ الٰہی

چونکہ پاکستانی مجاہد اصلی اور کھری سلطنت اسلامی کی حفاظت کے لئے میدانِ جنگ میں جائے گا۔ اس کی نیت یہ ہوگی۔ کہ اے اللہ! تیرے دین اسلام کے گھر کے بچانے کے لئے میدانِ جنگ میں جا رہا ہوں۔ پھر ان سرفروش مجاہدوں کی امداد و اعانت کے لئے اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں وعدہ ہے۔ کہ اپنی غیبی طاقتیں ان کی امداد کے لئے لائیگا۔ ارشاد ہے:۔
اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ ۔ ترجمہ۔ اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے۔ تو اللہ تمہاری مدد کریگا۔ اور جب اللہ تعالے ان خدا پرست فدایانِ اسلام کی مدد کریگا تو اس کا وعدہ ہے۔ کہ پھر ان پر کوئی طاقت غالب نہیں آ سکے گی۔ ارشاد ہے:۔
اِنْ یَنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ۔ ترجمہ۔ اگر اللہ تمہاری مدد کریگا۔ تو تم پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ پاکستان ناقابل تسخیر ہو جائے گا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ

۷۸۶

خطبہ نمبر ۵

عمارتِ پاکستان کا سنگِ بنیاد

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین!

آج کی معروضات کا عنوان "عمارتِ پاکستان کا سنگِ بنیاد" ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اگر عمارت کا سنگِ بنیاد صحیح رکھا جائے۔ تو عمارت بالکل درست اور موزوں تیار ہوگی۔ اور اگر سنگِ بنیاد ہی غلط رکھا گیا تو بقول شخصے ؎

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

یعنی اگر پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھی گئی۔ تو آسمان کے ستاروں تک دیوار ٹیڑھی ہی جائیگی۔ لہٰذا جب ہمارا پاکستان مسلم اور کافر دو قوموں کے نظریہ کے ماتحت بنایا گیا ہے۔ اور پاکستان کے وزیر اعظم ڈاکٹر لیاقت علی خان صاحب نے اپنی قرارداد مقاصد میں یہ فرمایا تھا کہ جس میں اصول جمہوریت و حریت و مساوات و رواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے۔ پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسولؐ میں متعین ہیں۔ تربیت دے سکیں۔

پیشکش کی جرأت

وزیر اعظم پاکستان کے اس اعلان کے باعث مجھے اس پیشکش کی جرأت ہوئی ہے

کہ قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقطۂ نگاہ سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی اصلاح کا سنگ بنیاد نماز ہے۔

پاکستان کے شہنشاہ کا اعلان

نماز کے متعلق پاکستان کے شہنشاہ کا اعلان ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ط سورۃ النساء رکوع ۱۵

ترجمہ۔ بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے۔ اور وقت کے ساتھ محدود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستثنٰے نہیں۔

معزز حاضرین! اسلام کے بنیادی اصول میں نماز ہے۔ سات برس کی عمر سے شروع کرائی جاتی ہے اور لحد قبر میں داخل ہونے تک کوئی شخص اس سے مستثنٰے نہیں ہو سکتا ہے حتّٰی کہ سید المرسلین۔ خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین۔ رحمتہ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس فرض کے ادا کرنے سے مستثنٰے نہیں کئے گئے۔ آپ کے حق میں قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ط سورۃ حجر رکوع ۶

ترجمہ۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہئے۔ یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

تارک نماز دوزخی ہے

قولہ تعالیٰ۔ فِيْ جَنّٰتٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ سورۃ مدثر رکوع ۲

ترجمہ۔ وہ بہشتوں میں ہونگے۔ مجرموں کا حال پوچھتے ہوں گے۔ کہ تمہیں کس بات نے دوزخ میں داخل کیا۔ وہ کہیں گے۔ کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

مقصد نماز

نماز میں خدا تعالےٰ کی بندگی کا حق ادا کرنا مقصود ہے۔ تاکہ اس کی نعمتوں کا شکر

بجالائیں ۔ ہاتھ جوڑیں سر جھکائیں ۔ سجدے میں گریں ۔ اس کی عظمت کے گیت گائیں اور روحانی لذت پائیں ۔ اس کے علاوہ اپنی لغزشوں سے توبہ کریں ۔ غرضیکہ اپنے حقیقی مولا سے غلامی کا تعلق تازہ کر کے آئیں ۔

نماز کے فائدے

میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں ۔ کہ احکام الٰہی کی تعمیل میں خداتعالےٰ تو راضی ہو ہی جاتا ہے ۔ اور آخرت کے عذاب سے انسان بچ جاتا ہے ۔ مگر اس کے ساتھ ہی انسان کی دنیا بھی سنور جاتی ہے ۔ گویا کہ یک کرشمہ دو کار کا سا معاملہ ہو جاتا ہے ۔ نماز میں اگرچہ مقصود اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی ہے ۔ مگر اس کے اور بھی فائدے ہیں ۔ جن سے مسلمانوں کی دنیا بھی سنور جائیگی ۔ اگر ان چیزوں کا خیال رکھ کر نماز ادا کی جائے ۔ تو مُردہ قوم زندہ ہو سکتی ہے ۔ محکوم قوم حاکم بن سکتی ہے ۔ آپس میں دست و گریباں ہونے والی جماعت شیر و شکر ہو کر رہ سکتی ہے ۔

فائدوں کی فہرست

	عنوان
(۱) مسلمانوں کا ایک مرکز پر جمع ہونا ۔	مسجد
(۲) بہترین آدمی انتخاب کر کے صدر بنانا ۔	امام
(۳) امام کے ماتحت چلنا ۔	اقتداء
(۴) امام کے اتباع میں ہمہ تن ادب کا مجسمہ بن جانا ۔ کھانا ۔ پینا ۔ بولنا ۔ سب چھوڑ دینا ۔	اطاعت
(۵) اپنے آپ کو منظم کر کے امام کی آواز پر نقل و حرکت کرنا ۔	اتّباع
(۶) اور ان ساری پابندیوں میں امام پر احسان نہ دھرنا ۔ بلکہ اسکی تابعداری کو سب سے ضروری فرض خیال کرنا	احساس فرض
(۷) اس تمام فرمانبرداری میں کسی اُجرت کا خواہاں نہ ہونا ۔ بلکہ گھر	

سے کھا کر اطاعت کرنا۔ — اخلاص

(۸) مساوات کا جذبہ پیدا کرنا۔ تاکہ کام کے وقت شاہ وگدا ایک صف میں کھڑے ہو جائیں۔ — مساوات

(۹) ایثار کی روح پھونکنا کہ جو پہلے آئے آگے کھڑا ہو جائے۔ اور جو بعد میں آئے۔ وہ پچھلی صف میں بیٹھ جائے۔ خواہ بادشاہ وقت ہی کیوں نہ ہو۔ — ایثار

الحاصل

حاصل یہ ہے۔ کہ اس خدا پرست جماعت کی صدا[۱] ایک۔ سر والہ[۲] ایک۔ مرکز[۳] ایک مقصد[۴] ایک۔ قبلہ[۵] ایک۔ قول[۶] ایک۔ فعل[۷] ایک۔ صورت[۸] ایک۔ اور ان ساری وحدتوں میں مطلوب[۹] ایک (خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ)

کامیابی کا سہرا

جب خدا پرست جماعت وحدت کا درس عبرت پا کر دنیا میں قدم اٹھائے گی تو خدائی طاقت ان کی مدد کے لیے آئے گی۔ ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم۔

ترجمہ۔ اگر تم اللہ تعالٰے کی مدد کرو گے۔ تو اللہ تعالٰے تمہاری مدد کریگا۔

علاوہ اس کے زمین و آسمان کے خزانے ان کی پشت پناہی کے لئے وقف کر دئے جائیں گے۔ ان تمام طاقتوں کی برکت سے ہر میدان میں کامیابی کا سہرا ان کے سر باندھا جائیگا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰے علیہم کی ہر میدان میں کامیابی میرے اس دعوٰی کی روشن دلیل ہے۔

شاہنشاہی سلام

نماز دراصل شاہنشاہی سلام ہے۔ جو شخص دربار شاہنشاہی میں سلام کے لئے بلایا جائے اور وہ نہ آئے۔ وہ باغی قرار دیا جاتا ہے۔ جرم بغاوت لگنے کے بعد بھی اسے

ایک مدت (یعنی دنیا کی زندگی) تک مہلت دی جاتی ہے۔ اگر پیغام موت آنے تک اپنی ضد سے باز نہ آئے۔ تو پھر الٰہی قید خانہ میں بھیج دیا جاتا ہے۔

ترک سلام کی سزا جیل میں داخلہ

عن عبد الرحمٰن بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ انہ ذکر الصلوٰۃ یومًا فقال من حافظ علیہا کانت لہ نورًا وبرھانًا ونجاۃ یوم القیٰمۃ ومن لم یحافظ علیہا لم تکن لہ نورًا ولا برھانًا ولا نجاۃ وکان یوم القیٰمۃ مع قارون وفرعون وھامان وابی بن خلف (رواہ احمد والدارمی والبیہقی) ترجمہ۔ عبد الرحمٰن بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا۔ کہ جس شخص نے نماز کی حفاظت کی۔ ان کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی۔ اور اس کے ایمان کی دلیل ہوگی۔ اور اس کے لئے ذریعہ نجات قرار دی جائیگی۔ اور جس شخص نے اس کی حفاظت نہ کی۔ نہ اس کے لئے نور ہوگی اور نہ ایمان پر دلیل بنے گی۔ اور نہ اس کے لئے ذریعہ نجات ہوگی۔ اور وہ شخص قیامت کے دن قارون۔ فرعون۔ ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (یعنی دوزخ میں)

ایک غیر مسلم کی شہادت
کہ مسلمانوں کی فتوحات نماز کے باعث فتوحات تھیں

جوزف اہل عرب سولائزیشن میں لکھتا ہے۔ جس شخص نے مسلمانوں کو حیرت

انگیز یک آہنگی ترتیب اور وقار کے ساتھ صفیں باندھے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ وہ اس انضباط سکھانے والی نماز کے تعلیمی افادے کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس نماز باجماعت میں مومنین کا باقاعدہ اجتماع ان کے قلوب میں اتحاد ملت کی رُوح اور مساوات انسانی کا احساس پیدا کر رہا تھا۔ بعد کے زمانے میں اسلام نے جو عسکری کامیابیاں حاصل کیں۔ وہ ان اوصاف کی شرمندۂ احسان تھیں جنہوں نے ابتداء اسلام کے زمانے میں سب سے پہلے عربوں کے اندر نشوو نما پایا۔ اور وہ خصوصیتیں دو تھیں۔ یعنی ضبط و تنظیم اور موت سے بے پرواہی۔

ازالۂ غلط فہمی

اگر ایک صحیح قانون کے غلط استعمال سے اچھے نتائج نہ نکلیں تو اس میں قانون کا کیا قصور ہے۔ بلکہ اس کا غلط استعمال ہی ساری خرابی کا ذمہ دار ہوگا۔ اگر آج کل ہماری نمازوں سے ایسے حالات پیدا نہیں ہوتے۔ جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ تو اس میں قانون نماز کا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ ہماری اپنی بے راہ روی کا نتیجہ ہے۔

ضروری اشعار

رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی رضؓ نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے
شور ہے۔ ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود؟ (اقبالؒ)

فرمانِ الٰہی

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ.

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالےٰ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا"۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْغٰفِلِیْنَ۔ ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ غافلوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

چھٹا خطبہ

اچھے انسان

برادرانِ عزیز!

آپ کو معلوم ہے۔ کہ انسان کی طبعی خواہش ہے۔ کہ اسے ہر ایک ضرورت کے پورا کرنے کے لئے اچھی چیز میسر آئے۔ مثلاً کپڑا ہو تو اچھا ہو۔ جوتا ہو تو اچھا ہو۔ مکان ہو تو اچھا ہو۔ بیوی ہو تو اچھی ہو۔ بیٹا ہو تو اچھا ہو۔ رشتہ دار ہوں تو اچھے ہوں۔ حاکم ہو تو اچھا ہو۔ بعینہٖ اسی طرح اللہ تعالےٰ بھی یہی چاہتا ہے۔ کہ اس کے نظامِ عالم میں جو انسان جس حصے کی کڑی ہو۔ وہ اچھا ہو۔ چنانچہ آج کی معروضات کا عنوان "اچھے انسان" رکھا گیا ہے۔ تاکہ کتاب وسنت کی روشنی میں عرض کر دیا جائے۔ کہ انسان کے ہر شعبہ حیات میں "اچھے انسان" کون لوگ ہیں۔ جب اچھے انسانوں کے خال و خط آپ کے سامنے آجائیں گے۔ تو آپ خود سمجھ لیں گے کہ بُرے انسان کس قسم کے ہوتے ہیں

اچھا بندہ

چونکہ بندگی کرنا انسان کا مقصدِ حیات ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اسی نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا اچھا بندہ کون ہے۔ چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق قرآن پاک کا ارشاد ہے۔ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ ترجمہ۔ ہم نے اُسے (ایوب علیہ السلام کو) صابر پایا۔ (وہ) اچھا بندہ ہے۔ بے شک وہ (اللہ تعالیٰ کی طرف) رجوع کرنے والا تھا۔ ایوب علیہ السلام کی بیوی بچے سب تباہ ہو گئے تھے۔ ان کے ہر قسم کے مویشی ہلاک ہو گئے تھے۔ ان کا بدن پھوڑے پھنسیوں سے چور تھا۔ مگر پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ یعنی اللہ تعالےٰ سے راضی تھے۔ اور اس کا دروازہ چھوڑ کر کہیں نہیں گئے تھے۔ اسی رجوع الی اللہ کے باعث انہیں اللہ تعالیٰ نے اَوَّاب فرمایا ہے۔ اور ان کی تعریف فرمائی ہے۔ ہمیں بھی اللہ تعالےٰ اچھا بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شرافت کا معیار

جس انسان کی شرافت پرکھنی ہو۔ تو اس کا معیار یہی ہے۔ کہ وہ اپنے محسنوں کی عزت و احترام کرتا ہو۔ جو زیادہ محسن ہو اس کا زیادہ لحاظ رکھے اور اس کی خوشنودیِ مزاج کا زیادہ خیال رکھے۔ مثلاً والدین چونکہ انسان کے سب سے زیادہ محسن ہیں۔ اس لئے باقی سب رشتہ دار اور دوستوں سے بڑھ کر ان کی عزت کرے۔ ان کا فرمانبردار ہو۔ اسی طرح جس محسن کے احسانات کی کوئی حد ہی نہ ہو۔ بلکہ ماں باپ بھی اس کی نظرِ عنایت کا ایک عطیہ ہیں۔ اب ایسے محسن کی اطاعت و فرمانبرداری ماں باپ سے بھی بڑھ کر انسان کا فرض انسانیت ہے۔ لہٰذا جو شخص ماں باپ کا نافرمان ہو خواہ وہ باقی سب محسنوں اور سب دوستوں کا مونس و غمخوار ہو۔ اسے صحیح معنی میں شریف انسان نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح جو شخص ماں باپ کا خواہ فرمانبردار ہو۔ مگر خدا کے

قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا نافرمان ہے۔ تو اچھا انسان نہیں شمار کیا جا سکتا۔ اور ایسے انسان کو شریفوں کی جماعت میں شمار کرنا شرافت کے نام کو بدنام کرنا ہوگا۔

جگہ کونسی اچھی ہے

یہ آپ جانتے ہیں کہ ہر جگہ انسان کے بیٹھنے کے لئے موزوں نہیں ہوتی۔ کیا کوئی کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ پر بیٹھ سکتا ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں دریافت فرمائیں۔ تو ان کا فرمان یہ ہے احب البلاد الی اللہ مساجدھا
ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں شہروں میں سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ مسجدیں ہیں۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو۔ فراغت کا زیادہ وقت مسجد میں گزارا جائے۔

مؤذن کونسا اچھا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضؓ بن ابی العاصؓ صحابی کو اپنی قوم کا امام مقرر فرمایا اور اُسے نصیحت فرمائی۔ وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَّا يَأْخُذُ عَلٰى اَذَانِهٖ اَجْرًا
ترجمہ:۔ اور مؤذن الیسا رکھ جو اپنی اذان پر تنخواہ نہ لے۔ چونکہ اذان عبادت ہے۔ اس لئے عبادت پر اُجرت لینی جائز نہیں ہے۔

امام کونسا اچھا ہے

عبداللہ رضؓ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین آدمی ہیں جنہیں قیامت کے دن کستوری کے ٹیلے پر بٹھایا جاویگا۔ ان میں سے ایک یہ ہے وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ ○ ترجمہ۔ اور وہ شخص جو کسی قوم کا امام ہو۔ اور وہ لوگ اس سے خوش ہوں۔ امام کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے مقتدیوں کو راضی رکھے بشرطیکہ مقتدیوں کے مطالبات شریعت کے مطابق ہوں اور اگر بالفرض خلاف شریعت چیزوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو ایسی باتوں میں امام کا فرض ہے کہ ان کی مخالفت کرے تاکہ اس کی استقامت کی برکت سے وہ لوگ راہِ راست پر آجائیں۔

اولاد کونسی اچھی ہے

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جب انسان مرجاتا ہے۔ اس کے اور عمل تو ختم ہوجاتے ہیں۔ مگر تین چیزوں کا نفع
اسے پہنچتا رہتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ فرمایا ہے۔ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ یَّدْعُوْلَهٗ
ترجمہ:۔ یا نیک اولاد ہو۔ جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ دیندار اولاد ماں باپ کے لئے مفید ہے۔ ورنہ بے دین
اولاد بجائے مفید ہونے کے ماں باپ کے لئے مضر ثابت ہوگی۔ کیونکہ اگر ماں باپ نے
بچپن میں دین سکھایا ہی نہیں تھا۔ تو اولاد کی بے دینی میں ماں باپ بھی حصہ دار ہیں۔

بیوی کون سی اچھی ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔
اَلْمَرْاَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا فَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا
وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَاءَتْ

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے۔ جب عورت نے پانچ وقت کی نماز پڑھی اور رمضان کے روزے رکھے۔
اور شرم گاہ کی حفاظت کی۔ (یعنی خاوند کے سوا دوسرے مردوں سے) اور اپنے
خاوند کی فرمانبرداری کی تو بہشت کے جس دروازے سے چاہے۔ داخل ہوجائے
اس حدیث شریف سے معلوم ہوا ہے کہ بے دین عورت خواہ حسن و جمال میں پری
ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ کے ہاں ان کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔

خاوند کونسا اچھا ہے

عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔
خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ۔ ترجمہ۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم میں سے بھلا وہ آدمی ہے۔ جس کا اپنے بال بچوں سے سلوک اچھا ہو"۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ گھر کی چار دیواری میں وہ آدمی بہتر ہے۔ جس کا سلوک اپنی بیوی بچوں سے اچھا ہو۔ باہر کے معاملات میں آدمی ہزار درجہ اچھا ہو۔ لیکن اگر گھر والوں سے اس کا معاملہ درست نہیں ہے۔ تو بھلا مانس نہیں ہے۔

داماد کونسا اچھا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَہٗ وَخُلُقَہٗ فَزَوِّجُوْا اِنْ لَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ۔ ترجمہ۔ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب تم سے وہ شخص رشتہ طلب کرے جس کے دین اور خلق کو پسند کرتے ہو۔ تو اسے نکاح کردو۔ اگر تم نے اسی طرح نہ کیا تو زمین میں فتنہ پڑ جائیگا۔ اور بڑا فساد ہوگا۔

اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر لوگوں نے دیندار اور با اخلاق لوگوں کو رشتے نہ دئے اور دولت مندوں کی تلاش میں رہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اکثر لڑکے اور لڑکیاں مجرد رہیں گے۔ اور اس تجرد اور بن بیاہے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ لوگوں میں زنا کی کثرت ہو جائیگی۔ اور زنا کا نتیجہ قوم کے اخلاق کی تباہی اور بربادی ہوگی۔

اچھا رشتہ دار کونسا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْهِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَیَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ کُنْتَ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَکَ مِنَ اللّٰہِ ظَهِیْرٌ عَلَیْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِکَ

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یارسول اللہؐ! میرے رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے برادرانہ تعلق جوڑتا ہوں۔ اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں۔ اور میں اُن سے نرمی کرتا ہوں۔ اور وہ مجھ سے سختی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو ایسا ہی ہے۔ جیسا کہہ رہا ہے۔ تو تو ان کے منہ میں گرم راکھ جھونک رہا ہے اور تیرے ساتھ اللہ کی امداد رہے گی۔ جب تک تو اسی حالت پر رہیگا۔

اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہوا ہے۔ کہ جو رشتہ توڑیں۔ ان سے جوڑنا انسان کا کمال ہے۔ جو سختی کریں۔ ان سے نرمی کرنا انسان کے اچھے ہونے کی دلیل ہے۔

اچھا حاکم کونسا ہے

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ عزوجل کے رحمت کے سایہ میں کون لوگ سب سے آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ لوگ جب انہیں حق دیا جائے۔ تو قبول کرلیں اور جب ان سے حق مانگا جائے۔ تو دیدیں اور لوگوں کے حق میں ایسا فیصلہ کریں۔ جس طرح اپنے حق میں کر سکتے ہیں۔

اس حدیث سے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ اچھے حاکم کس قسم کے ہو سکتے ہیں۔ کہ اپنا فقط حق لیں۔ اور دوسروں کو ان کا حق پورا دیں۔ اور فیصلے ایسے کریں۔ گویا کہ اپنی ذات کے لئے فیصلہ کر رہے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

واللہ الموفق والمعین

۵۸

ساتواں خطبہ

الیکشن کا اسلامی طریقہ

قولہ تعالیٰ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ سورۃ آل عمران رکوع ۱۷

ترجمہ - اس معاملہ میں ان سے مشورہ لے لیا کریں۔ پھر جب آپ رائے پختہ کریں۔ پھر اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ بیشک اللہ اس پر بھروسہ کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔

برادران اسلام! صوبہ پنجاب میں آئندہ الیکشن کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ الیکشن کے متعلق اسلامی طریق کا عرض کروں۔ تاکہ جو لوگ اس پر کاربند ہوں۔ وہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے دربار میں سرخرو ہو کر جائیں۔ اور اُن پر خدائی قانون سے بے راہ روی کا الزام نہ لگنے پائے۔ اور جو لوگ اسلامی قانون انتخاب کی خلاف ورزی کریں وہ قیامت کے دن کم از کم یہ عذر تو پیش نہیں کر سکیں گے۔ کہ رَبَّنَا مَا جَاءَنَا مِن نَّذِيرٍ ترجمہ۔ اے ہمارے رب! ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔

الیکشن کیوں ہو رہا ہے

الیکشن کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ مسلمانانِ صوبہ پنجاب اپنے صوبہ میں صحیح نظام چلانے کے لئے اپنے میں سے چند آدمیوں کو منتخب کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ

لوگ اس صوبہ کے نظم ونسق کو اپنے ہاتھ میں صحیح اصول پر چلائیں۔

صوبہ پنجاب کا نظام کیا ہوگا

صوبہ پنجاب کے اندر وہی نظام رائج کیا جائیگا۔ جو ہمارے مرکز نے تمام ماتحت صوبہ جات کے لئے تجویز کیا ہے۔ پہلے اس مرکز سے طے شدہ نظام کو ملاحظہ فرما لیجئے۔ اس کے بعد بآسانی فیصلہ ہو سکے گا۔ کہ الیکشن میں کس قسم کے آدمی کھڑے کئے جائیں۔ سارے پاکستان کے لئے مرکز کا تجویز کردہ نظام وزیر اعظم پاکستان کی قرار داد ہے:-

وزیر اعظم پاکستان کی قرار داد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

"چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلا شرکت غیر حاکم مطلق ہے۔ اور اُس نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے نیابتاً عطا فرمایا ہے۔ اور چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے۔

لہٰذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے۔ کہ آزاد خود مختار مملکت پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کیا جائے۔ جس کی رُو سے مملکت جملہ حقوق واختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے۔ جس میں اصول جمہوریت وحریت ومساوات ورواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے۔ پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔ جس کی رُو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسولؐ میں متعین ہیں۔ ترتیب

دے سکیں ۔ جس کی رُو سے اس امر کا وافی انتظام کیا جائے ۔ کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عقیدہ رکھ سکیں ۔ اور اس پر عمل کر سکیں ۔ اور اپنی ثقافت کو ترقی دے سکیں جس کی رُو سے وہ علاقے جو فی الحال پاکستان میں داخل ہیں ۔ یا شامل ہو گئے ہیں ۔ اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل اور شامل ہو جائیں ایک وفاقیہ بنائیں جس کے ارکان مقرر کردہ حدود اربعہ و متعینہ اختیارات کے ماتحت خود مختار ہوں ۔ جس کی رُو سے بنیادی حقوق کی ضمانت کی جائے ۔ اور ان حقوق میں قانون اور اخلاق عامہ کے ماتحت مساوات حیثیت و مواقع قانون کی نظر میں برابری ، عمرانی ، اقتصادی اور سیاسی عدل ، خیال ، اظہار عقیدہ ، دین ، عبادت اور ارتباط کی آزادی شامل ہو ۔ جس کی رُو سے نظام عدل کی آزادی کامل طور پر محفوظ ہو ۔ جس کی رو سے وفاقیہ کے علاقوں کی سالمیت ۔ اس کی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا جن میں اس کے بر و بحر اور فضا پر سیادت کے حقوق شامل ہیں ۔ تحفظ کیا جائے ۔ تاکہ اہل پاکستان فلاح و خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں ۔ اقوامِ عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کر سکیں اور امن عالم کے قیام اور بنی نوع انسان کی ترقی و بہبود میں کما حقہٗ اضافہ کر سکیں ۔

وزیراعظم ڈاکٹر لیاقت علی خان کی تقریر کے اقتباسات

(۱) دستور میں ان اصولوں کو ان کی اس تشریح کے مطابق ملحوظ رکھا جائے گا ۔ جو اسلام نے کی ہے ۔

(۲) کیونکہ اسلام نے دنیا کو جن عظیم الشان نعمتوں سے مالامال کیا ہے ۔ ان میں سے ایک عام انسانوں کی مساوات بھی ہے ۔ اسلام نسل ، رنگ اور نسب کے امتیازات کو تسلیم نہیں کرتا ۔ انحطاط کے دور میں بھی اسلامی معاشرہ ان تعصبات سے نمایاں طور پر پاک ہے ۔ جنہوں نے دنیا کے دوسرے حصوں میں انسانوں کے باہمی تعلقات

کو زہر آلود کر دیا تھا۔

(۳) قرار داد کی اگلی دفعہ میں درج ہے۔ کہ "مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید و سنت رسولؐ میں متعین ہیں۔ ڈھال سکیں"

یہ امر بالکل ظاہر ہے۔ کہ اگر مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ اپنی زندگی اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق بنالیں۔ تو اس پر کسی غیر مسلم کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔

(۴) مملکت ایک ایسا ماحول پیدا کریگی۔ جو ایک حقیقی اسلامی معاشرے کی تعمیر میں ممد و معاون ہو۔

(۵) مملکت کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی سرگرمیوں کی اس طرز پر رہنمائی کرے۔ کہ ایک ایسا نیا عمرانی نظام قائم ہو جائے۔ جو اسلام کے بنیادی اصول پر مبنی ہو۔ جس میں جمہوریت۔ حریت۔ روا داری اور عمرانی عدل شامل ہوں۔

(۶) کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جس کا اس پر ایمان نہ ہو۔ کہ کلام اللہ اور اسوۂ رسولؐ ہی اس کے روحانی فیضان کے بنیادی سرچشمے ہیں۔ ان کے متعلق مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ اور اسلام کا کوئی فرقہ نہیں ہے جو انہیں تسلیم نہ کرتا ہو۔

قرارداد کی تائید میں قائد اعظمؒ کی تقریر

(۱) زمیندار یکم نومبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۱ و ۲

اگر مسلمانوں نے عزم و استقلال ایثار و قربانی سے کام لیا۔ اور تعلیمات قرانی پر عمل کیا۔ تو ہم کامیاب و کامران ہوں گے۔

(۲) احسان ۲۹، نومبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۶

"پاکستان کا آئین اسلامی اصولوں پر مبنی ہوگا"۔

(۳) آزاد ۲۰ر جنوری ۱۹۴۸ء صفحہ ۳

جب ہمارے پاس مکمل ضابطۂ زندگی قرآن موجود ہے۔ تو پھر کسی نئے قانون کی کیوں ضرورت پڑی۔

قرارداد کی تائید میں ڈاکٹر لیاقت علیخان وزیر اعظم پاکستان

کا اعلان

آزاد ۲۰ر جنوری ۱۹۴۸ء صفحہ ۳

ہم پاکستان میں اسلامی قانون رائج کریں گے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا۔ تو ہمارے تمام دعاوی باطل ہوجائیں گے۔

مقصد معین ہونے پر

الیکشن کا راستہ صاف ہوگیا

برادران اسلام! ذمہ داران حکومت پاکستان کے گذشتہ اعلان میں جب صاف طور پر واضح کردیا گیا ہے۔ کہ

ا:۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسولؐ میں متعین ہیں۔ ڈھال سکیں۔

ب:۔ ہم پاکستان میں اسلامی قانون رائج کریں گے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہمارے تمام دعاوی باطل ہوجائیں گے۔

ان اعلانات کی بنا پر الیکشن کا راستہ بالکل صاف ہوگیا ہے۔ کیونکہ کلیہ قاعدہ ہے۔ کہ جو کام آپ کرانا چاہیں۔ اس کام کے جاننے والوں کو تلاش کریں گے۔

اور جو لوگ اس کام کے جاننے کا دعویٰ کریں۔ ان سے آپ اُستاد کی سند بھی دریافت کریں گے۔

کیا پرائمری کی جماعتوں کے ماسٹر کے لئے جے۔ وی کی سند ضروری ہے؟

کیا مڈل کی جماعت کو پڑھانے کے لئے ماسٹر کے پاس ایس۔ وی کی سند ضروری ہے؟

کیا کالج کا پروفیسر بننے کے لئے پنجاب یونیورسٹی کی سند بی۔ اے یا ایم۔ اے کی ضروری ہے۔

تو کیا

پاکستان کو اسلامستان اور اسلامستان بھی سرکار دو عالم سیّد المرسلین خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین۔ رحمۃ اللعالمین صلعم والے اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے ذمہ داران حکومت پاکستان کے لئے کسی سند یا کسی ڈگری کی ضرورت نہیں ہے؟

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اسلام کا قانون قرآن مجید ہے۔ اور کیا آپ کو معلوم نہیں ہے۔ کہ قرآن مجید کی شرح احادیث خیر الانام علی صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام ہیں۔

برادران اسلام! اگر آپ نے پاکستان میں اسلام کی تعمیر اور اس کے از سرِ نو زندہ کرنے کے لئے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں باگ ڈور دیدی۔ جو قرآن مجید اور سنّت نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے بے بہرہ ہوں۔ تو یہ اسلام پر ایک بہت بڑا ظلم ہوگا اور قیامت کے دن آپ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو جوابدہ ہوں گے۔

مشورہ

میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ پاکستان کے آئندہ الیکشن میں ماضی کیطرح

سرمایہ داروں اور زمینداروں کے دستر خوان سے زردہ - پلاؤ اور قورمہ کھا کر نقد روپیہ وصول کر کے ووٹ نہ دیں۔ بلکہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یونیورسٹی کا سند یافتہ ہو۔ صوبہ پاکستان اس درجہ کے جتنے آدمی مل سکیں۔ اول تو انہیں انتخاب کیا جائے اور اگر سارے کے سارے ایسے آدمی نہ مل سکیں۔ تو کم از کم ایسے تو ہونے چاہئیں۔ کہ ان کی سابقہ زندگی عملاً اس بات کی گواہ ہو۔ کہ وہ سرکار مدینہؐ کے سچے نام لیوا ہیں۔ مثلاً اور نہ سہی۔ تو کم از کم پانچ وقت کے نمازی ہوں اور ان پر زکوٰۃ فرض ہے تو ادا کرتے ہوں۔ اور حج فرض ہو چکا ہو تو حج کر چکے ہوں۔ اور رمضان مبارک کے روزے رکھتے ہوں۔ کیونکہ جو لوگ اسلام کی حفاظت کے علمبردار بننا چاہیں۔ ان کے لئے شعائر اسلام کی پابندی ایک لازمی شرط ہونی چاہئے۔ ورنہ وہی ضرب المثل صادق آئے گی۔

"آنکہ خود گم است کرا رہبری کند"

وما علینا الا البلاغ

برادران اسلام اور معزز خواتین! جس طرح جسمانی بیماریاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ اگر ابتداءً ان کا علاج ہو جائے تو مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔ ورنہ ایک درجا ایسا آ جاتا ہے۔ کہ مریض ناقابل علاج ہو جاتا ہے۔ بعینہ اسی طرح روحانی بیماریاں ایسی

ہیں ۔کہ اگر دنیا میں ان کا علاج کر لیا جائے ۔تو عذاب الٰہی سے آدمی بچ سکتا ہے اور اگر دنیا میں علاج نہ کیا گیا۔تو وہ مہلک اور لاعلاج ہو جائیں گی ۔ اور اس مریض رُوحانی کا دوزخ میں داخلہ لازمی ہو گا ۔اس کے بعد اگر دل میں ایمان ہو گا۔اور شرک اور کفر سے پاک ہو گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے بالآخر نکل آئے گا۔اور اگر خدانخواستہ ایمان بھی سلامت نہیں ہے ۔ تو پھر دوزخ سے نکلنا ناممکن ہوگا ۔کیونکہ مشرک اور کافر کے لئے نہ شفاعت ہے نہ نجات ۔

رُوحانی امراضِ مہلکہ

(۱) حسد :۔ اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی پر کوئی انعام ہو ۔مثلاً اولاد یا دولت یا عزت کا کوئی عہدہ کسی کو مل جائے ۔تو حاسد کا دل بے قرار ہوتا ہے ۔ وہ چاہتا ہے کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے ۔اس کمینہ خیال سے پھر وہ محسود کے خلاف ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا دیتا ہے ۔اس بدبخت کی سعی اور کوشش سے وہ نعمت محسود کے پاس رہے یا نہ رہے ۔مگر یہ حاسد اپنی کمینہ حرکات کے باعث لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور بارگاہِ الٰہی سے مردود ہو جائیگا ۔اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔کہ حسد اس طرح نیکیاں کھا جاتا ہے ۔جسطرح آگ لکڑی کو بھسم کر دیتی ہے ۔

قرآن مجید میں حسد کی ایک مثال آئی ہے ۔ ہابیل اور قابیل کا واقعہ ۔ سورۃ مائدہ ۔رکوع ۵ ۔ آیت ۲۷ تا ۳۰ ۔

"اور آپ ان اہل کتاب کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنائیے جبکہ دونوں نے ایک ایک قربانی کی ۔پھر ان میں سے ایک کی تو قبول ہو گئی ۔ اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی ۔ وہ دوسرا کہنے لگا ۔کہ میں تجھے ضرور قتل کر دونگا ۔اس نے جواب دیا ۔کہ

اللہ پرہیزگاروں ہی کا عمل قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کے لئے دست درازی کریگا۔ تب بھی میں تم پر تمہارے قتل کرنے کے لئے ہرگز ہاتھ نہیں بڑھاؤنگا میں تو اللہ پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ اور اپنے گناہ سب اپنے سر پر رکھ لے۔ پھر تو دوزخیوں میں شامل ہو جائے۔ اور ظلم کرنے والوں کی یہی سزا ہوتی ہے۔ سو اس کے دل نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ پھر اس کو قتل کر ڈالا۔ جس سے بڑے نقصان اٹھانیوالوں میں شامل ہوگیا۔

غبطہ

برادران اسلام! حسد حرام ہے۔ اور اس کا نتیجہ آپ دیکھ چکے ہیں۔ کہ حسد کے باعث قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔ اور خود وہ دوزخی ہوگیا۔ کیونکہ جو شخص کسی کو قتل کرے۔ قرآن میں اُس کی یہ سزا ذکر کی گئی ہے۔ دوزخ میں داخل ہونا۔ بڑی لمبی مدت تک دوزخ میں رہنا۔ خداتعالےٰ کا غضب اس پر نازل ہونا اور خداتعالےٰ کی لعنت پڑنا۔ اور بہت بڑے عذاب میں مبتلا ہونا۔

ہاں اگر حسد کی بجائے حاسد غبطہ سے کام لیتا ہے۔ جسے فارسی میں رشک اور پنجابی میں ریس کہتے ہیں۔ تو یہ چیز جائز تھی۔ اللہ تعالےٰ سے یہ دُعا مانگتا۔ کہ اے اللہ تو نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میرے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں۔ لہٰذا اگر تو نے فلاں شخص کو ایک خوبصورت بیٹا عطا فرمایا ہے۔ تو مجھے بھی عطا فرمادے۔ اگر تو نے فلاں شخص کو رزق کشادہ دیا ہے۔ تو میرا رزق بھی کشادہ کر دے۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔

(۲) **تکبر**:۔ دوسری روحانی مہلک بیماری تکبر ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے باب الغضب والکبر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت ہے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کے دل میں ذرہ بھر تکبر ہوگا۔ وہ بہشت میں داخل نہیں ہو سکیگا۔ ایک شخص نے عرض کی۔ کہ انسان اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں۔ اس کا جوتا اچھا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ خوبصورت ہے۔ خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر سچی بات کا انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا ہے

تکبّر کی برائی کا سبب

یہ ہے کہ انسان اپنے کو اعلیٰ اور دوسروں کو ادنےٰ۔ اپنے کو معزز اور دوسرے کو ذلیل خیال کرتا ہے۔ حالانکہ عزت اور ذلت کا مدار اسلام میں دولت یا جائداد یا خاندانیت یا حسن ظاہری یا قیمتی لباس نہیں ہے۔ بلکہ اسلام میں عزت کا معیار تقوےٰ یعنی خوفِ خدا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ سے زیادہ ڈرتا ہے۔ وہ زیادہ معزز ہے۔ بمقابلہ اس کے جو اللہ تعالیٰ سے اس سے کم ڈرتا ہے۔ اور خوفِ خدا یہ دل کی چیز ہے لہٰذا کوئی شخص دوسرے کے دل میں خوف خدا جو ہے۔ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ اپنے آپ کو دوسرے سے اعلیٰ اور معزز کہہ سکے۔ ہاں اگر کوئی شخص مالدار ہے تو وہ بیشک اچھا لباس پہنے۔ اچھا مکان بنا کر اس میں رہے۔ اپنی بود وباش اچھی رکھے۔ اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل کا اثر انسان پر معلوم ہونا چاہیے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو آسودہ حال بنایا ہے تو وہ بیشک اچھا لباس پہنے۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہ مسلمان آسودہ حال ہے۔ لیکن یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ میلے کپڑے یا پھٹے پرانے کپڑوں والوں کو ذلیل خیال کرے۔

؎ خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

❖ ❖ ❖

قرآن مجید میں متکبر کی مثال

سورۃ زخرف رکوع ۵ آیت ۵۱ تا ۵۳

اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی۔ یہ بات کہی۔ کہ اے میری قوم! کیا مصر کی سلطنت میری نہیں ہے۔ اور یہ نہریں میرے محل کے نیچے سے بہہ رہی ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ بلکہ میں اس شخص (موسیٰ علیہ السلام) سے افضل ہوں۔ جو کہ ذلیل ہے۔ اور قوت بیانیہ بھی نہیں رکھتا۔ پھر اُسے سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے۔ یا فرشتے اس کے ہمراہ پرے باندھ کر آئے ہوتے۔

فرعون کے تکبر کا نتیجہ

سورۃ زخرف رکوع ۵ آیت ۵۵

پھر جب ان لوگوں نے ہمیں غصہ دلایا۔ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ اور اُن سب کو غرق کر دیا۔

برادرانِ اسلام!

آپ نے دیکھا۔ فرعون نے اپنی سلطنت کے غرور میں آکر حضرت موسےٰ علیہ السلام کو حقیر سمجھا۔ تو اللہ تعالےٰ کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس متکبر بادشاہ کو لشکر سمیت سمندر میں غرق کر دیا۔ اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے۔ کہ خواہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ وہ بھی ایک مسکین کو اپنے سے حقیر خیال نہ کرے۔

وما علینا الا البلاغ۔ واللہ ھو الھادی الیہ المرجع والمآب

۲۸۶

نواں خطبہ

مہلک امراض روحانی

قولہ تعالےٰ :۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ سورہ کہف رکوع ۱۲

ترجمہ :۔ آپ کہہ دیجئے ۔کہ کیا ہم تمہیں ایسے لوگ بتائیں ۔جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں ۔یہ وہ لوگ ہیں ۔جن کی دنیا کی زندگی کی ساری محنت ضائع ہو گئی ۔ اور وہ اس خیال میں ہیں ۔کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں ۔

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین ! اللہ تعالےٰ آپ کو جمعہ کے دن اپنے شہنشاہی دربار میں بلاتا ہے ۔ اور اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو اسی منبر پر بٹھاتا ہے ۔ جو سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر مبارک کی نقل ہر جامع مسجد میں بنایا جاتا ہے ۔ لہٰذا خطیب کا فرض ہے ۔کہ مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پہنچائے ۔ اور اس غلطی پر متنبہ کرے ۔جس سے مسلمان کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بگڑنے والا ہو ۔

اس تمہید کے بعد یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔کہ جس طرح مشرک اور کافر کے اعمال کی خدا تعالےٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں ہے ۔ اسی طرح مسلمان کے اندر بعض ایسی روحانی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں ۔جن کے باعث مسلمان کے اعمال کی بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی قیمت نہیں

رہتی اور مسلمان کا بڑے سے بڑا نیک کام بھی گناہ شمار کیا جاتا ہے۔ اور نیک کام کرنیوالا بجائے مقبول کے مردود ہو جاتا ہے۔ اور بجائے بہشتی ہونے کے دوزخی ہو جاتا ہے۔ گذشتہ خطبہ میں دو روحانی بیماریاں حسد اور کبر عرض کیگئی تھیں۔ آج کے خطبہ میں مزید مہلک بیماریاں عرض کی جائیں گی۔

(۱) { ریا اور سمعہ
دکھلانا اور سنانا }

یہ یاد رہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ہر وہ کام جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کیا جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کو دکھانے یا سنانے کا خیال دل سے نکال دیا جائے۔ یہیں کسی سے شاباش لینا یا اچھا کہلانا مقصود نہ ہو۔ یہ الگ چیز ہے۔ کہ لوگ اچھے کام کو اچھا اور کرنے والے کو اچھا ضرور کہیں گے دنیا کی تعریف کی مثال ایسی ہے۔ جسطرح کاشت میں خودرو گھاس پیدا ہو جاتی ہے۔ حالانکہ کاشتکار اس کا بیج نہیں ڈالتا۔ اور نہ اس کا اُگانا کاشتکار کا مقصود ہے بلکہ اُسے اُکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ تاکہ کھیتی کو نقصان نہ پہنچے۔ اسی طرح مخلص کو دنیاوی تعریف مقصود نہیں ہوتی۔ بلکہ اس چیز کا دل میں خیال آ بھی جائے۔ تو اُسے ہٹا دیتا ہے۔ تاکہ ریا کے باعث اس کا عمل ضائع نہ ہو جائے۔

بڑی سے بڑی نیکی برباد

ریا اور سمعہ یعنی دکھلانے اور سنانے کے خیال سے بڑی سے بڑی نیکی کے ضائع ہو جانے کی مثال:۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایا لوگوں میں سے سب سے پہلے جسکا فیصلہ قیامت کے دن کیا جائیگا۔ وہ شخص ہوگا جو شہید کیا گیا تھا۔ اُسے لایا جائیگا پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمت یاد دلائیگا۔ پھر وہ شخص

اس نعمت کو پہچانے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ تو نے اس نعمت کے صلہ میں کیا کیا۔ وہ کہیگا۔ میں تیری راہ میں لڑا۔ یہاں تک کہ مجھے شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ تو جھوٹ بولتا ہے۔ بلکہ تو اس لئے لڑا تھا۔ کہ تمہیں بہادر کہا جائے۔ سو وہ کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا۔ پھر اُسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں ڈالدیا جائیگا۔ اور ایک شخص نے علم پڑھا ہوگا۔ اور وہ علم پڑھایا بھی ہوگا اور قرآن پڑھا ہوگا۔ اُسے لایا جائیگا۔ اسے اللہ تعالےٰ اپنی نعمتیں یاد دلائیگا۔ پھر وہ ان نعمتوں کو پہچانے گا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ ان نعمتوں کے صلہ میں تم نے کیا کیا۔ وہ کہے گا۔ میں نے علم پڑھا اور وہ علم پڑھایا۔ اور تیری رضا حاصل کرنے کے لئے قرآن پڑھا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرمائیگا۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ بلکہ تم نے اس لئے پڑھا تھا۔ تاکہ تمہیں عالم کہا جائے۔ اور تو نے قرآن اس لئے پڑھا تھا۔ تاکہ تمہیں قاری کہا جائے۔ پس وہ کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائیگا۔ پھر اُسے منہ کے بل گھسیٹا جائیگا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں ڈال دیا جائیگا۔ اور ایک شخص ہوگا جس پر اللہ تعالےٰ نے کشادگی کی ہوگی۔ اسے اللہ اپنی نعمتیں یاد دلائے گا پھر وہ ان نعمتوں کو پہچانے گا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ پھر تم نے ان نعمتوں کے صلہ میں کیا کیا۔ وہ کہیگا۔ میں نے کوئی جگہ نہیں چھوڑی تھی۔ جہاں تو خرچ کرنے کو پسند کرتا تھا۔ مگر میں نے ہر ایسی جگہ میں تیری رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کیا۔ اللہ تعالےٰ فرمائیگا۔ تو جھوٹ بولتا ہے۔ بلکہ تم نے اس لئے خرچ کیا تھا۔ کہ تمہیں کہا جائے کہ بڑا سخی ہے۔ سو وہ کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا۔ پھر منہ کے بل اُسے گھسیٹا جائیگا۔ پھر دوزخ میں ڈالدیا جائیگا (رواہ مسلمؒ)

نتیجہ

آپ نے دیکھا۔ کہ شہید کے جان دینے۔ عالم کے علم پڑھانے اور سخی کی سخاوت

میں چونکہ ریا تھا۔ اس لئے کوئی چیز قبول نہیں ہوئی اُلٹا ان خدمات کو گناہ شمار کر کے دوزخ میں ڈالدیا گیا ہے۔

۲۔ زر طلبی

دوسری مہلک بیماری زر طلبی ہے۔ کہ انسان بظاہر کام ایسا کرے۔ جس میں دین کی خدمت اور اللہ جلشانہٗ کی رضا مطلوب ہو۔ مگر دل میں مقصود بالذات دولت کمانا ہو۔ اس زر طلبی کے باعث بارگاہِ الٰہی میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دنیا کے بندے۔ درہم کے بندے۔ ریشمی یا اُونی چادر کے بندے نے خسارہ اٹھایا۔ (یعنی جس شخص کو یہ چیزیں مطلوب ہیں) اگر اُسے دیا جائے۔ تو راضی ہو۔ اور اگر اُسے نہ دیا جائے۔ تو ناراض ہو جائے۔ خسارہ اٹھایا۔ اور ذلیل ہوا۔ جب اُسے کانٹا چبھے تو اس کو نہ نکالا جائے۔ اس بندے کو خوش خبری ہو۔ جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ تھامنے والا ہے۔ اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں۔ اس کے دونوں قدم خاک آلودہ ہیں۔ اگر پہرے پر کھڑا کر دیا جائے۔ تو وہیں کھڑا رہتا ہے۔ اگر کسی کے ہاں جانے کی اجازت مانگے تو اُسے اندر آنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ (یعنی اس کی مسکینی کے باعث اُسے کوئی ملنا بھی پسند نہیں کرتا) اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش کوئی نہیں مانتا (یعنی لوگوں کی نظروں میں حقیر ہے) (رواہ البخاری)

نتیجہ

آپ نے دیکھ لیا۔ کہ دین کا کام کرنے میں اگر روپیہ کمانا مقصود ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کس قدر ناراض ہوتے ہیں۔

عبرت

اسلام کے نام پر جتنے اشخاص یا جتنے ادارے ملک میں کام کر رہے ہیں۔ ہر ایک کو اس آئینہ میں اپنا منہ دیکھ لینا چاہیئے۔ اور اگر دل کی نیت کے خط و خال بگڑے ہوئے نظر آئیں۔ تو وہ درست کر دیئے جائیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ موت کے بعد پچھتائیں۔

۳۔ جاہ طلبی

روحانی مہلک بیماریوں میں سے ایک جاہ طلبی بھی ہے۔ یعنی لوگوں کی نظروں میں اپنے آپ کو معزز و محترم اور بڑا بن کر دکھانے کا شوق دامنگیر ہو۔ اس مرض کے مریض لاکھوں روپیہ پانی کی طرح بہا کر بھی اس شوق کو پورا کرتے ہیں۔ چنانچہ میونسپل کمشنریوں کے شیدائی اور اسمبلی کی رکنیت کے فدائی اسی مرض کے مریض ہیں۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ پنجاب میں ۵۔ ۵ لاکھ بعد ۶ لاکھ بلکہ ۱۰۔ ۱۰ لاکھ روپیہ خرچ کرنے والے امیدوار بھی پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ خود کچھ نہ کماتے اور یہی بیٹھ کر کھاتے۔ اور اللہ تعالےٰ کو دن رات یاد کرتے۔ تو اتنی بڑی رقم کے ختم ہونے تک ان کی کئی پشتیں جنت میں جا پہنچتیں۔ چنانچہ اس مرض کے مریض بھی ممکن ہے کہ اس ہوس میں اپنی عاقبت خراب کر کے جہنم میں جا داخل ہوں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ جب الیکشن کا وقت آتا ہے۔ تو پھر تمہارے کینڈیڈیٹوں یعنی امیدواروں کو نمازیں یاد رہتی ہیں۔؟ اور کیا ترک نماز سے انسان جہنم میں نہیں جائیگا؟ اور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان انہیں یاد رہتا ہے۔ کہ لَا یَاْکُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ۔

(یعنی تیرا کھانا سوائے پرہیزگار کے اور کوئی نہ کھائے)

کیا یہ کینڈیڈیٹ ہرلچے لفنگے۔ بدمعاش۔ لڑاکے کو اپنا آلۂ کار نہیں بنا لیتے؟

کیا ان کی خدا داد دولت کا یہی مصرف تھا؟ اور کیا دولت کے اس بے جا خرچ کرنے کے باعث ان سے باز پرس نہیں ہوگی؟ اور کیا اس باز پرس پر یہ لوگ صحیح جواب دے سکیں گے۔ اور کیا پھر نتیجہ دوزخ کا داخلہ نہیں ہوگا؟ میرا خیال ہے۔ کہ میری اس عرضداشت سے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ جاہ طلبی بھی ایک بہت بڑی مہلک بیماری ہے۔

زمانۂ نبوی میں ایک جاہ طلب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر پر تشریف لے جا رہے تھے مہاجرین اور انصار کی آپس میں کسی بات پر تیز کلامی ہوگئی۔ اس پر عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے کہا۔ کہ ہم مدینہ میں واپس پہنچ لیں۔ تو سب سے بڑا معزز (یعنی عبداللہ بن ابی) سب سے بڑے ذلیل (نعوذ باللہ من ذالک الکفر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو مدینہ منورہ سے نکال دیگا۔ اس بے ایمان نے یہ کفر کے الفاظ اسی جاہ پسندی کے گھمنڈ میں کہے۔ کہ میں مقامی ہوں اور آپ مہاجر ہیں۔ میرے مقابلہ میں (نعوذ باللہ من ذالک) آپ کی کیا حیثیت ہے۔ اسی واقعہ کا ذکر سورۃ منافقون کے پہلے رکوع میں ہے۔

نتیجہ

آپ کو معلوم ہے۔ کہ پھر اس جاہ کے طالب کا نتیجہ کیا نکلا۔ جب وہ مرا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ آپ ان کے لئے دعا مغفرت کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ان کے حق میں ستر مرتبہ بھی دعاء مغفرت کریں گے۔ تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں نہیں بخشے گا۔

دعاء اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان امراض مہلکہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین یا الہ العالمین۔

دسواں خطبہ

"دو لائنیں"

قولہ تعالیٰ :- وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ٥

پارہ ۸ رکوع ۱ ترجمہ :- اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے تھے۔ جو انسانوں اور جنّوں میں سے ہوتے تھے۔ بعض ان میں سے بعض کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے۔ تاکہ انہیں دھوکہ میں ڈالدیں ۔

برادران اسلام ! آدم علیہ السّلام کی پیدائش کے وقت سے دو لائنیں چلی آ رہی ہیں۔ ان دونوں لائنوں کو مختلف عنوانوں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

رحمانی یا شیطانی
ایمان یا کفر
توحید یا شرک
حق یا باطل
خیر یا شر

جن الفاظ سے چاہیں۔ تعبیر کریں۔ مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔ اور ہمیشہ سے انسان تقسیم ہوتے آئے ہیں۔ بعض رحمانی لائن والی زنجیر کی کڑی بنتے ہیں۔ اور بعض شیطانی لائن کی زنجیر کی کڑی بنتے رہے ہے۔ رحمانی لائن کے آگے امام الانبیاء علیہم السّلام

ہوا کرتے تھے۔ اور شیطانی لائن کے راہنما شیطان لعین کے نائب انسانوں اور جنوں میں سے ہوا کرتے تھے۔ اب اگرچہ انبیاء علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔ مگر **رحمانی اور شیطانی** دونوں لائنیں برابر چلی جا رہی ہیں۔ اور ہر زمانہ میں انسان تقسیم ہوتے آئے ہیں۔ اور اس وقت بھی یہی چیز چل رہی ہے۔ بعض آدمی رحمانی لائن کی زنجیر کی کڑی بنے ہوئے ہیں۔ اور بعض شیطانی لائن کی۔

انبیاء علیہم السلام

ہمیشہ رحمانی لائن کے داعی ہوتے رہے ہیں۔ اور ان کے بالمقابل شیطانی لائن کی طرف بلانے والے شیطان کے نائب بھی ہمیشہ گمراہی کیطرف دعوت دینے والے موجود رہے ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات میرے اس دعوے کی شاہد ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام

اپنی قوم کو دعوت دیتے ہیں۔ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۙ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ وَاَطِیْعُوْنِ ۙ سورۃ نوح آیت ۲،۳

ترجمہ۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میری قوم! میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہ تم اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

نوح علیہ السلام کے بالمقابل **شیطان کے نمائندے**

اپنی قوم سے کہتے ہیں۔ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۙ سورہ نوح آیت ۲۳

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں۔ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اور نہ ود کو اور سواع کو اور یغوث کو اور یعوق کو اور نسر کو چھوڑنا۔

⁂

ہُود علیہ السلام

اپنی قوم کو توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝ (سورہ ہود) آیت ۵۰

ترجمہ: (ہود علیہ السلام نے) فرمایا۔ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تم محض جھوٹ بنانے والے ہو۔

شیطانی نمائندوں

نے جواب میں کہا۔ قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ وَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ سورہ ہود آیت ۵۳

ترجمہ۔ انہوں نے جواب دیا۔ اے ہودؑ! آپ نے ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش نہیں کی۔ اور ہم آپ کے کہنے سے تو اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ اور ہم آپ کی بات ماننے والے نہیں ہیں۔

صالح علیہ السلام

اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے ہیں۔ تاکہ خدا پرست بن جائیں۔ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ط سورہ ہود رکوع ۶

ترجمہ۔ (صالح علیہ السلام نے) فرمایا۔ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا۔ اور تمہیں اس میں آباد کیا۔ تو تم اپنے گناہ اس سے معاف کراؤ۔ پھر اس کی طرف متوجہ رہو۔ بیشک میرا رب قریب ہے۔ قبول کرنیوالا ہے۔

شیطانی نمائندوں نے جواب میں کہا

أَتَنْهٰنَآ أَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ (سورہ ہود رکوع ۶)

ترجمہ۔ کیا تم ہمیں ان چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی ہمارے بڑے عبادت کرتے آئے ہیں۔ اور جس دین کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو۔ واقعی ہم تو اس کی طرف سے بڑے شبہ میں ہیں جس نے ہمیں تردّد میں ڈال رکھا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام

اپنی قوم کو توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ سورہ انعام رکوع ۹

ترجمہ۔ اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے فرمایا۔ کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے۔ بیشک میں تمہیں اور تیری ساری قوم کو صریح غلطی میں دیکھتا ہوں۔

شیطانی ایجنٹوں

نے جواب دیا۔ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ

اور (ابراہیم سے)، ان کی قوم نے جھگڑا کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے جھگڑتے ہو۔ حالانکہ اس نے مجھے سیدھا راستہ دکھایا ہے۔

سید المرسلین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

نے لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ سورۃ زمر رکوع ۲

ترجمہ:۔ کہدو۔ مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں۔ کہ عبادت کو اس کے لئے خالص رکھوں۔

شیطانی ایجنٹوں کا جواب

أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ۝ ترجمہ۔ کہ چلو اور اپنے معبودوں پر قائم رہو۔ یہ کوئی مطلب کی بات ہے۔

میرے معزز دوستو! ہر مبلغ قرآن۔ ناشر قرآن۔ داعی الی القرآن۔ خادمِ دینِ خیر الانام علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا فرض ہے۔ کہ اس دین کی طرف دعوت دے۔ جو سید المرسلین۔ خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین۔ رحمۃ اللعالمین ؐ کی طرف سے نقل ہو کر آیا ہے۔ جس کا ترجمان قرآن اور اس کی شرح احادیث خیر الانام علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور دین کے بہروپ میں گمراہ کرنے والے سے آپ کو بچائے اور اس قسم کے حق گو حق پرست داعی الی الحق، اللہ تعالیٰ کے بندوں کے خلاف دین کے نام سے آواز اٹھانے والے باطل پرست باطل نواز۔ داعی الی الباطل انسان صورت شیطان سیرت انسانوں کے دام سے مجھے اور آپ کو بچائے۔ جب کھرا دین آپ کے سامنے آجائے گا۔ پھر آپ خود تمیز کر سکیں گے۔ کہ کھوٹا دین کونسا ہے۔ کیونکہ جو کھرے کے خلاف ہوگا۔ وہ یقیناً خود ساختہ، بناوٹی اور کھوٹا ہوگا۔ چنانچہ ہمارے پنجاب میں کھوٹا دین عام پایا جاتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

گیارھواں خطبہ

مسلمانوں کی بیدینی کے اسباب

برادران اسلام!

آج کی معروضات کا عنوان "مسلمانوں کی بے دینی کے اسباب" ہیں۔ جس طرح جسمانی طبیب یا ڈاکٹر مریض کی بیماری کے اسباب تلاش کرتا ہے۔ جن اسباب سے بیماری بڑھ رہی ہے۔ ان سے مریض کو روکتا ہے۔ اور جسم میں پیدا شدہ فاسد مادہ کے اخراج کے لئے علاج بتلاتا ہے۔ اگر تشخیص صحیح ہو اور علاج درست ہو تو بفضلہ تعالیٰ مریض شفا پا جاتا ہے۔ بعینہ روحانی طبیب کا بھی فرض ہے کہ روحانی امراض کے اسباب بتلائے۔ اور اس کے ساتھ ہی علاج تجویز کرے تاکہ سید المرسلین۔ خاتم النبیین۔ رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اُمت روحانی امراض سے شفا پائے۔ اور قیامت کے دن دربار نبوی میں سرخرو ہو جائے۔

پہلا سبب

میرے معزز دوستو! مسلمانوں کی بیدینی کا پہلا سبب غلط تعلیم ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں مشرکوں کو موحد، کافروں کو مومن۔ ظالموں کو عادل کس چیز نے بنایا؟

شرابیوں سے شراب کس نے چھڑائی؟ زانیوں کو زنا سے کس چیز نے توبہ کرائی؟

چوروں سے چوری کس چیز نے چھڑائی؟ ڈاکوؤں کو کس چیز نے امن کا علمبردار بنایا؟

ان سب سوالات کا جواب ایک ہی ہے۔ کہ تعلیم قرآن مجید سے سب اصلاح ہوئی ہے۔

اے برادران اسلام! کیا ہمارا یہ ایمان نہیں ہے۔ کہ آج بھی ہمارے پاس وہی قرآن مجید ہے۔ جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے حرمین شریفین میں نازل ہوا تھا جس کے آسمان سے لانیوالے جبرائیل علیہ السلام اور لوگوں کو پہچانے والے رحمتہ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ کیا ہمارا یہ ایمان نہیں ہے؟ کہ اس مقدس کتاب کی تعلیم میں آج بھی وہی برکات موجود ہیں۔ جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے تھیں۔ تو پھر اس قرآن مجید کو کیوں اپنی تعلیم کا لازمی جز نہیں بناتے؟ کیوں پنجاب یونیورسٹی کے مجوزہ نصاب تعلیم میں اسے لازمی قرار نہیں دیتے۔

معزز دوستو! ہر چیز میں اللہ تعالے نے علیحدہ علیحدہ خاصیتیں رکھی ہیں اور ہر چیز کی خاصیت اسی کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہے۔ مثلاً نمک کی نمکینی سوائے نمک کے میسر نہیں آ سکتی۔ مرچ کی خاص کڑواہٹ سوائے مرچ کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح یاد رکھو۔ قرآن پاک کی تعلیم کے سوا توحید خداوندی کا نور تمہارے دلوں میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور ایمان خالص کی حلاوت اور شیرینی تمہارے دلوں میں پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ اور دربار الہٰی کے دروازہ پر آپ ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ اسی لئے تو اللہ تعالے نے قرآن مجید کی تابعداری کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد ہے:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ

اُولِیَآءَ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ○ (اعراف رکوع ۱)

ترجمہ:۔ اس کا اتباع کرو۔ جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے۔ اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے رفیقوں کا اتباع مت کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

دوسرا ارشاد ملاحظہ ہو:۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (انعام رکوع ۲۰)

ترجمہ:۔ یہ ایک کتاب ہے۔ جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ بڑی برکت والی، اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔

قرآن مجید ہی بہترین راہ نما ہے

برادران عزیز! میں آپ کے سامنے دعوے سے عرض کرتا ہوں۔ کہ قرآن مجید اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، اقتصادی، سیاسی غرضیکہ ہر شعبۂ حیات میں بہترین راہ نما ہے۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنے نوجوانوں کو اس کی تعلیم دیں، تاکہ اس کی برکت سے ہم دنیا میں عزت اور آرام سے زندگی بسر کر سکیں۔ اور آخرت میں عذاب الٰہی سے نجات پائیں۔

دُوسرا سبب

بے دینوں کی صُحبت

برادرانِ اسلام! مسلمانوں کی بیدینی کا دوسرا سبب بے دینوں کی صحبت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے۔ کہ جس صحبت میں بیٹھے

اس کا رنگ لے لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کا بچہ جب باکمال کے پاس بٹھایا جائے۔ اسی کا کمال حاصل کر لیتا ہے۔ بڑھئی کے پاس بٹھایا جائے۔ تو بڑھئی بن جاتا ہے۔ لوہار کے پاس بٹھایا جائے۔ تو لوہار بن جاتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک بچہ بے دینوں کی صحبت میں بیٹھے تو بے دین ہو جاتا ہے۔ اور اگر دین داروں کی صحبت میں بٹھایا جائے تو دیندار ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نیکو کاروں کے ساتھ نشست و برخاست رکھنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد ہے:۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج (کہف رکوع ۴)

ترجمہ:۔ اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کرو۔ جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا طلبی کے لئے کرتے ہیں۔ اور دنیاوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پائیں۔

دُعا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ ہمارے نوجوانوں کو اپنے نیک بندوں کی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ان کی زندگی سنور جائے۔ آمین

تیسرا سبب

مسلمانوں کی بیدینی کا تیسرا سبب یہ ہے۔ کہ ان کی خوراک اور پوشاک میں حلال مال کے ساتھ مشتبہ یا حرام مال کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اپنے دروازہ سے ہٹا دیتا ہے۔ اور عبادت

کی توفیق سلب کرلیتا ہے۔ اسی حرام خوری سے بچنے کے لئے ارشاد ہوا ہے:۔
یٰاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ بقرہ رکوع ۲۱

ترجمہ :۔ اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں۔ ان میں سے حلال پاک چیزوں کو کھاؤ۔ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو۔ فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

میرے معزز دوستو! یہ یاد رکھو۔ کہ حلال طیّب کھانے کی اسی لئے تلقین کی گئی ہے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کے دروازہ سے حرام خوری کے باعث مردود نہ ہو جائیں۔ اور عبادت الٰہی کی توفیق سلب نہ ہو جائے۔ اور ترک عبادت کے باعث جہنم کا ایندھن نہ بنیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بارھواں خطبہ

خوش نصیب اور بد نصیب
یا
کامیاب اور ناکامیاب کون ہیں؟

برادرانِ ملّت! آج کی معروضات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس دنیا

ہیں خوش نصیب اور کامیاب لوگ کون ہیں۔ اور بدنصیب اور ناکامیاب کون لوگ ہیں۔

دنیا اور آخرت کی اصطلاح میں فرق

برادرانِ اسلام! دنیا میں رہنے والوں کی اصطلاح میں خوش نصیب اور کامیاب کے اور معنی ہیں۔ اور نظامِ آخرت کے نقطۂ نظر میں انہی دونوں لفظوں کے معنی کچھ اور ہیں دنیا تو فانی ہے۔ اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں آخرت کی اصطلاح میں خوش نصیب۔ کامیاب اور بامراد فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

کامیابی کا معیار

انسان جس کام کو جس مقصد کے لئے کرے۔ اگر وہ پورا ہو جائے۔ تو انسان کامیاب اور خوش نصیب ہو گا۔ اور اگر وہ مقصد حل نہ ہو تو انسان کی کوشش رائگاں ہو گی اور وہ انسان ناکامیاب اور بدنصیب خیال کیا جائیگا۔

انسان کی پیدائش کا مقصد

یہ کلیہ قاعدہ ہے۔ کہ ہر چیز کے بنانے کی غرض اس کے بنانیوالے سے ہی دریافت کی جا سکتی ہے۔ اور بنانے والے کی غرض کے لحاظ سے ہی ہر چیز کے اچھے یا بُرے ہونے کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اگر وہ غرض اس چیز سے پوری ہو گئی تو وہ چیز اچھی ہے۔ ورنہ بُری ہوگی۔ اگر وہ غرض پوری ہو گئی تو وہ چیز حسین ہے۔ ورنہ قبیح ہے۔

اسی قاعدہ کی بنا پر انسان کے بنانیوالے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ سے جب دریافت کیا گیا۔ کہ آپ نے انسان کو کیوں بنایا ہے۔ تو اس کا ارشاد ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے۔ کہ میری عبادت کریں۔ لہٰذا اسی معیار پہ ہر آدمی کو پرکھا جائیگا۔ اگر وہ عبادت گزار ہے۔ تو خوش نصیب

کامیاب اور بامراد ہے۔ اور اگر وہ عبادت گزار نہیں ہے۔ تو بدنصیب۔ ناکامیاب اور نامراد ہے۔

ایک غلطی کا ازالہ

اے دولت کے نشہ میں مخمور ہونے والے انسانو! اے زمین کے بڑے سے بڑے رقبہ پر قبضہ جمانے والے زمیندارو! اے بڑے بڑے سیٹھ کہلانے والے تاجرو! اے بڑے سے بڑے عہدہ دارو! اور اے بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے ملازمو! تم اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہنا۔ کہ باوجودیکہ ہم عبادت گذار نہیں ہیں۔ بلکہ غفلت شعار ہیں۔ اور اللہ تعالٰے کے ہر حکم کی مخالفت ہمارا شیوہ ہے باوجود اس کے ہم بڑے خوش حال ہیں۔ لذیذ کھانے کھاتے ہیں۔ قیمتی لباس پہنتے ہیں۔ سر بفلک کوٹھیوں اور بنگلوں میں رہتے ہیں۔ برق رفتار موٹروں پر سواری کرتے ہیں پری جمال بیگمات سے زندگی کے دن عیش و عشرت سے بسر کرتے ہیں۔ لہٰذا تم مولویوں کا یہ کہنا کہ جو عبادت گذار نہیں ہے۔ وہ بدنصیب اور نامراد ہے۔ یہ فقرہ تم مولویوں کی خام خیالی ہے۔ اور تمہارے ان نصائح کی واقعات تردید کرتے ہیں۔ برادران ملت۔ مولویوں کے نصائح صحیح ہیں اور تمہارا خیال بالکل غلط۔ بلکہ حباب بر آب یعنی پانی پر بلبلے کی طرح ہے۔ یاد رکھو اور گوش ہوش سے سنو۔ خداوند تعالٰے کے قانون میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس کا قانون اٹل ہے۔ وہ اپنے نافرمانوں کو چند دن مہلت دیا کرتا ہے۔ اس کے بعد گرفت کرتا ہے۔ اس کی گرفت پھر ایسی شدید اور سخت ہوتی ہے۔ کہ اس کے عذاب کے پنجہ سے نہ غریب بچ سکتا ہے۔ اور نہ امیر نہ گدا بچ سکتا ہے اور نہ شاہ۔ کسی نے سچ کہا ہے ؏

دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

❖ ❖ ❖

نافرمان امتوں کا انجام

اے اللہ تعالیٰ کے نافرمان انسانو! مندرجہ ذیل آیات قرآنی کے آئینہ میں نافرمان قوموں کا انجام دیکھو۔ اور عبرت حاصل کرو۔

وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ٥ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَرْكُضُونَ ٥ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ٥ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ٥ فَمَا زَالَت تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ ٥ (الانبیاء رکوع ۲)

ترجمہ:۔ اور ہم نے بہت سی بستیاں جہاں کے رہنے والے ظالم تھے۔ غارت کر دیں۔ اور ان کے بعد دوسری قوم پیدا کر دی۔ اور جب ان ظالموں نے ہمارا عذاب آتا دیکھا۔ تو اس بستی سے بھاگنا شروع کر دیا۔ (ہم نے کہا) بھاگو مت اور اپنے عیش کے سامان کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف چلو۔ تاکہ تم سے کچھ پوچھا جائے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہائے ہماری کم بختی۔ بیشک ہم لوگ ظالم تھے۔ سو ان کی یہی غل پکار رہی۔ حتیٰ کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا۔ جس طرح کھیتی کٹ گئی ہو۔ اور آگ ٹھنڈی ہو گئی ہو۔

اے موجودہ وقت کے غافل عوام اور حکومت کے نشہ میں بدمست حکام! کیا تمہارے لئے ان آیات میں کوئی تازیانہ عبرت ہے کہ نہیں۔ اگر مسخ نہیں ہو گئے ہو تو سوچو۔ کہ اپنے خالق اور مالک عزوجل مجدہٗ کی نافرمانی کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اے غفلت شعار مسلمانو! کیا تمہاری خوشیاں اور رنگ رلیاں اس چور اور ڈاکو کی طرح نہیں ہیں۔ جو چند دن عیش کر کے بالآخر جیل کی

کوٹھڑی میں بند کر دیا جاتا ہے۔ یا تختۂ دار پر لٹکا دیا جاتا ہے۔

ایک بدنصیب بادشاہ

اللہ تعالٰے نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو فرعون مصر کے ہاں تبلیغ حق کے لئے بھیجا تھا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰیٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَضْحَكُوْنَ ۝

وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ج اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

(زخرف رکوع ۵)

ترجمہ :۔ اور ہم نے موسٰیؑ کو اپنے دلائل دے کر فرعون اور اس کے امراء کے پاس بھیجا تھا۔ سو انہوں نے فرمایا۔ کہ میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبر ہوں۔ پھر جب موسےٰ ان کے پاس ہماری نشانیاں لے کر آئے۔ تو وہ یکایک ان پر ہنسنے لگے ...... اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی۔ کہا کہ اے قوم! کیا مصر کی سلطنت میری نہیں ہے۔ اور یہ نہریں میرے محل کے نیچے بہہ رہی ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو......

پھر جب ان لوگوں نے ہمیں غصہ دلایا۔ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ اور ان سب کو غرق کر دیا۔

نتیجہ

آپ نے دیکھا کہ ایک مسکین اللہ تعالٰے کے بھیجے ہوئے رسول نے ایک مغرور

متکبر دنیا دار کو پیغام حق پہنچایا اور اس نے دنیا کے نشے اور سلطنت کی پرستی میں مخمور ہو کر اُسے ٹھکرایا - تو نتیجہ کیا نکلا - کہ اس باخدا داعی حق کی حمایت فرمائی - اور اس مغرور و متکبر بادشاہ کو اس کے جرار لشکر سمیت سمندر میں غرق کر دیا - پہلی عذاب الٰہی سے برباد ہونے والی قوموں کی طرح فرعون کو بھی غرق ہونے کے وقت خدا یاد آیا - اور اس وقت ایمان لے آیا - لیکن یاد رکھو - اللہ تعالٰی کے ہاں وہ ایمان قبول نہیں ہوتا - جو موت کے سر پر آنے کے وقت لایا جائے -

فرعون کا ایمان لانا

ارشاد ہے :- حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدۡرَکَہُ الۡغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَ اَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۝ آٰلۡـٰٔنَ وَ قَدۡ عَصَیۡتَ قَبۡلُ وَ کُنۡتَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ۝ یونس - رکوع ع ۹

ترجمہ :- یہاں تک کہ جب (فرعون) ڈوبنے لگا - تو کہنے لگا - میں ایمان لاتا ہوں کہ سوائے اس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لاتے ہیں - کوئی معبود نہیں اور میں فرمانبرداروں میں داخل ہوتا ہوں - جواب دیا گیا - کہ اب ایمان لاتا ہے - اور پہلے سرکشی کرتا رہا - اور مفسدوں میں داخل رہا -

فرعون کی بدنصیبی اور نامرادی

اے غفلت شعار مسلمانو ! آپ نے دیکھا کہ پیغمبر وقت کی فرمانبرداری نہ کرنے اور مقصد حیاتِ انسانی یعنی اللہ تعالٰی کی عبادت نہ کرنے کے باعث فرعون غرق کر دیا گیا - اس کی سلطنت - اس کا تخت و تاج - اس کی فوجیں اس کے خزانے اُسے عذاب الٰہی سے نہ بچا سکے - عقلمند وہ ہے جو دوسروں کے واقعات سے عبرت حاصل کرے - غفلت شعار مسلمانوں کا فرض ہے - کہ یہ

بد نصیب اور نامراد فرعون کے واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔ دما علینا الا البلاغ

خوش نصیب اور بامراد

انسانوں کی زندگی از سرتا پا رضا الٰہی کی طالب ہوتی ہے۔ چنانچہ خوش نصیب انسانوں کی زندگی کا پروگرام آگے ذکر کیا جاتا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۝ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (مومنون رکوع ۱)

ترجمہ :۔ بیشک ان مومنوں نے نجات پائی۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنی لونڈیوں سے کیونکہ اُن پر کوئی الزام نہیں ہے۔ ہاں جو اس کے علاوہ طلبگار ہو۔ ایسے لوگ حد سے نکلنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ وارث ہونیوالے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ جل شانہٗ وعم نوالہٗ کی بارگاہ میں کامیاب و بامراد ہونے والے وہ انسان ہیں۔ جن میں آٹھ صفتیں پائی جائیں۔ اور حقیقت میں یہی لوگ خوش نصیب ہیں۔

آٹھ صفتیں!

۱ ایمان۔ ۲ نماز میں عاجزی کرنا۔ ۳ بیہودہ باتوں سے منہ موڑنا۔ ۴ زکوٰۃ ادا کرنا ۵ اپنی شرمگاہ کو بے جا استعمال سے روکنا۔ ۶ امانت میں خیانت نہ کرنا۔ ۷ عہد و پیمان کی پابندی کرنا۔ ۸ نمازوں کی حفاظت کرنا۔

اصطلاح آخرت کے بدنصیب و بےمراد

قولہ تعالیٰ۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝

(مومنون رکوع ۲)

ترجمہ:۔ اور جس شخص کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا۔ سو یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا اور ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے۔ ان کے چہروں کو آگ جھلستی ہوگی۔ اور اس میں ان کے منہ بگڑے ہوں گے۔ انہیں کہا جائے گا کیا تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائی نہیں جایا کرتی تھیں۔ اور تم انہیں جھٹلایا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہماری بدبختی نے ہم کو گھیر لیا تھا۔ اور ہم گمراہ

لوگ تھے۔ اے ہمارے رب ہمیں اس سے نکال دے۔ پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو بیشک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائیگا کہ اسی میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مُجھ سے بات نہ کرو۔

برادران اسلام! بے دینوں کی اصطلاح میں بدنصیب وہ شخص ہے۔ جس کے پاس دنیاوی شان وشوکت کے سامان نہ ہوں۔ قیمتی لباس زیب تن کرنے کی توفیق نہ ہو۔ رہنے کے لئے عالیشان مکان نہ ہو۔ سواری کے لئے اگر دیہاتی ہے تو گھوڑی نہ ہو۔ شہری ہے تو موٹر نہ ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر آخرت کی اصطلاح میں بدنصیب وہ ہے۔ جس کے اعمال میں نیکیاں کم ہوں۔ اور گناہ زیادہ ہوں۔ اور اس کو فرمان خداوندی قرآن مجید سُنایا جائے۔ تو اس کی پرواہ نہ کرے۔ اور دنیاوی زندگی اپنی خواہش کے مطابق لبسر کرے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس بدنصیبی سے بچائے۔ اور صحیح معنی میں خوش نصیب اور بامراد ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

تیرھواں خطبہ ^۱۳^

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری اصطلاحوں میں فرق

برادران اسلام! میری آج کی معروضات کا خلاصہ وہی ہے۔ جو بصورت

عنوان عرض کیا گیا ہے۔ کئی ایسے الفاظ ہیں۔ جن کے معانی اسلامی اصطلاح میں کچھ اور ہیں۔ اور انسانوں کی اصطلاح میں کچھ اور ہیں۔ بحیثیت مسلمان کے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان الفاظ کے وہی معنی پسند کریں۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمائے ہیں۔ کیونکہ دنیا اور آخرت میں ہمارا معاملہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے ہمیں شاہنشاہ حقیقی عز اسمہٗ وجل مجدہٗ سے اپنا معاملہ درست رکھنے کی ضرورت ہے۔

عزّت

ہر انسان عزت کا خواہاں ہے۔ اور عزت کے دو معنی ہیں۔ ایک وہ معنی جو غیر مسلم اپنی اصطلاحوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں ہیں۔

غیر مسلم اصطلاح کی عزّت

ترجمہ:۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں اعلان کیا۔ سورۃ زخرف رکوع ۵ کہا۔ اے میری قوم! کیا میرے قبضہ میں مصر کی حکومت نہیں ہے۔ اور یہ نہریں میرے محل کے نیچے بہ رہی ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ بھلا میں اس شخص سے بہتر ہوں۔ جسے کچھ بھی عزت نہیں ہے۔ اور بات بھی صاف نہیں کر سکتا۔ پھر اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں نازل کئے گئے۔ یا اس کے ساتھ فرشتے پرا باندھ کر آتے (اگر یہ خدا تعالیٰ کا نبی ہے) انتہیٰ۔ آپ کو معلوم ہے کہ فرعون غیر مسلموں میں ایک اعلیٰ درجہ کا معزز ہے۔ اور وہ وقت کا بادشاہ ہے۔ اور اس کی نظر میں **عزت کا معیار** زمین کے بڑے رقبہ پر قابض ہونا۔ محلات میں رہنا۔ سونے کا مالک ہونا ہے۔

اس بڑے معزز کیساتھ اللہ تعالےٰ

نے کیا سلوک کیا۔ سورہ قصص رکوع ۴

ترجمہ:۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑا۔ پھر ہم نے اسے دریا میں پھینک دیا۔ پھر دیکھ لے۔ ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔ اور ہم نے ان پر اس دنیا میں لعنت پیچھے رکھ دی۔ اور قیامت کے دن ان پر برائی ہے۔

آپ نے دیکھا۔ کہ دنیا داروں کی نظر میں سب سے بڑا معزز تھا۔ اس کیساتھ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہونے کے باعث کیا سلوک ہوا۔ دنیا میں لشکر سمیت دریا برد ہوا۔ اور رہتی دنیا تک اس پر لعنت پڑتی رہیگی۔ اور قیامت کے دن جہنم میں جائیگا۔

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں معزز

ترجمہ:۔ فرمایا۔ اے موسیٰ! میں نے تمہیں لوگوں میں سے چُن لیا ہے۔ اپنے پیغام بھیجنے کے لئے اور اپنے ساتھ کلام کرنے کے لئے۔ سورہ اعراف رکوع ۱۷

عبرت

کا مقام ہے۔ کہ جس شخص کو فرعون اپنی نظر میں ذلیل سمجھتا تھا۔ اور اسے مفلس و نادار کہتا تھا۔ اور جس کی کوئی ملکیت نہ ہونے کے باعث اُسے حقیر سمجھتا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں وہی شخص سب سے بڑا معزز ہوا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اور لاکھوں بنی اسرائیل اور قبطیوں پر اُسے حاکم بنایا۔ کیونکہ ہر پیغمبر اپنی امت کا مطاع اور مقتدا ہوتا ہے۔ اور اسی پاکیزہ ہستی کو اپنی ہمکلامی کا شرف عطا فرمایا۔

اے میرے معزز بھائیو اور بہنو! اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی اصطلاح میں معزز ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خدا کرے کہ ہمیں دنیا کی زندگی میں ایسی عزت کے حاصل کرنے کا شوق دل میں پیدا ہو جائے۔ آمین۔

زندہ ہونا

عام انسانوں کی نظر میں زندہ وہ ہے۔ جو کھانا کھائے۔ چلتا پھرتا نظر آئے کاروبار کرے۔ دفتر جائے۔ مہینے کے بعد اپنی کارکردگی کی تنخواہ لائے۔ مگر اللہ جل شانہٗ کی اصطلاح میں زندہ وہ ہے۔ جو قرآن مجید کی تعلیم سے فائدہ اٹھائے۔ اور قرآن مجید کی تعلیم کے سانچے میں ڈھل جائے۔ اور قرآن مجید کا منکر جو کافر ہے۔ وہ مردہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ:۔ یہ تو خالص نصیحت ہے۔ اور واضح کرنے والا قرآن ہے۔ تاکہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو۔ اور کافروں پر الزام ثابت ہو جائے۔ سورہ یٰسٓ رکوع ۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی اصطلاح میں زندہ اور مردہ

ترجمہ:۔ وہ شخص جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ جو یاد نہیں کرتا۔ (ان کی مثال) زندہ اور مردہ کی ہے۔ یعنی ذکر الٰہی کرنیوالا زندہ اور ذکر الٰہی نہ کرنے والا مردہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل)

عقل مند کون ہے

عام انسانوں کی اصطلاح میں عقلمند وہ ہے۔ جو اپنے دنیاوی کاموں میں چست و چالاک ہو۔ اپنے کام میں دنیاوی نقصان نہ اٹھائے۔ اگر کبھی دوسروں سے مقابلہ کی نوبت آئے۔ تو دوسروں کو ہرا دے اور خود جیت جائے۔ خواہ وہ شخص کلمہ بھی صحیح نہ پڑھ سکتا ہو۔ نماز کا ایک سجدہ بھی کبھی نہ کیا ہو۔ مسجد میں کبھی قدم بھی نہ رکھا ہو۔ اللہ جلشانہٗ کی اصطلاح میں یہ شخص عقلمند نہیں ہے۔ اس کے ہاں عقلمندی کے اوصاف درج ذیل ہیں:۔

ترجمہ :- بیشک آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات کے آنے جانے میں عقلمندوں کے لئے دلائل ہیں۔ جن کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ لوگ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی خدا کی یاد کرتے ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں۔ کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اسکو لایعنی پیدا نہیں کیا۔ ہم آپ کو پاک سمجھتے ہیں۔ سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے۔ اے ہمارے پروردگار بیشک آپ جس کو دوزخ میں داخل کریں۔ اس کو آپ نے واقعی رسوا ہی کر دیا۔ اور ایسے بے انصافوں کا کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کو سُنا کہ وہ ایمان لانے کے لئے اعلان کر رہا ہے۔ کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے۔ اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں وہ چیز بھی دیجئے جس کا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کیجئے۔ یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ سورہ آلِ عمران رکوع ۲۰

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب بھائی بہنوں کو اس کی اصطلاح میں عقلمند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہماری دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

۱۴

چودھواں خطبہ

پاکستان سخت خطرے میں

قولہ تعالیٰ:۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ سورہ صف رکوع ۱۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہو۔ اللہ کے ہاں یہ بات بہت ناراضگی کی ہے۔ کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

برادران اسلام اور معزز خواتین! مذکورہ بالا آیت میں ارشاد ہوا۔ کہ اے مسلمانو! جو بات منہ سے کہتے ہو۔ اور کرتے نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ کو اس پر بہت بڑا غصہ آتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر فرض ہے۔ کہ ایسی باتیں منہ سے نکالنے سے پرہیز کریں۔ جو بظاہر دل لبھانے والی اور بڑی دلچسپ ہوں۔ مگر ہمارے اعمال۔ ہماری روش۔ ہمارا طرز عمل ان کے خلاف ہو۔ ورنہ یاد رکھو۔ اگر خدانخواستہ اللہ تعالےٰ کے غضب میں جوش آیا۔ اور غضب الٰہی ہمارے خلاف بھڑک اٹھا۔ تو خطرہ ہے۔ کہ ہمارا نام ونشان بھی مٹ جائے۔ اور آئندہ آنے والی نسلیں ہمیں بے وقوف، بدکردار اور مغضوب علیہم قوموں میں ہمارا شمار کریں۔

پاکستان کا مقصد

برادران محترم! کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ ہندوستان سے پاکستان کو اس لئے علیحدہ کیا گیا تھا۔ کہ مسلمان ہندو سے تہذیب، تمدن، تعلیم اور مذہب سے جدا ہے۔ اس لئے اپنی ان خصوصیات کو زندہ رکھنے کے لئے اسے علیحدہ

ملک چاہیئے۔ اسی نظریہ کو پیش نظر رکھ کر قائداعظم مرحوم نے تقسیم ملک کا نعرہ بلند کیا۔ اور پاکستان کی پبلک نے اس پر لبیک کہی۔ علاوہ اس کے پاکستان کی زبردست سیاسی جماعت مسلم لیگ نے تن، من، دھن سے اس کی تائید کی اور مسلمانوں کو اس تحریک میں جذب کرنے کے لئے یہ بتلایا گیا۔ کہ پاکستان کا مقصد ہے۔

لا الٰہ الا اللّٰہ

یعنی اس ملک میں اللہ تعالیٰ کی حکومت ہوگی۔ اسی کا قانون رائج ہوگا۔ اسی کے بندوں کے ہاتھ میں اس کی باگ ڈور ہوگی۔ یہاں کی تعلیم ہوگی۔ تو اسلامی۔ تمدن ہوگا تو اسلامی۔ اور حکومت کا مذہب ہوگا تو اسلام۔

اب آپ ہی ایمانداری سے ٹھنڈے دل سے سوچئے۔ کہ ہم نے ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے آج تک ان اعلانوں کے پورا کرنے میں کون سے کام کئے ہیں۔ کیا کام کرنے والوں کے لئے پونے تین سال کی مدت تھوڑی ہے۔ اگر ہم دیانت داری سے کام لیتے۔ تو ہمارا ایک ایک منٹ پاکستان کی ابدی اور قیامت تک کی زندگی کے لئے پیغام حیات ہو سکتا تھا۔

مثلاً:۔

کیا ذمہ داران حکومت پاکستان تقسیم ملک کے بعد اگر یہ حکم دیتے۔ "کہ حدود پاکستان میں رنڈیوں کے چکلے بند کر دئیے جائیں۔" تو اس حکم کے لکھنے میں ایک منٹ سے زیادہ وقت صرف ہوتا۔ اور کیا اس حکم کے بعد پاکستان رنڈیوں کے چکلوں سے پاک ہونے کی وجہ سے اصلی اور سچا پاکستان نہ بن جاتا۔

اور کیا تقسیم ملک کے بعد اگر ذمہ داران حکومت پاکستان یہ حکم دیتے "کہ حدود پاکستان میں کوئی نہ شراب بنا سکتا ہے۔ اور نہ پی سکتا ہے" تو اس حکم کے لکھنے میں ایک منٹ سے زیادہ وقت صرف ہوتا اور کیا اس حکم کے عملاً نافذ ہونے

کے بعد عند اللہ و عند الناس پاکستان اصلی معنی میں پاکستان نہ بن جاتا۔
اور کیا تقسیم ملک کے بعد اگر ذمہ داران حکومت پاکستان یہ حکم دیتے۔ کہ حدود پاکستان
میں ہفتہ میں تعطیل کا دن جمعہ کا دن ہوگا۔ تو اس حکم کے لکھنے میں ایک منٹ سے
زیادہ وقت صرف ہوتا۔ اور کیا اس اعلان کے باعث ہفتہ بھر کی تعطیل کا دن
اسلامی تہوار اور خالص پاکستانی تہوار نہ ہو جاتا۔

برادران اسلام! اس قسم کی بیسیوں مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ ان مثالوں
سے آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہونگے۔ کہ اگر ہم پاکستانی اپنے اعلانوں کی
لاج رکھنا چاہتے۔ اور اپنے وعدوں کو پورا کرنا چاہتے۔ تو خدا کی قسم کھا کر کہتا
ہوں۔ کہ آج تک پاکستان ناقابلِ تسخیر پاکستان بن چکا ہوتا۔ مگر ہم نے اسلامی
تعلیم تو حاصل ہی نہیں کی۔ جس میں ارشاد ہے۔ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ
كَانَ مَسْئُوْلًا ترجمہ۔ وعدہ کو پورا کرو۔ بے شک وعدوں کے متعلق تم
سے بارگاہ الٰہی میں پوچھا جائیگا۔

ہم نے تو انگریز کی تعلیم پائی ہے۔ کہ وعدے ردی کے کاغذ ہوتے ہیں۔ جو پھاڑ
کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دیئے جائیں۔

ہمارا فرض

برادران اسلام! ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنے اعلانوں کو عملی جامہ پہنائیں۔ اور
خدا تعالیٰ کو راضی کریں۔ اور آنے والی نسلوں میں اسلام کا صحیح نمونہ چھوڑ کر جائیں۔
تاکہ وہ ہمارے راستہ پر چل کر دنیا اور آخرت کی فلاح پائیں۔ اور ہماری روحوں کے
لئے دعائے خیر کریں۔

اقلیتوں کی حفاظت

ہمارے ذمہ دار اہنماؤں کو پاکستان میں اسلامی نظام قائم کرنے میں

شاید یہ رکاوٹ نظر آ رہی ہو۔ کہ اگر اسلام ہی کی ہر چیز رائج کر دی جائے۔ تو پھر غیر مسلم اقلیتوں کا کیا حل ہوگا۔ اسلام میں اقلیتوں کی حفاظت کے متعلق ۲۷ر اپریل ۱۹۵۰ء کے نوائے وقت کے ایڈیٹوریل میں جو لکھا گیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

نوائے وقت ۲۷ر اپریل ۱۹۵۰ء

اقلیتوں کی حفاظت کا قانون فطرت (اسلام) کے اصولوں پر مبنی ہے لہٰذا حکومت کو خیر مقدم کرنا چاہیئے۔ اقلیتوں کے حقوق عزت اور جان اور مال کے تحفظ کی ضمانت اور ان کے مذہب، تمدن، تہذیب اور زبان کی آزادی۔ مغربی جمہوری نظام حکومت کی ہی خاص چیز نہیں۔ اس معاملہ میں پہل اسلام نے ہی کی تھی۔ اور اسلام سے بڑھکر کوئی دین اور نظام اقلیتوں کو یہ ضمانت نہیں دیتا۔ اسلامی حکومتوں نے اس زمانہ میں اقلیتوں کو آزادی کے چارٹر عطا کئے۔ اور ان پر حرف بحرف عمل کیا۔ جب یورپ میں اختلاف عقیدہ کی سزا یہ تھی۔ کہ مجرم زندہ آگ میں جلا دیئے جاتے تھے۔

پاکستان کے اسلامی ریاست ہونیکا کھلا اعلان

۲۷ر اپریل ۱۹۵۰ء کے نوائے وقت کے ایڈیٹوریل میں اکابر حکومت خداداد پاکستان کو یہ کہا گیا ہے۔ کہ وہ صاف طور پر اعلان کر دیں۔ کہ پاکستان کے دستور اساسی کی بنیاد اسلام کے جمہوری اصول پر ہوگی۔

ہمارے اکابر الا ماشاء اللہ اسلام کے متعلق صرف سطحی معلومات رکھتے ہیں۔ زبان سے اسلام کی محبت کا دم وہ اس مجبوری سے بھرتے ہیں۔ کہ پاکستانی عوام کی اکثریت اسلام سے محبت رکھتی ہے۔ مگر دوسرے ملکوں کے اکابر کے سامنے ہمارے اکابر ایک عجیب احساس کہتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور اس قسم کا طرز عمل اختیار کر لیتے ہیں۔ گویا مذہب و سیاست میں تعلق یا پاکستان کی اسلام سے وابستگی کا اقرار اپنی وحشت و بربریت کا اقرار ہوگا۔ اس وقت وہ یہ بات بھی

بھول جاتے ہیں۔ کہ "مغربی جمہوریتوں کی ماں" برطانیہ بھی مذہب سے وابستگی کے اعلان سے اتنا ہی ڈرتی۔ صلیب آج بھی برطانیہ کے جھنڈے کا نشان ہے۔ شاہِ برطانیہ کو اپنے جس خطاب پر آج بھی سب سے زیادہ ناز ہے۔ وہ خطاب محافظِ دین (مسیحی) ہے ....

حیرت اس پر ہے کہ برطانیہ کو عیسائیت سے گہری وابستگی کا اعلان کرنے میں کوئی عار نہیں۔ مگر ہم اسلام کا نام سنتے ہی شرما جاتے ہیں۔ دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ اس جھوٹی شرم کو خیرباد کہتے ہوئے صاف الفاظ میں اعلان کر دیا جائے۔ کہ جب پاکستان کے عوام نے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔ پاکستان کے حق میں رائے دی تھی۔ اور پاکستان کے لئے قربانیاں دی تھیں۔ تو وہ اسی جذبہ سے سرشار تھے۔ کہ اس نئے آزاد ملک میں ایک ایسا نظامِ حکومت قائم ہوگا۔ جو اسلام کے اصولوں اور روایات پر مبنی ہوگا۔ اور پاکستان کے عوام آج بھی اسی جذبہ سے سرشار ہیں۔ اس اعلان سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ ہندوستان کی غلط فہمی بھی دور ہو جائے گی۔ اور حقیقی مفاہمت آسان تر ہو جائے گی۔

الحاصل

حاصل یہ ہے۔ کہ حکومت خداداد پاکستان کے عوام اور حکام کا یہ فرض ہے کہ جس طرح پاکستان کے بنانے کے وقت اعلانات کئے تھے۔ انہیں عملی جامہ پہنانے میں ایک دوسرے کے معاون ہوں۔ تاکہ ملک صحیح معنی میں پاکستان بن جائے۔ اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے۔ اور مسلمانوں کے دل بھی ٹھنڈے ہو جائیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

پندرھواں خطبہ

انسان کو دنیا اور آخرت میں اپنے اعمال ہی کی جزا یا سزا ملتی ہے

برادران اسلام اور معزز خواتین! اللہ تعالےٰ نے ہمیں کہا ہوا ہے۔ کہ اے انسان تم جو کام کرتے ہو۔ پہلے یہ سوچ لیا کرو۔ کہ کل کو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ سورۃ حشر پارہ ۲۸ میں اعلان ہے۔ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ترجمہ۔ ہر شخص دیکھ بھال لے۔ کہ کل کے واسطے اس نے کیا بھیجا ہے۔

اس اطلاع کے باوجود عام طور پر مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ کہ اپنے اعمال کے نتائج سے بے نیاز و بے پرواہ ہو کر وقتی طور پر جو خیال میں آئے۔ اُسے کر گذرتے ہیں۔ اگرچہ آئندہ چل کر وہ کام خواہ افلاس و ناداری کی ذلت میں مبتلا کر دے یا سارے خاندان کی عزت برباد ہو جائے۔

ذلت کی مثال

مثلاً تقسیم ملک سے پہلے مسلمانوں کی یہ عام عادت تھی۔ کہ بیٹے یا بیٹی کی شادی کے لئے ہندو سے سودی قرض لے کر برادری کے رسم و رواج کے مطابق بڑی شان و شوکت سے شادی کر دکھانا۔ اور وقتی طور پر برادری میں اپنے آپ کو سرخرو کر لینا۔ مگر اس کے بعد کیا ہوتا تھا۔ کہ شادی پر اٹھائے

ہو کے قرض کا سود بھی ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ اور سود اصل قرض کی رقم میں
ہندو شامل کرتا جاتا تھا۔ جہاں پانسو روپیہ کے ۵ ہزار ہو گئے۔ اور ہندو
نے مکان قرق کرا لیا۔ جدّی مکان قرق کرا کر ہندو کو قبضہ دے کر خود کرایہ
کے مکان میں جا بسے۔ اور قانون انتقال اراضی سے پہلے تو اسی طرح قرض
میں زمینداروں کی زمینیں ہندوؤں کے ہاں دھڑا دھڑ منتقل ہوا کرتی تھیں
صوبہ سندھ کی اکثر زمینوں پر ہندوؤں کا اسی صورت میں قبضہ ہو گیا تھا۔
یا تو مسلمان زمین کا مالک تھا۔ اور یا پھر اسی زمین کو بحیثیت ہندو کے مزارعہ
ہونے کے کاشت کرتا تھا۔ یہ ذلّت اسی لئے مسلمان پر پڑتی تھی۔ کہ
اس نے اللہ تعالٰے کے حکم کی بیٹے یا بیٹی کی شادی کے موقعہ پر مخالفت کی تھی
کہ وقتی طور پر برادری کی رسموں کو پورا کر کے واہ واہ تو کرا لی۔ مگر یہ نہیں سوچا۔
کہ اس سودی قرض کا آئندہ انجام کیا ہو گا۔

بے عزتی کی مثال

مستقبل کو سوچ کر کام نہ کرنے میں سارے خاندان کو بے عزت کرانے
کی مثال سنیئے۔ صوبہ پاکستان میں بیسیوں نہیں۔ بلکہ ہزاروں ایسی مثالیں آپکو
ملیں گی۔ کہ جائداد کو اپنے گھر میں رکھنے کے لئے ایک ۱۵ - ۱۶ سالہ عمر کی نوجوان لڑکی
کو ایک ۵ - ۶ سالہ عمر کے لڑکے کے ساتھ نسبت کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد یا
تو لڑکی اغوا ہو جاتی ہے اور یا لڑکے کی جوانی تک لڑکی کے کئی کئی بچے حمل گرائے جاتے
ہیں۔ ان دونوں صورتوں کا آپ خود اندازہ لگائیں۔ کیا لڑکے کے ماں باپ نے
جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی حکم عدولی کی تھی۔ اس کی سزا نہیں پاتے ہیں۔ اور کیا ان
صورتوں کے پیش آنے پر سارے خاندان کے مردوں اور عورتوں کی عزت خاک
میں نہیں مل گئی۔ ایک خاندان نہیں بلکہ لڑکی کے دو خاندان ددھیال اور ننھیال

دونوں کی عزت برباد نہیں ہوئی۔

برادران اسلام! یاد رکھئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے والوں کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جاتی ہیں۔ اللّٰھم اعذنا منہ وجمیع المسلمین۔

میرے معزز بھائیو! قرآن مجید ہی سے اس امر کی شہادتیں پیش کرتا ہوں۔ کہ جن لوگوں نے نیکی کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جزائے خیر دی۔ اور جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلنے سے انکار کیا۔ وہ دنیا میں ذلیل ہو گئے۔ طرح طرح کی ذلتوں میں مبتلا ہو کر مرے۔ اور اپنی آخرت بھی برباد کر گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

دنیا میں عزت اور ذلّت کی شہادتیں

(۱) اور ہم نے اُسے (یعنی ابراہیمؑ) اسحاقؑ اور یعقوبؑ دئے۔ ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی۔ اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوحؑ کو ہدایت کی تھی۔ اور اس (ابراہیمؑ) کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو ہدایت کی تھی۔ اور اسی طرح ہم نیک کام کرنیوالوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ سورۃ انعام رکوع ۱۰

عبرت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بت پرست قوم سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اعلیٰ درجہ کی خدا پرست برادری دی۔ اور ایسی برادری۔ جو یکے بعد دیگرے پیغمبر ہی ہوتے آئے۔

(۲) بے شک جنہوں نے گوسالہ پرستی کی ہے۔ ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیاوی زندگی ہی میں پڑیگی۔ اور ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ (اعراف رکوع ۱۹)

عبرت

دیکھ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے باعث دنیا ہی میں ان پر غضب الٰہی نازل ہوا۔ اور ذلیل کر دئے گئے۔

(۳) اور جس عورت کے گھر میں یوسفؑ رہتے تھے۔ وہ ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے انہیں پھسلانے لگی۔ اور سارے دروازے بند کر دیئے اور کہنے لگی۔ کہ آجاؤ تم ہی سے کہتی ہوں۔ یوسفؑ نے کہا۔ اللہ بچائے۔ وہ میرا مربی ہے۔ کہ مجھے کیسی اچھی طرح رکھا ہے۔ بیشک ظالم نجات نہیں پا سکتے (سورۃ یوسف رکوع ۳)

عبرت

حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہوئے گناہ نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ عزت عطا فرمائی۔ کہ شاہ مصر کے مصاحب خاص بنا دئے گئے۔ اور مصر کے سب خزانے ان کے قبضے میں دیدئے گئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

اور بادشاہ نے کہا۔ انہیں میرے پاس لاؤ۔ میں انہیں خالص اپنے لئے رکھوں گا۔ پس جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں۔ تو بادشاہ نے کہا۔ کہ تم ہمارے نزدیک آج بڑے معزز اور معتبر ہو۔ یوسفؑ نے فرمایا۔ کہ ملکی خزانوں پر مجھے مامور کر دو۔ بیشک میں حفاظت کرنیوالا جاننے والا ہوں۔ (سورۃ یوسف رکوع ۷)

انہیں صفات حمیدہ کی بدولت اللہ تعالےٰ نے یوسف علیہ السلام کو حکمت اور علم عطا

فرمایا تھا۔ ارشاد ہے:۔
اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے۔ ہم نے انہیں حکمت اور علم عطا فرمایا۔ اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ (سورۃ یوسف رکوع ۳)
(۴) اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ جبکہ انہوں نے ظلم کیا۔ حالانکہ ان کے پاس ان کے پیغمبر بھی دلائل لے کر آئے۔ اور وہ ایسے کب تھے۔ کہ ایمان لے آئیں۔ ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (سورۃ یونس رکوع ۲)

عبرت

برادران اسلام! سید المرسلین۔ خاتم النبیین۔ رحمۃ اللعالمین کے بعد آپ کے پاس پیغمبر کوئی نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دروازے کے غلام جن کے ہاتھ میں ہوگا۔ قرآن۔ وہ آئیں گے۔ اگر ان کی باتیں مان لوگے۔ تو دنیا کی ذلت اور آخرۃ کے عذاب سے بچ جاؤ گے۔ (وما علینا الا البلاغ)

گذشتہ آیات میں آپ نے دیکھ لیا۔ کہ دنیا کی عزت یا ذلت انسان کے اپنے اعمال ہی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اسی طرح آخرت کی عزت یا ذلت کا مدار بھی انسان کے اپنے اعمال ہی پر ہے۔ اب اس عنوان پر شہادتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

شہادتیں

(۱) اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے۔ وہ گروہ گروہ ہو کر جنت کی طرف روانہ کیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچیں گے۔ اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے۔ اور وہاں کے محافظان سے کہیں گے۔ السلام علیکم۔ تم مزے میں رہو۔ لو اس میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔ (سورۃ زمر رکوع ۸)

عبرت

دیکھ لیجئے۔ دنیا میں اللہ تعالٰے سے ڈرنے والوں کو آخرت میں یہ عزت مل رہی ہے :

(۲) جب اس دوزخ میں کوئی گروہ ڈالا جائیگا۔ تو اس کے محافظ ان لوگوں سے پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تھا کہیں گے ہاں۔ ہمارے پاس ڈرانے والے آئے تھے سو ہمنے جھٹلا دیا اور کہدیا کہ اللہ نے کچھ نازل نہیں کیا۔ تم بڑی غلطی میں پڑے ہو۔ اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم دوزخی نہ ہوتے۔ (سورۃ الملک رکوع ۱)

عبرت

اللہ تعالٰے سے دعا کرتا ہوں۔ کہ مجھے اور آپ کو اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تادم زلیست اس کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اُٹھنے نہ پائے۔ تاکہ میری اور آپ کی دنیا کی زندگی بھی خوش گوار گذر جائے۔ اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی سے نجات پائیں۔ (آمین یا الٰہ العالمین)

سولھواں خطبہ ۱۶

دنیا میں امن فقط اسلام قائم کرسکتا ہے

قولہ تعالٰے :۔ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ

عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۲)

ترجمہ:۔ لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے۔ لگے ہوئے سونے اور چاندی کے ڈھیر ہوئے۔ نمبر لگے ہوئے۔ گھوڑے ہوگئے مولیشی ہوئے اور زراعت ہوئی۔ یہ سب دنیاوی زندگی میں استعمال کی چیزیں ہیں۔ اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے۔ آپ فرمادیجئے۔ کیا میں تمہیں ایسی چیزیں بتلادوں۔ جو ان چیزوں سے بہتر ہوں۔ ایسے لوگوں کے لئے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ایسے ایسے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ایسی بیبیاں ہیں۔ جو صاف ستھری ہیں۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی طرف سے خوشنودی ہے۔ اور اللہ (تعالےٰ) بندوں کو خوب دیکھتا ہے۔

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین! آج کی معروضات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ دنیا میں امن فقط اسلام ہی کی تعلیم سے قائم ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں کے سوا اور کسی قوم کے پاس کوئی ایسا پروگرام نہیں ہے۔ جس سے ساری دنیا سے بدامنی دور کی جاسکے اور فتنہ اور فساد کو مٹایا جاسکے۔ اور آپس میں دست بگریباں ہونے والوں کو گلے ملایا جاسکے۔ اور دلوں کی عداوت کو الفت میں تبدیل کیا جاسکے۔ وہ نسخہ اور پروگرام اسی مذکورہ بالا آیت میں اللہ جل شانہٗ نے بیان فرمایا ہے۔ بشرطیکہ آپ اس آیت میں غور فرمائیں۔ تو بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔

لڑائی کا اصلی باعث

ایک گھر کی چار دیواری میں لڑائی ہو یا ایک برادری کی لڑائیاں ہوں۔ یا ایک سلطنت کی دوسری سلطنت سے جنگ ہو۔ ان سب کا اصلی باعث فقط ایک ہے۔ کہ اپنی اپنی خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ساز و سامان دنیوی کو اپنے لئے جمع کرنا۔ اس جمع کرنے میں خواہ دوسروں کا نقصان ہو۔ یا ان کی دل آزاری ہو۔ ان کا مالی نقصان ہو۔ یا ان کی جان پہ آفت آ جائے۔ ایک خواہش پرست انسان اپنی مطلب برآری کے لئے یہ سب کچھ کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ چونکہ دوسرے کا دل بھی اسی طرح اپنے لئے اسی طور پر سب کچھ مہیا کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے اس رسّہ کشی میں لڑائی کا ہونا لازمی چیز ہے۔ دونوں رقیب ایک دوسرے کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ گھروں میں لڑائی۔ برادری میں لڑائی۔ سلطنتوں میں جنگ یہی وہ تماشہ ہے۔ جو آج کل دنیا میں نظر آ رہا ہے۔ یہی وہ کھیل ہے۔ جو ہر جگہ کھیلا جا رہا ہے۔

عالمگیر جنگ کے بند کرنے کا طریقہ

اس عالمگیر جنگ کے بند کرنے کا طریقہ قرآن مجید نے پیش کیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور انور کے بعد آپ کے صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے اس کا عملی نمونہ بن کر دکھایا ہے۔ بطور تمہید نفسیاتی نقطہ نگاہ سے ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے آئندہ کا پروگرام سمجھنا آسان ہوگا۔ آپ نے گھروں میں دیکھا ہوگا۔ کہ دو بچے ایک چیز پہ لڑتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اس چیز کو دوسرے سے چھیننا چاہتا ہے۔ ماں درمیان میں آ کر یہ فیصلہ کرتی ہے۔ ایک کو کہتی ہے۔ تم اس چیز کو چھوڑ دو اور دوسرے کو دیدو۔ آؤ میں تمہیں اس سے بہتر ایک اور چیز دیتی ہوں۔ اور وہ اُسے دیدیتی ہے۔ جو پہلی چیز سے زیادہ خوشنما۔ زیادہ خوبصورت ہوتی ہے۔ بچہ بھی خوش ہو جاتا ہے۔ اور لڑائی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ

نے مذکورۃ الصدر آیت میں اپنے پرہیزگار اور فرمانبردار اور نیکوکار بندوں کو یہی چیز سمجھائی ہے۔ کہ دنیا کی سب چیزیں عارضی اور فانی ہیں۔ اور آخرت کی اصلی اور دائمی ہیں۔ لہٰذا تم ان دنیاوی چیزوں کو مقصود بالذات نہ بناؤ۔ بلکہ تمہاری نظر آخرت کی نعمتوں پر پڑنی چاہیئے۔ اور انہیں چیزوں کے حاصل کرنے میں تمہاری زندگی صرف ہونی چاہیئے۔ اگر تم فانی چیزوں کے حاصل کرنے میں لڑتے رہے۔ تو آخرت کی دائمی نعمتوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ اور یہ تمہارے لئے ایسا خسارہ اور نقصان ہوگا۔ کہ جس کی تلافی کبھی بھی نہیں ہو سکیگی۔

آخرت کی نعمتوں کی ترغیب

اللہ تعالیٰ نے اپنے پرہیزگار بندوں کو آخرت کی نعمتوں کی ترغیب ان الفاظ میں دلائی ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ السجدہ رکوع ع۲)

ترجمہ۔ تو کسی شخص کو خبر نہیں۔ جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے۔ یہ ان کو ان کے اعمال کا بدلہ ملا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عن ابی ھریرۃؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰے۔ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کی ہیں۔ جو آنکھوں نے دیکھی نہیں۔ اور کانوں نے سنی نہیں۔ اور کسی انسان کے

دل بیان کا خیال بھی نہیں گذرا ۔ اگر تم چاہو ۔ تو (اس کی تائید میں) یہ آیت پڑھ لو
پس کوئی نفس نہیں جانتا ۔ جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لئے
خزانہ غیب میں موجود ہے ۔ یہ ان کو ان کے اعمال کا بدلہ ملا ہے ۔

حاصل

گذشتہ ارشاد الٰہی اور فرمان نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کا حاصل یہ
نکلا :- کہ انسان کو چاہئے ۔ کہ وہ اپنی پوری طاقت آخرت کی نعمتوں کے حاصل
کرنے میں صرف کرے اور دنیا کی نعمتوں کو عارضی اور چندروزہ اور فانی
خیال کرے ۔ جب یہ ذوق انسانوں میں پیدا ہو جائے گا ۔ تو دنیا کی چیزوں کے
شوق کی بجائے آخرت کی نعمتوں کا شوق پیدا ہو جائیگا ۔ اور دنیاوی عیش و آرام
کے سامان مہیا کرنے کی بجائے انسان آخرت کے اسباب عیش و آرام حاصل
کرنے میں پوری کوشش کریگا ۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا ۔ کہ دنیا کے جھگڑے
اور لڑائیاں ختم ہو جائیں گی :-

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ

سید المرسلین ۔ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذوق اور شوق کا مکمل نمونہ
اپنی حیات طیبہ میں پیش فرمایا ہے ۔

عن عمر قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاذا هو مضطجع على رمال حصير ليس بينه وبينه فراش
قد اثر الرمال بجنبه ۔ متكئا على وسادة من ادم حشوها
ليف قلت يا رسول الله ادع الله فليوسع على امتك

فانّ فارس والروم ۔قد وُسّع علیھم وھم لا یعبدون اللّٰہ فقال اوفی ھذا انت یا ابن الخطاب اولئک قوم عجلت لھم طیباتھم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی روایۃٍ اما ترضٰی ان تکون لھم الدنیا ولنا الاخرۃ :۔ متفق علیہ

عمرؓ سے روایت ہے فرمایا۔ میں رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہؤا (میں نے دیکھا) کہ آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ چٹائی اور آپ کے درمیان کوئی بستر نہیں۔ چٹائی نے آپ کے پہلو پر اثر کیا ہؤا ہے۔ (یعنی بدن مبارک کے ننگے ہونے کے باعث چٹائی کے نشانات اس پر پڑ گئے ہیں) آپ چمڑہ کے تکیے پر ٹیک لگانے والے تھے۔ جس میں کھجور کا چھلکا بھرا ہؤا تھا۔ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہؐ۔ اللہ سے دعا فرمایئے۔ کہ آپکی امت پر کشادگی کر دے۔ بیشک فارس اور روم پر توسعت کی گئی ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ تب آپ نے فرمایا۔ اے خطّاب کے بیٹے! تو انہیں باتوں میں پڑا ہؤا ہے یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ ان کی نیکیوں کا بدلہ انہیں دنیا کی زندگی میں دیدیا گیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کیا تو اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ کہ ان کے لئے دنیا ہو۔ اور ہمارے لئے آخرت ہو؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نمونہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خاص عادات اور طرز زندگی میں سب سے ممتاز ان کی وہ انتہا درجہ کی کسر نفسی۔ جفاکشی پرہیزگاری اور نفس کشی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کی مبارک مثال کی پوری تقلید اور پیروی تھی۔ اسی میں ان کی کامیابی کے بہت سے راز مخفی تھے۔ اور آئندہ اسلامی دنیا کے واسطے دین اور دنیا کو ملا کر رکھنے اور اس میں رہنے کا ایک قابل تقلید

نمونہ اور مثال تھی۔

زیدؓ بن وہب کا قول ہے۔ کہ میں نے حضرت عمرؓ کو بازار میں جاتے ہوئے دیکھا ان کے اوپر ایک چادر تھی۔ جس میں چودہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ اور بعض ان میں چمڑے کے تھے۔

زیدؓ بن ثابت کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمرؓ کو ایک چادر اوڑھے ہوئے دیکھا۔ جس میں سترہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ میں یہ دیکھ کر رو پڑا۔ اور روتا ہوا گھر چلا گیا۔

ابو عثمانؓ نہدی کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمرؓ کے تہبند میں چمڑے کا پیوند دیکھا۔

زر کا قول ہے۔ کہ عید کے دن میں نے ان کو ننگے پاؤں دیکھا۔

عبرت

برادران اسلام! حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس قسم کی سادہ زندگی بسر کرنے کی بنا پڑ گئی تھی۔ اس میں ان کی آخر زندگی تک سرمو فرق نہیں آیا۔ نہ قیصر اور کسریٰ کے ملکوں نے۔ نہ ان کے خزانوں نے اور نہ ان کی عیش و عشرت کے سامانوں نے جو ان کے سامنے لائے گئے تھے۔ اس میں کوئی تغیر پیدا کیا۔ دنیا کی دولت اور خزانوں کو وہ بے حقیقت اور اس دولت لازوال کے سامنے جس سے خدا کی رحمت نے ان کے دلوں کو مالامال اور منور کر دیا تھا۔ حقیر اور ہیچ سمجھتے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (وما علینا الا البلاغ)

اے اہلسنت والجماعت کہلانے والے مسلمانو! اگر ہم سنیوں کے حکام حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پیروی کریں۔ تو کیا کبھی کمیونزم پاکستان میں

آسکتا ہے۔ اور اگر ہم صحیح معنی میں سُنی مسلمان ہوں۔ تو موسےٰ علیہ السلام کے عصا کیطرح ہمارا انظام کمیونزم کو نگل نہیں جائیگا۔ کیا کمیونسٹوں میں اس قسم کے سادہ مزاج، رعایا پرور اور خداپرست پائے جاسکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچا مسلمان ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ستّرھواں خطبہ

مسلمانوں کو مرزائیوں سے نفرت کے اسباب

برادران اسلام! تقسیم ملک سے پہلے مرزائیوں کے باطل فرقہ کی اشاعت کا دروازہ تقریباً بند ہوچکا تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کے علماء کرام نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے اس باطل اور کفر پرست فرقہ کا پول اس قدر کھول دیا تھا۔ کہ انہیں ہمت نہیں ہوسکتی تھی۔ کہ کہیں اہل السنۃ والجماعۃ کے مقابلہ میں آئیں۔ انہیں مناظروں میں اتنی شکستیں مل چکی تھیں۔ کہ انہیں مقابلے میں آنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔ بالخصوص جمیعت احرار ہند کے صدر مجاہد اعظم، مجسمہ شجاعت، عاشق رسولؐ۔ حافظ قرآن، مقرر سحر بیان حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے احراری فوج کی معیت میں مرزائیت کے قلعہ پر اپنی تقریروں کے گولوں سے وہ بمباری کی۔ کہ مرزائیت کے قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ اور مرزائیت کے قلعہ کے مسمار ہوجانے کے بعد مسلمانوں کے دلوں سے مرزائیوں کے مسلمان ہونے یا اُن کے خادم اسلام ہونے کا خیال دل سے نکل گیا۔ بلکہ مسلمانوں کے دل میں یہ عقیدہ راسخ ہوگیا۔ کہ فرقہ مرزائیہ اسلام کے بھیس میں اسلام

سے دشمنی کر رہا ہے۔ مگر

تقسیم ملک

کے بعد اس فرقہ باطلہ نے پھر سر اٹھایا ہے۔ کیونکہ پاکستان میں ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ کئی مرزائی معزز عہدوں پر برسراقتدار آ گئے ہیں۔ اور وہ لوگ اپنے ہم خیال لوگوں کی پوری پوری امداد کرتے ہیں۔ اور ہر ممکن کوشش کر کے انہیں اچھی سے اچھی جگہیں دلانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ اس لئے بہت سے نوجوان روٹی کی خاطر مرزائیت کی رو میں بہتے نظر آتے ہیں۔ ابھی چند دن کا ذکر ہے۔ کہ میرے پاس ایک نوجوان کلرک آیا۔ اور کہا۔ کہ ہم چند دوست ہیں۔ سوائے میرے باقی سب مرزائی ہونے پر آمادہ ہو چکے ہیں۔ کہ ہمارے مسلمان افسر ہماری کوئی مدد نہیں کرتے۔ اور مرزائی افسر اپنے چھوٹے سے چھوٹے آدمی کے لئے پوری امداد کرتے ہیں۔ اور اسے کامیاب کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سر اقبال مرحوم کی رائے

راقم حروف (احمد علی عفی عنہ) ایک مرتبہ ڈاکٹر سر اقبال مرحوم و مغفور سے ملا اور ان سے میں نے سوال کیا۔ ڈاکٹر صاحب! نوجوان طبقہ کیوں مرزائیت کیطرف مائل ہو جاتا ہے۔ فرمانے لگے۔ مولوی صاحب! روٹی کے باعث ادھر جھک جاتے ہیں۔

روٹی کے لئے ایمان نہ بیچیں

برادران اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

کہ ماں کے پیٹ ہی میں انسان ہوتا ہے۔ اس وقت فرشتہ اللہ تعالے سے دریافت کر کے انسان کا رزق مقدر لکھ دیتا ہے۔

میرے بھائیو! وہ رزق جو ماں کے پیٹ میں مقدر ہو چکا ہے۔ اس میں سے

ایک دانہ چھوڑ کر بھی انسان دنیا سے نہیں جائے گا۔ اور نہ اس رزق مقدر سے ایک دانہ زائد کھا کر جائے گا۔ جب واقعہ یہ ہے۔ تو پھر خداتعالٰے سے دعا کیجئے۔ کہ مسلمان روٹی کے لئے اپنا ایمان نہ بیچیں۔ ورنہ یاد رکھیئے۔ ایمان بیچکر روٹی حاصل کرنے میں دنیا تو برباد ہوگی۔ مگر اس کے ساتھ آخرت بھی برباد ہو جائیگی۔

نفرت بلا سبب نہیں

برادرانِ ملت! مرزائیوں سے مسلمانوں کی نفرت بلا سبب نہیں۔ بلکہ اس کے لئے کئی اسباب ہیں۔ ان کی مختصر سی فہرست پیش کرتا ہوں۔

پہلا سبب

مرزا غلام احمد نے ایسی امت تیار کی ہے۔ جو انگریز کی وفادار فوج ہے؛ "سو خداتعالٰے نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے۔ کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ سچی اطاعت کی جائے۔ اور سچی شکر گذاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عملدرآمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو میں تالیف کیں۔ اور ان میں تفصیل سے لکھا۔ کہ کیونکر مسلمان برٹش انڈیا لحقتے گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں۔ اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزارہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں۔ اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ یقیناً ہزارہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی

سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے۔ کہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔"

(تحفہ قیصریہ صدا مطبوعہ ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۲ء)

مسلمانوں کی نظر میں انگریز

مسلمان گورنمنٹ برطانیہ کو اس کے موجودہ خیالات و حالات کی بنا پر خدا تعالےٰ کا دشمن۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن۔ قرآن کا دشمن۔ اسلام کا دشمن مسلمان کا دشمن جانتے ہیں۔ اور مرزا غلام احمد صاحب مسلمانوں کو اس کی وفادار فوج بنانا چاہتے ہیں۔ جس کا ظاہر باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہو۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا؟

نتیجہ

ان حالات میں مسلمان کیوں نہ مرزائیت سے متنفر ہوں۔

دوسرا سبب

خدا تعالےٰ کی توہین

اپنے خدا ہونے کا دعوےٰ

ایک طرف تو مرزا غلام احمد خدا تعالےٰ کا رسول ہونے کا مدعی ہے۔ اپنی کتاب دافع البلاء صلا میں کہتا ہے "سچا خدا ہے۔ جس نے قادیان میں رسول بھیجا"

اور دوسری طرف خود خدا ہونے کا مدعی ہے۔ کیا کبھی کسی نبی نے خدا ہونے

کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ اور کیا یہ دعوے نمرود اور فرعون جیسا نہیں ہے۔ مرزا کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"اور میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا۔ کہ میں خدا ہوں۔ اور یقین کیا۔ کہ میں وہی ہوں"۔

(کتاب البریہ ص۷۹۔ آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴)

تیسرا سبب
خدا کا باپ ہونے کا دعوے

انا نبشرک بغلام مظھر الحق والعلی کان اللہ نزل من السماء ۔ استفتا ص۸۵

چوتھا سبب
خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

انت منی بمنزلۃ اولادی (حاشیہ اربعین ص۴ و ص۱۹)

پانچواں سبب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی توہین

شعر

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ۔ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل ۔ غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر ص۴۳ جلد ۲ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

کیا ان شعروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے۔ جو شخص انگریزوں کے لئے ظاہر و باطن وفادار فوج تیار کرنے والا ہو۔ اور جو شخص اپنے آپ کو

گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا ہے۔ اور جو شخص انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہلائے۔ اور بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو افضل سمجھے۔ کیا مسلمان اس سے خوش ہو سکتے ہیں۔ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے؟

نوٹ :۔ یہ اشعار اس نظم کے ہیں۔ جو مرزا غلام احمد کے مرید اکمل آف گولیکے نے لکھی۔ اور مرزا غلام احمد کے روبرو مجمع عام میں پڑھی گئی۔ اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی۔ اور مرزا صاحب اُسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ اور اس وقت خود مرزا صاحب اور کسی دوسرے نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حالانکہ مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ اور اعوانہم وہیں موجود تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری توہین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا دعویٰ۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے۔ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۰

اور اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۶ پر دس لاکھ بتلائی ہے

کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری توہین

"اور مجھے بتلایا گیا تھا۔ کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (اعجاز احمدی صفحہ ۷)

اس عبارت میں نبوت تشریعی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعوےٰ ہے۔ کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے مصداق نہیں۔ جو صریح کفر ہے:

چھٹا سبب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی توہین۔

"میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں۔ بلکہ قرآن اور وحی ہے۔ جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن شریف کے مطابق ہیں۔ اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اعجاز احمدی ص۲۹، ص۳۰، ص۳۲ تحفہ گولڑویہ ص۱۰

مسلمانوں کے متعلق مرزا بشیر الدین محمود کے فتوے۔

(۱)

کسی مسلمان کا جنازہ مت پڑھو۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسا شخص جو بظاہر اسلام لے آیا ہے۔ لیکن حقیقی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے۔ تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں ہے۔ پھر غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔" (انوار خلافت صفحہ ۱۲)

(۲)

مسلمانوں سے رشتے ناطے جائز نہیں۔ غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ اور علاوہ اس کے کہ وہ نکاح جائز نہیں ہے۔ لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ جس گھر میں بیاہی جاتی ہیں۔ اس کے خیالات و اعتقادات کو اختیار کر لیتی ہیں۔ لہٰذا اس طرح دین کو تباہ کر لیتی ہیں۔"

(برکات خلافت ص۷۵ مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

(۳)

غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ "باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں۔ میں

کہتا ہوں۔ تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے۔ اتنی دفعہ یہی جواب دونگا۔ کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جائز نہیں۔ جائز نہیں۔"

(انوار خلافت صہ ۸۹ مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

(۴)

غیر احمدی ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں۔ "جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا۔ اور نہ یہ جانتا ہے۔ کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے۔ جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر وہ تم سے اچھے رہے۔ کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔"

(ملائکۃ اللہ صہ ۴۶ مصنفہ بشیر الدین محمود)

(۵)

تمام اہل اسلام کافر خارج از دائرہ اسلام ہیں "سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوتے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔" (آئینہ صداقت صہ ۳۵)

(۶)

غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ مت پڑھو۔ "پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔" (انوار صداقت صہ ۹۳ مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کیا

"میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں" (کتاب البریہ ۷۹)

حضرت عیسیٰ ؑ کی توہین بزبان مرزا غلام احمد قادیانی

(۱)

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں زناکار کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا"۔

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صد ۷)

(۲)

"آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو۔ کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا کے۔ اور زناکاری کی کمائی کا عطر اس کے سر پر ملے۔ اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھ والے سمجھ لیں۔ کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے"۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صد ۷)

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی اطاعت اور جہاد کی ممانعت میں کتابوں کی پچاس الماریاں لکھیں۔

"میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اور اشتہار شائع کیے ہیں۔ کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں۔ تو پچاس الماریاں اُن سے بھر سکتی ہیں"۔ (تریاق القلوب صد ۱۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اٹھارھواں خطبہ

مسلمانوں کو مرزائیوں سے نفرت کے اسباب

ساتواں سبب

مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے مسلمان حرامزادے ہیں۔

"ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور مجھے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔"

(ترجمہ عبارت عربی آئینہ کمالات اسلام۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص۵۴۷، ۵۴۸)

آٹھواں سبب

مرزا کے مخالف سؤر اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔

ترجمہ: "میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہیں۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔" (نجم الہدیٰ۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص۱۰)

نواں سبب

مرزا کے معجزات کو نہ ماننے والا شیطان ہے۔

"خدا نے مجھے ہزارہا نشانات (معجزات) دیئے ہیں۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں۔ وہ نہیں مانتے۔"

(چشمہ معرفت مصنفہ مرزا غلام احمد ص۳۱۷)

کیا یہی شرافت ہے؟

برادرانِ اسلام! کیا یہی شرافت ہے؟ جس کے بل بوتے پر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو نبی اور رسول کہتے ہیں۔ کیا پیغمبروں کے یہی اخلاق ہوتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے اپنے نہ ماننے والے سب مسلمانوں کو حرامزادہ۔ سؤر اور شیطان سے تعبیر کیا ہے۔ اور سب مسلمانوں کی عورتوں کو کتیاں بنا دیا ہے۔ ایسے گرے ہوئے اخلاق کا انسان شریف انسان بھی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ نبی اور رسول ہو۔

پیغمبر کا اخلاقی مرتبہ

پیغمبر تو سب سے بڑھ کر اعلیٰ درجہ کا با اخلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مجید میں اعلان ہے:۔

ترجمہ:۔ "بیشک تو (اے پیغمبر!) بڑے خلق والا ہے"۔

دسواں سبب

انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہو کر:۔

نبوّت کا دعوےٰ

فرمان خداوندی :۔ اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ (کیونکہ) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔ (مائدہ رکوع ۸)

اللہ تعالیٰ تو فرمائیں۔ کہ جو یہود اور نصاریٰ سے دوستی رکھے۔ وہ انہیں میں سے ہے۔ اور مرزا صاحب مسلمانوں میں نبی بنتے ہیں۔ اور نصاریٰ کے یار غار ہیں۔

عرض یہ التماس ہے۔ کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس

سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکّام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے۔ کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکّے خیرخواہ اور خدمت گذار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے۔ اور اپنے ماتحت حکّام کو اشارہ فرمائے۔ کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے۔ کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیّت توجہ کی درخواست کریں۔ تاکہ ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔"

درخواست بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہٗ

منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت (جلد ہفتم مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی)

حاصل

یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوّت خداداد نہیں تھی۔ بلکہ انگریزوں نے اسے نبی بنایا تھا۔ اسی لئے انگریزوں کی حمایت کے لئے مرزا صاحب نے پچاس الماریاں کتابوں کی لکھ کر تمام ممالک اسلامیہ میں وہ کتابیں شائع کی ہیں۔

گیارھواں سبب

عیسائی حکومت کے خلاف جہاد کرنے والے حرامی ہیں۔

برادرانِ اسلام! آپ کو معلوم ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

مبارک ہیں جو عیسائیت کی تصویر اور اس کے جو خال و خط تھے۔ وہ اسلام کے مخالف تھے۔ اسی لئے اس وقت کے عیسائی اسلام سے ٹکرائے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ تبوک پیش آیا۔ اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی هلك كسرىٰ ولا كسرىٰ بعده هلك قيصر ولا قيصر بعده ترجمہ:۔ کسریٰ ہلاک ہو جائیگا۔ اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ اور قیصر ہلاک ہو جائیگا۔ اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔

اسی فرمان کی بنا پر صحابہ کرامؓ نے قیصر کی حکومت کو تباہ کیا۔ اس کے بعد صلیبی جنگوں میں عیسائی طاقتیں مسلمانوں کو برباد کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی رہیں۔ گویا کہ ابتداء اسلام سے آج تک عیسائیوں سے جہاد ہوتا رہا۔ انگریزوں ہی نے خلافتِ اسلامی کو پارہ پارہ کیا۔ انگریزوں ہی نے فلسطین میں یہودیوں کو آباد کیا۔ اب مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ انگریزوں سے جہاد کرنیوالے حرامی ہیں:۔

"بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں۔ کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یہ یاد رہے کہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض ہے۔ اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے"

(اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص۳۔ ملحقہ شہادت القرآن مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

بارھواں سبب

ممانعت جہاد اور اطاعت انگریزی میں کتابوں کی

پچاس الماریاں

"میری عمر کا اکثر حصّہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے۔

اور میں نے جہاد کی ممانعت اور انگریز کی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اور اشتہار تقسیم کئے ہیں۔ کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں۔ تو پچاس الماریاں بھر جائیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب۔ مصر اور شام، کابل اور روم تک پہنچایا۔ میری ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ بن جائیں"۔ (تریاق القلوب مصنفہ غلام احمد

تیرھواں سبب

مرزا صاحب کا آدھا دین انگریزوں کی وفاداری ہے۔

"سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے۔ کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالےٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی۔ جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے"۔

(اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص۳ ملحقہ شہادت القرآن مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

وہ حکومت برطانیہ جو خدا کی دشمن (بحیثیت تثلیث پرست ہونے کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمن (کہ آپ کو سچا نبی نہیں مانتی) قرآن کی دشمن (کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ نہیں مانتی) اسلام کی دشمن (کہ اس کے مٹانیکے درپے ہے) مسلمان کی دشمن (کہ ہمیشہ مسلمانوں کے درپئے آزار رہی) ایسی بے ایمان دشمن اسلام حکومت کی وفاداری مرزا صاحب کا جزو ایمان ہے۔ کیا کوئی سچا مسلمان مرزا صاحب کے اس عقیدہ میں ہم خیال ہو سکتا ہے۔ ہاں وہ لوگ مرزا صاحب کے ہمنوا ہو سکتے ہیں۔ جو اپنے گناہوں کے سبب سے اپنی عقل سلیم کھو چکے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکی سمجھ بوجھ سلب کر لی ہو۔ اللّٰھم لا تجعلنا منہم۔

۱۴ چودھواں سبب

نبوّت کا دعویٰ

(۱) سچا خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔ (دیکھو دافع البلا صہ ۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میرے بعد تیس دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کریگا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لہٰذا مسلمان ہر مدعی نبوّت کو اس حدیث کی بنا پر دجال کہتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی مسلمانوں کے عقیدہ میں انہیں دجّالوں میں سے ایک ہیں۔

۱۵ پندرھواں سبب

عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ

اس خدا کی تعریف جس نے مسیح بن مریم بنایا۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی صہ ۲ اربعین نمبر ۳ صہ ۲۳)

یہ دعویٰ تو تقریباً سب ہی کتابوں میں موجود ہے۔ مسلمان تو اس عیسیٰ بن مریم کی آمد کے قائل ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً پونے پانچسو سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ اور جو دمشق میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت فرمائیں گے۔ نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اپنا دین بنائیں گے۔

۱۶ سولھواں سبب

ابراہیم علیہ السّلام ہونے کا دعویٰ

آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ ۔ اس کی طرف اشارہ کرتی ہے ۔ کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے ۔ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا ۔ اور ان سب فرقوں میں وہ نجات پائیگا ۔ جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا ۔ (اربعین ۲ ، ص۲۳)

اس دعوے میں قرآن کی آیت کی تحریف ہے ۔ اللہ تعالیٰ ایسی بے ایمانیوں سے بچائے ۔ گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک مسلمان گمراہ ہی رہے ۔ کہ انہوں نے اس آیت کا مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنائے رکھا تھا ۔

برادرانِ اسلام ! مندرجہ ذیل حوالہ جات سے یہ صاف ہو جائیگا ۔ کہ قادیانی نبی اپنے ہی فیصلہ کے مطابق کافر ہے ۔ خارج از اسلام ہے ۔ مجنون ہے پاگل ہے ۔ منافق ہے ۔ مجبوط الحواس ہے ۔ جھوٹا ہے :

قادیانی نبی کی متضاد باتیں

۱ ۔ قادیان طاعون سے اس لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا ۔ دافع البلاء ص۵ اگرچہ طاعون تمام بلاد پر اپنا پر ہیبت اثر ڈالے گی ۔ مگر قادیان یقیناً ، یقیناً اسکی دستبرد سے محفوظ رہیگا ۔ اخبار الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء	طاعون کے دنوں میں جب قادیان میں طاعون زور پر تھا ۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا ۔ حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۸۴

چونکہ یہ امر ممنوع ہے۔ کہ طاعون زدہ لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں۔ اس لئے اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقہ میں ہیں۔ منع کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے علاقوں سے قادیان یا کسی دوسری جگہ جانیکا ہرگز قصد نہ کریں۔ اور دوسروں کو بھی روکیں۔ اور اپنے مقامات سے ہرگز نہ ہلیں۔

(اشتہار لنگر خانہ کا انتظام حاشیہ)

مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو۔ تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے۔ کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا تعالےٰ سے لڑائی لڑنے والے ٹھہرائے جائیں گے۔

(ریویو جلد نمبر ۶ ص۳۶۵
مریدوں کیلئے عام ہدایت)

برادرانِ اسلام ۱۱ویں خطبہ کے صفحہ ۱۰۳ پر میں مرزا صاحب کی کتابوں کے حوالہ سے ثابت کر چکا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے مسلمان حرامزادے ہیں۔ مرزا صاحب کے مخالف سؤر۔ اور انکی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ مرزا صاحب کو نہ ماننے والے شیطان ہیں۔

کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے (ازالہ اوہام ص۲۶ حاشیہ)

جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا۔ جس کو دشنام دہی کہا جاسکے (ازالہ ص۱۳)

گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔

(ضمیمہ اربعین ص۳ ۴ ص۵)

ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلامانس

مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی تھا۔

(البشریٰ جلد ۱ ص۲۴)

آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ نبی قرار دیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵ حاشیہ)	حضرت مسیح خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بے نفس بندے تھے۔ (مقدمہ براہین احمدیہ صہ ۱۰۴ حاشیہ)
مرزا صاحب مسیح (علیہ السلام) کے معجزے کے متعلق کہتے ہیں۔" ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن مجید سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا" (ازالہ اوہام حصہ اول صہ ۳۰۷ حاشیہ)	حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام صہ ۶۸)
عیسائیوں نے بہت سے آپ کے (یسوع) معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے۔ کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم صہ ۷ حاشیہ)	اور صحیح صرف اسقدر ہے۔ کہ یسوع مسیح نے بھی بعض معجزات دکھلائے جیسا کہ نبی دکھلاتے تھے۔ (ریویو ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء صہ ۳۴۲)
حضرت مسیح کی حقیقت نبوت کی یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت صلعم کے ان کو حاصل ہے۔ (اخبار بدر ۸ رمضان ۱۳۲ھ صہ ۶۸)	حضرت مسیح کو جو بزرگی ملی۔ وہ بوجہ تابعداری حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملی۔ (مکتوبات احمدیہ جلد ۳ صہ ۱۲)
خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا (البشریٰ جلد ۲ صہ ۶۸)	حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں (ازالہ اوہام صہ ۳۰۳ حاشیہ)
یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کی یسوع	خدا تعالےٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔

کی ولادت کے بارے میں زبان بند کردی۔ اور ان کو تعلیم دی۔ کہ تم بھی کہو۔ کہ وہ بے باپ پیدا ہوا۔ (ریویو اپریل ۱۹۰۲ء صـ ۱۵۹)	(ضمیمہ انجام آتھم صـ ۹ حاشیہ) نوٹ :۔ مرزا صاحب کے نزدیک یسوع مسیح حضرت عیسیٰ بن مریم کے نام ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کی عبارت ملاحظہ ہو۔ "مسیح بن مریم جسکو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ (توضیح المرام صـ ۳)
مسیح علیہ السلام کے متعلق متضاد باتیں میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں۔ جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ (تحفہ گولڑویہ صـ ۱۹۵)	اس عاجز نے جو مثل مسیح ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ (ازالہ اوہام صـ ۱۹۵)
وہ ابن مریم جو آنے والا ہے۔ کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ازالہ اوہام صـ ۱۲۰)	جس آنیوالے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ چلتا ہے۔ اسکا انہیں حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے۔ کہ وہ نبی ہوگا (حقیقۃ الوحی صـ ۲۹)
یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح بن مریم اس امت کے شمار میں آگئے ہیں۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم صـ ۶۲۳)	حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ صـ ۱۹۲)
ہاں بعض احادیث میں عیسیٰ بن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے۔ لیکن کسی	مسیح آسمان سے جب اُتریگا۔ تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہونگی۔

حدیث میں نہیں پاؤ گے۔ کہ اس کا نزول آسمان سے ہوگا (حمامۃ البشریٰ ص۲)	تشحیذ الاذہان ماہ جون سنہ ۱۹۰۶ء
بائیبل اور ہماری حدیثوں اور اخبار کی کتابوں کی رُو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کیساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جسکا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح بن مریم جنکو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں (توضیح المرام ص۳)	حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور انکا زندہ آسمان پر معہ جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت معہ جسم عنصری زمین پر آنا۔ یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص۲۳۰)
آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷)	ہم تو قرآن شریف کے فرمودہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کو سچا نبی مانتے ہیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص۱۰۱)
حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے۔ (براہین احمدیہ ص۳۶۱)	حضرت عیسیٰ پر یہ ایک تہمت ہے۔ کہ گویا وہ معہ جسم عنصری آسمان پر چلے گئے (نصرۃ الحق براہین احمدیہ ص۵۸)
میرے دعویٰ کی انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ (تریاق القلوب ص۱۳۰)	دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا (حقیقۃ الوحی ص۱۷۹)
مسیح کے چال چلن کے متعلق مرزا صاحب لکھتے ہیں "ایک کھاؤ پیو شرابی۔ نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار خود بین	انہوں نے (مسیح نے) اپنی نسبت کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں۔

خدائی کا دعوےٰ کرنیوالا" (مکتوبات احمدیہ جلد ۳ صفحہ ۲۴، ۲۳)	(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۳)

مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ خارج از اسلام اور کافر ہے

وَمَا کَانَ لِیْ اَنْ اَدَّعِی النُّبُوَّۃَ وَاَخْرُجَ مِنَ الْاِسْلَامِ وَاَلْحَقَ بِقَوْمٍ کَافِرِیْنَ۔ اور یہ مجھے کہاں حق پہنچتا ہے۔ کہ میں نبوت کا دعوےٰ کر دوں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعا کروں (حمامتہ البشریٰ صفحہ ۷۹ طبع اول)	ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ (حقیقتہ الوحی صفحہ ۳۹۱)
اور خدا کی پناہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے ہمارے نبی اور سردار دو جہاں محمد مصطفےٰ کو خاتم النبیین بنا دیا۔ میں نبوت کا مدعی بنتا (حمامتہ البشریٰ صفحہ ۸۳)	سچا خدا وہی ہے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء صفحہ ۱۱)

مرزا صاحب کا اپنے ملعون ہونیکا فیصلہ

ان پر دافع ہو۔ گر ہم بھی نبوت کے	ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ ہم رسول اور

مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (تبلیغ رسالت جلد ۶ ص ۳۰۲)	نبی ہیں۔ (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) نبی کا نام پانے کے لئے میں مخصوص کیا گیا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ منافق اور پاگل ہیں

ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے۔ یا منافق (ست بچن ص ۳۱)

مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ مخبوط الحواس ہیں

اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے۔ کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴)

مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ دانشمند نہیں اور انکے حواس درست نہیں

کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔ (ازالہ اوہام ص ۲۳۹)

مرزا صاحب کا اپنے متعلق فیصلہ کہ جھوٹے ہیں

جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۱۱)

برادرانِ اسلام! بندہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی صحیح پوزیشن آپکے سامنے واضح کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو رسول اللہ صلعم کے مدنی اسلام پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جو لوگ مرزائی ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں تائب ہو کر پھر اسلام کا متبع بنا لے۔

(آمین یا الہ العالمین)

انیسواں ۱۹ خطبہ

بدنصیب قومیں

برادرانِ اسلام:۔ گذشتہ برباد شدہ بدنصیب قوموں کے حالات پر غور کیا جائے تو بآسانی انسان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے راہ روی سے روکنے کے لئے انبیاء علیہم السّلام مبعوث فرمائے۔ پیغمبروں نے ان کی بداعمالی کے نتائج سے انہیں آگاہ کیا۔ مگر وہ لوگ پھر بھی باز نہ آئے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے انہیں مختلف عذابوں میں مبتلا کیا۔ تاکہ وہ سنبھل جائیں۔ اور اپنی اصلاح کریں۔ مگر وہ بدنصیب پھر بھی راہ راست پر نہ آئے۔ بالآخر غضب الٰہی جوش میں آیا اور انہیں عذاب الٰہی نے صفحۂ ہستی سے ایسا مٹایا۔ کہ ایک آدمی بھی ان میں سے بچنے نہ پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ پہلی قوموں کے واقعات میری امت کو عبرت حاصل کرنے کے لئے سنائے جاتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

نوح علیہ السلام کی بد نصیب قوم

قولہ تعالیٰ:۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝ سورہ اعراف رکوع ۸

ترجمہ:۔ ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کیطرف بھیجا۔ سو انہوں نے فرمایا۔ کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ مجھے تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ ان کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ کہ ہم تمہیں صریح غلطی میں دیکھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اے میری قوم! مجھ میں تو ذرا بھی غلطی نہیں۔ لیکن میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔ تمہیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔ اور میں اللہ کی طرف سے وہ چیزیں جانتا ہوں۔ جن کی تمہیں خبر نہیں......

سو وہ لوگ ان کو جھٹلاتے ہی رہے۔ تو ہم نے نوحؑ کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں تھے بچا لیا۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ ان کو ہم نے غرق کر دیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے۔

ہود علیہ السلام کی بد نصیب قوم

قولہ تعالیٰ:۔ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ ....

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ سورة الاعراف رکوع ۹

ترجمہ:۔ اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا۔ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تو کیا تم ڈرتے نہیں۔ ان کی قوم میں سے جو کافر تھے۔ ان کے سرداروں نے کہا کہ ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹے لوگوں میں خیال کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اے میری قوم! مجھ میں ذرہ بھی بے وقوفی نہیں ہے۔ لیکن میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ تمہیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں..........

پھر ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچالیا۔ اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ اور وہ ایمان والے نہ تھے۔

صالح علیہ السّلام کی بدنصیب قوم

قولہ تعالٰے:۔ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا

تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَ كُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ....

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا۔ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی ہے۔ جو تمہارے لئے دلیل ہے۔ سو اس کو چھوڑ دو۔ کہ اُس کی زمین میں کھاتی پھرا کرے۔ اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا۔ کبھی تمہیں دردناک عذاب آ پکڑے۔ ......

پھر اس اونٹنی کو مار ڈالا۔ اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہنے لگے اے صالح! جس کی آپ ہم کو دھمکی دیتے تھے۔ اس کو منگوائیے اگر آپ پیغمبر ہیں پس ان کو زلزلے نے آن پکڑا۔ وہ اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔ اعراف رکوع ۱۰

لوط علیہ السلام کی بدنصیب قوم

قولہ تعالیٰ:۔ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ......

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور ہم نے لوط کو بھیجا۔ جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا۔ کہ تم ایسا بے حیائی کا کام کرتے ہو۔ جس کو تم سے پہلے کسی نے بھی جہان والوں میں سے نہیں کیا۔۔۔۔۔۔

اور ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے۔ کہ ان لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑے پاک و صاف بنتے ہیں۔ سو ہم نے لوط کو اور ان کے متعلقین کو بچالیا۔ بجز ان کی بیوی کے۔ کہ وہ ان ہی لوگوں میں رہی۔ جو عذاب میں رہ گئے تھے۔ اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا۔ سو دیکھ تو سہی۔ ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔ سورہ اعراف رکوع ۱۰

شعیب علیہ السلام کی بدنصیب قوم

قولہ تعالیٰ:۔ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِىْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِيْنَ ۝۔۔۔۔۔۔ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا

معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف واضح دلیل آچکی ہے۔ تو تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو۔ اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو۔ اور روئے زمین میں بعد اس کے کہ اس کی درستی کر دی گئی۔ فساد مت پھیلاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم ماننے والے ہو.....

ان کی قوم کے منکر سرداروں نے کہا۔ کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان لانے والے ہیں۔ ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ یا یہ ہو۔ کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ۔ شعیب نے جواب دیا۔ کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آجائیں گے۔ گو ہم اس کو مکروہ ہی سمجھتے ہوں.....

پھر ان کو زلزلے نے آپکڑا۔ سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔ سورہ اعراف رکوع ۱۱

عمومی تبصرہ

مذکورۃ الصدر تمام بدنصیب تباہ شدہ قوموں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ سورہ اعراف رکوع ۱۲

ترجمہ:۔ اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا۔ کہ وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے محتاجی اور بیماری میں نہ پکڑا ہو۔ تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جائیں۔ پھر ہم نے اس بد حالی کی جگہ خوش حالی بدل دی۔ یہاں تک کہ ان کو خوب ترقی ہوئی۔ اور کہنے لگے

کہ ہمارے آباؤ اجداد کو بھی تنگی اور راحت پیش آئی تھی۔ تو ہم نے ان کو دفعتہً پکڑ لیا۔ اور ان کو خبر بھی نہ تھی۔

عبرت

اے میری قوم۔ اے مسلمانو! اے پاکستان اور بالخصوص صوبہ پنجاب کے رہنے والے مسلمانو! ان گذشتہ بدنصیب قوموں کے حالات سے آپ نے کچھ سبق لیا۔ ہماری حالت وہی ہے۔ جو اُن قوموں کی تھی۔ ہمارا لیل ونہار ویسا ہی ہے۔ جیسا ان کا تھا۔ ہماری غفلت اور ان قوموں کی غفلت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ احکام الٰہی سے روگردانی ہماری قوم کے لیڈروں۔ سرداروں۔ سرمایہ داروں اور حکام کی ویسی ہے۔ جیسی ان کے سرداروں اور لیڈروں میں تھی اور اے میری قوم! کیا تم کہہ سکتے ہو۔ کہ حق پرست حق گو۔ علماء کرام کے وجود اور انکی تبلیغی کوششوں سے پنجاب میں کوئی سال کوئی ہفتہ کوئی دن خالی گذرا ہے اور کیا اللہ تعالےٰ نے تم میں ہمیشہ ایسے علماء کرام موجود نہیں رکھے۔ جنہوں نے انگریز ایسے کافر بادشاہ کے منہ پہ اور اس کی قید وبند کے خطرہ سے بالاتر ہو کر تمہیں حق نہ سنایا ہو۔ اور حق نہ پہنچایا ہو۔ اور کیا علماء کرام میں سے حق کہہ کر انگریز کی جیلوں کی کوٹھڑیوں کی ہوا کھانے والے موجود نہیں رہے۔ جب کہ تم اپنی بیوی بچوں میں بنگلوں اور کوٹھیوں میں میٹھی نیند سویا کرتے تھے۔ کیا اہل حق علماء کرام نے حق گوئی کی سزائیں انگریز کی جیلوں میں آدھی مٹی اور آدھے آٹے والی روٹیاں نہیں کھائیں۔ اور آپ نے اس وقت بھی توش۔ انڈے۔ کیک اور پیسٹری نوش نہیں کی۔

نتیجہ

اے میرے معزز بھائیو! کیا تم نے سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کے پھیلانے والوں اور قرآن مجید کی دعوت دینے والوں کو نہیں جھٹلایا۔ اور کیا انگریز کی پنجاب یونیورسٹی کی صدا پر لبیک نہیں کہی۔ اس روگردانی کا نتیجہ نہیں نکلا۔ کہ آج امراء کی اور سرمایہ داروں کے طبقہ میں ہزاروں کی تعداد میں ایک بھی عالم دین تم میں نہیں پایا جاتا۔ اور گھر گھر بی۔ اے اور ایم۔ اے پائے جاتے ہیں۔ اور اے میری قوم! اسی انگریز پرستی کے شوق اور خدا پرستی سے روگردانی کی سزا تمہیں بھی بدنصیب قوموں کی طرح نہیں ملی۔ کہ صوبہ پنجاب میں دس لاکھ مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ اور ۸۰ لاکھ بے خانماں ہوکر دربدر ہوگئے اور ۷۰ ہزار مسلمانوں کی نوجوان بہنیں۔ بیٹیاں سکھوں کا اور ڈوگروں کا شکار ہو گئیں۔ اے مسلمانو! یہ اللہ تعالےٰ کا عذاب تھا۔ جو تم پہ آیا۔

اے میری بدنصیب قوم! اگر اب بھی تمہیں ہوش نہ آئی۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف رجوع نہ کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کے قانون یعنی قرآن مجید کو اپنا دستور العمل نہ بنایا۔ تو خاکم بدہن۔ خطرہ ہے کہ اس خطۂ پنجاب سے تمہارا پہلی قوموں کی طرح نام ونشان ہی مٹا دیا جائے۔ جس طرح کہ ہسپانیہ سے مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دیا گیا۔

اے مسلمانو!

سید المرسلین۔ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمہارے پاس نبی کوئی نہیں آئے گا۔ ہاں ایسے اللہ تعالےٰ کے بندے آئیں گے جو خود قرآن مجید کی طرف تمہیں بلائیں گے۔ ان کی آواز پر لبیک کہو گے۔ تو عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے۔ ورنہ تمہارا انجام بھی وہی ہوگا۔ جو پہلی بدنصیب قوموں کا ہوا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

۷۸۶

(۲۰) بیسواں خطبہ

تمدن کے اسلامی آداب

قولہ تعالیٰ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝

(سورۃ احزاب رکوع ۳)

ترجمہ:۔ تم لوگوں کے لئے یعنی جو لوگ اللہ سے ملنے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں۔ اور کثرت سے خدا کو یاد کرتے ہیں۔ ان کے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات بہترین نمونہ ہے۔

حاصل

اس آیت کا حاصل یہ ہے۔ کہ جو لوگ قیامت کے دن اللہ جلشانہ کے روبرو پیش ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن انہیں اپنے اعمال کی جزا اور سزا ملیگی۔ اور اللہ تعالےٰ کو بہت زیادہ یاد کرتے ہیں۔ ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات منبع البرکات بہترین نمونہ ہے۔ انہیں چاہیے۔ کہ ہر معاملہ۔ ہر ایک حرکت و سکون اور نشست و برخاست میں آپ کے نقشِ قدم پر چلیں۔ اور ہمت اور استقلال میں بھی آپ کا نمونہ اختیار کریں۔ اسی نقطۂ نگاہ سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمدن کے چند آداب آج پیش کرنا چاہتا ہوں۔ خدا کرے کہ آپ انہیں دل کے کانوں سے سنیں۔ اور عملی جامہ پہنائیں۔ تاکہ اس تابعداری اور وفاداری کی برکت سے قیامت کے

دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سرخرو ہو کر جائیں۔

تصویر کا دوسرا رُخ

اور اگر ہم نے اپنے تمدن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرواہ نہ کی۔ اور شتر بے مہار رہے تو خطرہ ہے۔ کہ قیامت کے دن ہمیں دربار نبوی میں گھسنے نہ دیا جائے۔ بلکہ وہاں سے دھکے دیکر نکال دیا جائے۔

دربار نبوی سے دھکّے کھانے والے

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ سہل بن سعد سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بیشک میں حوض (کوثر) پر تمہارا پیش رو ہوں (پیش رو کا یہ کام ہوتا ہے کہ قافلہ کے منزل پر پہنچنے سے پہلے قافلہ والوں کے لئے پانی کا حوض۔ ڈول اور رسّی تیار کر دیتا ہے) جو شخص میرے ہاں پہنچ جائیگا۔ پیئے گا۔ اور جو پیئے گا۔ وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ البتہ کئی جماعتیں میری طرف آئیں گی۔ میں انہیں پہچانوں گا۔ (یعنی آپ خیال فرمائیں گے۔ کہ یہ لوگ یقیناً میری امت کے ہیں۔ تب ہی تو میرے ہاں آرہے ہیں۔) اور وہ بھی مجھے پہچانیں گے۔ (کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم وہی پیغمبر ہیں۔ جن پر ہم نے دنیا میں کلمہ پڑھا تھا) پھر میرے اور اُن کے درمیان

رکاوٹ ڈالدی جائیگی۔ (یعنی انہیں میرے ہاں آنے نہیں دیا جائیگا۔ (پھر میں کہوں گا۔ کہ یہ تو میرے ہیں (یعنی میری امت ہے) پھر کہا جائیگا۔ کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا نئی چیز پیدا کی تھی۔ (یعنی انہوں نے مسلمان کہلا کر اپنے دین میں کیا کیا نئی نئی چیزیں بنالی تھیں) پھر میں کہوں گا۔ دوری ہو۔ دوری ہو۔ (اللہ تعالٰے کے قرب اور رحمت سے) ان لوگوں کو جنہوں نے میرے دین اور سنت میں میرے بعد تبدیلی کر دی تھی۔

نتیجہ

میرے معزز بھائیو اور بہنو! ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم قیامت کے دن کی اس ذلّت اور رسوائی سے بچنے کے لئے ہر معاملہ میں سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تابعداری کریں۔ اور اس تابعداری میں اتنے "پکے" اور مضبوط ارادہ کے بن کر دکھائیں۔ کہ برادری اور کنبے کی مخالفت تو بجائے خود رہی۔ ساری دنیا کے بسنے والے انسان بھی مخالفت کریں۔ تو بھی ان کی پرواہ ہرگز نہ کریں۔ اور رحمتہ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے نہ پائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اب میں آپ کے سامنے چند آداب پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائے ہیں۔

آداب سلام

عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمسلم علی المسلم ستٌّ بالمعروف یُسلّمُ علیہ اذا لقیہٗ و یُجیبُہٗ اِذا دعاہٗ ویشمتہٗ اِذا عطس ویعودہٗ اِذا مرض ویتبعُ جنازتہٗ اذا مات ویحبُّ لہٗ ما یُحبُّ لنفسہٖ رواہ الترمذی

والدارمی) ترجمہ:۔ علیؓ سے روایت ہے ۔کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کے مسلمان پر نیکی کرنے کے چھ حق ہیں۔ جب اس سے ملاقات کرے۔ تو اس پر سلام کہے ۔ اور جب اسے کھانے کے لئے بلائے۔ تو اس کی بات مان جائے۔ اور جب وہ چھینکے تو یرحمك اللہ کہے۔ اور جب بیمار ہو۔ تو اس کی بیمار پُرسی کرے ۔ اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کے پیچھے جائے۔ اور اس کے لئے وہ بات پسند کرے۔ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے ۔(یعنی دنیا اور آخرت کی بھلائی جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ وہی دوسرے مسلمان کے لئے چاہے۔)

اس حدیث شریف سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ جب مسلمان مسلمان سے ملے۔ تو اس پر سلام کہے۔ جس طرح مرد مردوں کو سلام کہیں۔ اسی طرح عورتوں کو چاہیے کہ عورتوں کو سلام کہیں۔

عن قتادةؒ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اذا دخلتم بیتاً فسلموا علیٰ اھلہ واذا خرجتم فاودعوا اھلہ بسلام (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:۔ قتادہؒ سے روایت ہے (قتادہ صحابی نہیں تابعی ہے۔ نابینا تھے۔ مگر جو حدیث سنتے تھے۔ فوراً یاد ہو جاتی تھی۔) کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم گھر میں داخل ہو۔ تو گھر والوں پر سلام کہو۔ اور جب تم گھر سے باہر نکلو۔ تو امانت رکھو گھر والوں کے پاس سلام کو (یعنی جب گھر سے نکلنے کے وقت تم نے ان پر سلام کہا۔ تو گویا کہ اس گھر کی خیر و برکت ان کے ہاں ہی تم نے بطور امانت رکھدی۔

نتیجہ: اس حدیث شریف سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ گھر میں داخل ہونے کے وقت گھر والوں کو السلام علیکم کہنا چاہیے اسیطرح گھر سے باہر نکلتے وقت بھی انہیں

السلام کہہ کر نکلنا چاہیے۔

عن غالبٍ انّا لجلوسٌ بباب الحسن البصری اذا جاء رجلٌ فقال حدثنی ابی عن جدّی قال بعثنی ابی الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال ایتہ فاقرئہ السّلامُ قال فَاَتَیتُہٗ فقلتُ ابی یقرءُکَ السّلام۔ فقال علیکَ وعلیٰ ابیکَ السّلام (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ غالب سے روایت ہے۔ کہ ہم حسن بصری کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگہاں ایک آدمی آیا۔ اور کہا میرے باپ نے میرے دادا سے یہ واقعہ سنایا۔ اس نے کہا میرے باپ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بھیجا۔ اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا۔ اور آپ کو میری طرف سے سلام عرض کر۔ اس نے کہا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا۔ اور میں نے کہا۔ میرا باپ آپ سے سلام کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم پر اور تمہارے باپ پر سلام ہو۔

نتیجہ

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے سلام پہنچائے۔ تو جس کی طرف سے سلام پہنچایا ہے۔ اس پر اور پہنچانے والے دونوں پر سلام کہا جائے۔

گھر میں داخل ہونیکے آداب

عن عطاء بن یسار انّ رجلاً سَأَلَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ فقال اَستَاذِنُ علیٰ اُمّی فقال نعم فقال الرّجل انّی معھا فی البیت۔ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم استاذِنُ علیھا فقال الرّجل انی خادمھا۔ فقال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ استاذن علیہا
أتحب ان تراہا عریانۃً قال لا قال فاستاذن علیہا
(رواہ مالک مرسلاً)

ترجمہ :۔ عطاءؒ بن یسار سے روایت ہے ۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا پس کہا ۔ کیا میں اپنی والدہ کے گھر جانے میں بھی اجازت لوں ۔ آپ نے فرمایا ۔ ہاں ۔ اس شخص نے کہا ۔ میں تو گھر میں اسی کے پاس رہتا ہوں پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ والدہ کے پاس اجازت لے کر جاؤ ۔ پھر اس شخص نے کہا ۔ میں تو اس کا خادم ہوں ۔ پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اپنی والدہ کے ہاں اجازت لے کر جاؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اُسے ننگی دیکھو ۔ اس شخص نے کہا ۔ نہیں ۔ آپ نے فرمایا ۔ کہ اس کے ہاں بھی اجازت لے کر جاؤ ۔

نتیجہ

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ اپنے گھر میں بھی اطلاع دینے کے بغیر چُپ چاپ نہیں گھس جانا چاہئے ۔ ممکن ہے ۔ کہ ہماری ماں یا بیٹی یا بہن یا کوئی اور عورت ایسی حالت میں گھر میں بیٹھی ہوئی ہو ۔ کہ ہمیں اس حالت میں اُسے دیکھنا نہیں چاہئے ۔

میرے معزز بھائیو! سیکھنے کے سوا اسلام بھی نہیں آتا ۔ غور کر کے دیکھئے ۔ کیا مسلمان گھر میں جاتے وقت اس ضابطہ اور قانون کی پابندی کرتے ہیں ۔ عام طور پر مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں ۔ کہ گھر میں داخل ہونے میں اسلامی آداب کیا ہیں ۔

کھانے کے آداب

عن عمرؓ بن ابی سلمۃؓ قال کنت غلاماً فی حجر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم وکان یدی تطیش فی الصحفۃ فقال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سم اللّٰہ وکل بیمینک وکل مما یلیک (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ عمر بن ابی سلمہؓ کہتے ہیں۔ میں بچہ ہونے کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں پھر رہا تھا۔ (یعنی کبھی کسی جگہ سے کھاتا۔ کبھی کسی جگہ سے کھاتا۔) مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بسم اللہ پڑھ۔ اور دائیں ہاتھ سے کھا۔ اور جو تیرے سامنے ہے وہیں سے کھا۔

نتیجہ

اس حدیث شریف سے کھانے کے آداب معلوم ہو گئے۔ اس میں تین آداب سکھلائے گئے ہیں۔ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کیا جائے۔ دائیں ہاتھ سے کھایا جائے۔ اور اپنے سامنے سے کھایا جائے۔ (یعنی دوسروں کے آگے سے مثلاً بوٹیاں چن چن کر نہ کھائی جائیں)

عن ابن عمرؓ ۔ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ لا یاکلن احدکم بشمالہ ولا یشربن بھا فان الشیطن یاکل بشمالہ ویشرب بھا (رواہ مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی تم میں سے بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھائے۔ اور نہ پیئے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔ اور پیتا بھی اسی سے ہے۔

نتیجہ

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ کہ اسلامی تمدن یہ ہے۔ کہ آدمی دائیں ہاتھ

سے کھائے اور پیئے۔ بائیں ہاتھ سے کھانا یا پینا شیطان کا تمدن ہے۔

دُعا

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور آپ کو سید المرسلین خاتم النبیین کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس اتباع کی برکت سے ہمیں مغفور و مرحوم فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

(۲۱) اکیسواں خطبہ

اپنا اور پرایا کون ہے؟

قولہ تعالےٰ۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۝ مائدہ رکوع ۸

ترجمہ:۔ تمہارے دوست تو اللہ اور اس کے رسولؐ اور ایماندار لوگ ہیں جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ ایسے حال میں کہ وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔

ماقبل سے ربط

پچھلی آیتوں میں یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھنے سے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے۔ جس کو سننے کے بعد طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر مسلمانوں کے تعلقات دوستی کن لوگوں سے ہونے چاہئیں۔ اس آیت میں بتلایا گیا ہے۔ کہ انکا اصلی دوست اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلص مسلمانوں کے

سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

برادرانِ اسلام! آج کی معروضات کا عنوان میں نے "اپنا اور پرایا کون ہے؟" رکھا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے اپنے بعض گذشتہ خطبوں میں یہ واضح کیا ہے۔ کہ کئی ایسے الفاظ ہیں۔ جو کتاب و سنّت میں مستعمل ہوتے ہیں اور ہماری زبان میں بھی ان کا استعمال ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں ان کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ اور ہماری بازبان اور ہمارے محاورہ میں ان کا مطلب کچھ اور ہی سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اپنا اور پرایا کے دو لفظ بھی اسی قسم کے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں مسلمانوں کے اپنے اور پرائے کے کچھ اور معنی ہیں۔ اور ہمارے محاورے میں ہمارے اپنے اور پرائے کے کچھ اور معنی ہیں۔

ہمارا محاورہ

ہمارے محاورے میں ہماری برادری وہ ہے۔ جن کے ساتھ نسبتی اتحاد ہو۔ یعنی ایک باپ۔ ایک دادا۔ ایک پڑدادا کی اولاد ہو۔ خواہ اس رشتہ نسبی میں ایک بھلا مانس اور دوسرا بدمعاش ہو۔ ایک پاکدامن اور دوسرا زانی ہو۔ ایک مرنجان مرنج شریف انسان اور دوسرا ڈاکو ہو۔ ایک مجاہد کافر کے خون کا پیاسا اور دوسرا کافروں کا مونس و غمخوار ہو۔ آپ نے دیکھا۔ طبیعتوں کے اس شدید اختلاف کے باوجود یہ سب لوگ ایک ہی برادری شمار کئے جاتے ہیں۔ اور سب ایک ہی خاندان کے افراد خیال کئے جاتے ہیں۔

نتیجہ

ایک برادری کے اس تخیل کا بعض اوقات بہت ہی برباد کن اور تباہی خیز نتیجہ نکلتا ہے۔ مثلاً پنجاب میں کئی خاندان آپ کو ایسے ملیں گے۔ جو اپنی لڑکیوں کی

شادی دوسرے خاندان میں نہیں کرتے ۔ دوسرے خاندان میں شادی کرنا اپنی ذلت اور رسوائی خیال کرتے ہیں ۔ اور اپنے خاندان میں لڑکی کے لئے مناسب عمر کا لڑکا مل نہیں سکتا ۔ تو پھر ۱۸ - ۲۰ سالہ نوجوان لڑکی کو بعض اوقات ۴ - ۵ سالہ لڑکے کے ساتھ بیاہ دیا جاتا ہے ۔ اس کے بعد اس شادی کے وہ بدترین نتائج نکلتے ہیں ۔ کہ خدا کی پناہ ۔ لڑکی کے دونوں خاندان دادھیال ہوں ۔ یا ننھیال ایسے ذلیل ہوتے ہیں ۔ اور دنیا کی نظروں سے ایسے گر جاتے ہیں ۔ کہ کہیں بھی شرم کے مارے منہ دکھانے کے قابل نہیں رکھتے ۔

دوسری مثال ملاحظہ ہو ۔ دوسرے خاندان میں شادی نہ کرنے کے نظریہ کے ماتحت بعض اوقات لڑکیوں پر ظلم کرنے کی ایک یہ صورت اختیار کی جاتی ہے ۔ کہ ایک ۵ - ۶ سالہ عمر کی لڑکی کی شادی ایک ۲۰ - ۲۵ سالہ عمر کے نوجوان سے کر دی جاتی ہے ۔ بظاہر بہانہ بنایا جاتا ہے ۔ کہ خاندان سے باہر شادی کرنی نہیں ہے ۔ اور خاندان میں اور کوئی جگہ نہیں ہے ۔ اور دراصل منشا یہ ہوتا ہے ۔ کہ لڑکی کے حصّہ کی جائداد باہر نہ جائے ۔ پھر وہ شخص اپنی زندگی عیش و عشرت سے بسر کرنے کے لئے دوسری شادی کر لیتا ہے ۔ اس کم عمر لڑکی پر اس لئے قبضہ جمائے رکھتا ہے ۔ کہ جائداد میرے قبضہ میں رہے ۔ یہ مظلوم لڑکی جب ہوش سنبھالے گی ۔ تو ایک خونخوار شیرنی (یعنی سوکن) کو اپنے سامنے غرّاتی ہوئی پائے گی ۔ اس مظلومہ لڑکی کی ساری عمر اس خونخوار درندہ شیرنی کی زد میں گذرے گی ۔ اور دن یا رات میں کسی وقت بھی اس کو چین نصیب نہیں ہوگا ۔ کیا یہ سارا ظلم اس نظریہ کے ماتحت نہیں ہوا ۔ کہ شادی اپنی ہی برادری میں ہونی چاہئے ۔ اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں برادری کی جو معنی آئندہ پیش کی جارہی ہے ۔ اس اصطلاح کے لحاظ سے ایسے مظالم برادری کا دائرہ تنگ ہونے کے لحاظ سے کبھی ہو ہی نہیں

سکتے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں مسلمان کی برادری

برادرانِ اسلام! اسی آیت میں غور کرنے سے آپ باسانی اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ساری دنیا کے ایماندار اور اسلام کے ارکان کو ماننے والے انسان ایک ہی برادری ہیں۔ اس برادری میں گورے کالے کی کوئی تمیز نہیں۔ اس میں ہندی۔ افغانی۔ ایرانی۔ ترکی۔ مصری۔ شامی۔ عراقی۔ افریقی۔ چینی اور جاوی کی کوئی تمیز نہیں۔ بقول شاعر

ع۔ نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

مسلم برادری کے متعلق شہنشاہ کا دوسرا اعلان

قولہ تعالیٰ:۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔھُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ؁ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۴)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو ایمان لائے۔ ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہیں۔ ان کے ساتھی شیاطین ہیں۔ وہ ان کو روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔ ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں۔ یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

نتیجہ

اس آیت کے پہلے حصے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اللہ جلّ شانہٗ کی نظر میں ساری دنیا کے مومن ایک ہی برادری ہیں۔ اس میں رنگ، وروپ یا مختلف ملکوں کا باشندہ ہونے کے باعث کوئی امتیاز نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں مسلم برادری

عن عیاض بن حمار المجاشعی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - قال ان اللہ اوحیٰ الی ان تواضعوا حتی لا یفخر احد علی احد ولا یبغی احد علی احد (رواہ مسلم)

ترجمہ:- عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بیشک اللہ نے میری طرف وحی کی ہے - کہ آپس میں تواضع سے پیش آؤ - کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے -

دوسری حدیث

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لینتھین اقوام یفتخرون بآبائھم الذین ماتوا انما ھم فحم من جھنم اولیکونن اھون علی اللہ من الجعل الذی یدھدہ الخراء بانفہ ان اللہ قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وفخرھا بالآباء انما ھو مومن تقی او فاجر شقی الناس کلھم بنو آدم وآدم من تراب (رواہ الترمذی وابو داؤد)

ترجمہ:- ابوہریرہ سے روایت ہے - وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا - ضرور باز آجائیں - وہ لوگ جو اپنے مرے ہوئے باپ دادوں پر فخر کرتے ہیں - سوائے اس کے نہیں - ان کے باپ دادے دوزخ کے کوئلے ہیں - (یعنی دوزخ کی آگ میں جل کر سیاہ ہو گئے ہیں) ورنہ وہ لوگ اللہ کی نظر میں اس سیاہ کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے - جو پلیدی (یعنی پاخانے) کو اپنی ناک میں لڑھکاتا رہتا ہے - بیشک اللہ نے تم سے جاہلیۃ کا تکبر اور فخر باپ دادوں کے باعث دور کر دیا ہے - سوائے اسکے نہیں کہ آدمی یا تو مومن متقی ہو گا - یا گنہگار بدبخت ہو گا - آدمی سب آدم کی اولاد ہیں - اور

آدم مٹی سے تھا۔

نتیجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حدیث سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ مسلمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس لئے انہیں آپس میں تواضع سے پیش آنا چاہئے۔ دوسری حدیث سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ سب آدمی آدم کی اولاد ہیں۔ اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے ہوئے ہیں۔ لہٰذا تم سب ایک ہی ہو۔ پیدائش میں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے۔

اسلامی برادری میں فضیلت کا باعث

گذشتہ سطور میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں مسلمان ایک مستقل قوم ہے۔ مسلمان کے لفظ میں سب قومیں آکر جذب یا یوں کہئے۔ کہ ختم ہو جاتی ہیں۔ ہاں ایک چیز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور ملتی ہے۔ جس کے باعث اس برادری میں شامل ہونے کے بعد بھی دوسروں پر فضیلت اور عزت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور وہ چیز کثرت سے یاد الٰہی کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دوسروں سے بہت زیادہ ڈرنا ہے۔ جو شخص ان دو چیزوں میں دوسروں سے بڑھا ہوا ہو۔ وہ دوسرے مسلمانوں سے زیادہ معزز اور زیادہ مقبول بارگاہِ الٰہی ہوگا۔

قرآن حکیم کی شہادت

قولہ تعالیٰ:۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (سورۃ الکہف رکوع ۴)

ترجمہ:۔ اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں۔

حاصل

اس آیت سے یہ حاصل نکلا۔ کہ مسلمانوں کو ان لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھنی چاہئے۔ جو صبح و شام اللہ تعالےٰ کی یاد میں محو رہتے ہیں۔ اور ہر وقت اللہ تعالےٰ کی رضا کے طالب ہیں۔ مسلمانوں میں سے جو لوگ ان صفات حمیدہ سے متصف ہوں۔ دوسرے مسلمانوں کو حکم دیدیا گیا ہے۔ کہ ایسے مسلمانوں سے نشست و برخاست رکھو۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان خدا یاد کرنے والوں کو دوسرے مسلمانوں پر فضیلت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت

عن ابی ذرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال لہٗ انک لست بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضلہ بتقوی۔

(مسند احمد)

ترجمہ:۔ ابوذرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ بیشک تو کسی سرخ اور سیاہ (انسان) سے بہتر نہیں ہے۔ مگر اس صورت میں (تو بہتر ہوگا) کہ تو اس سے پرہیزگاری میں بڑھ جائے۔

حاصل

اس حدیث شریف سے یہ حاصل نکلا۔ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے پرہیزگاری کی برکت سے زیادہ معزز ہو سکتا ہے۔

دعا

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم سب مسلمانوں کو متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۲۲ بائیسواں خطبہ
اصلی روزے کی برکت

قولہ تعالیٰ :- يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (سورۃ البقرہ رکوع ۲۳)

ترجمہ :- اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ اس امید پر کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

برادرانِ اسلام ! اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی دنیا میں پیدا کی ہے۔ اس کے متعلق کوئی نہ کوئی ذمہ داری عائد کی ہے۔ اور ہر چیز اپنی اپنی ذمہ داری کو ادا کر رہی ہے مثلاً گھوڑے۔ گدھے۔ بیل۔ اونٹ وغیرہ جانوروں کو دیکھئے۔ ہر چیز انسان کی جس خدمت کے لئے مامور ہے۔ اس خدمت کو انجام دے رہی ہے۔ خود انسان کے وجود کے اعضاء کو دیکھئے۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان۔ ہاتھ اور پاؤں اپنی اپنی متعلقہ خدمت کو نہایت ہی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ اسی مذکورہ بالا قاعدے کی بنا پر انسان کی اس جہان میں بھی کوئی ذمہ داری ہے یا نہیں اس کے متعلق فرمان شہنشاہی یعنی قرآن مجید کا اعلان ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ خالق اور مخلوق دونوں کو راضی کرے۔ تب یہ کامیاب سمجھا جائیگا۔ یہی مضمون سورۃ بقر کے رکوع ۲۲ کی پہلی آیت میں ہے۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

کچھ سارا کمال اسی میں نہیں۔ کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرلو یا مغرب کو۔ لیکن کمال تو یہ ہے کہ

کوئی شخص اللہ تعالےٰ پر یقین رکھے ۔ اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو مال دیتا ہو اور یتیموں کو اور محتاجوں اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں ۔ الی آخر ۔

فقط رضاء مولےٰ

یہ میں مانتا ہوں کہ دراصل فقط رضا مولےٰ ہی مطلوب ہے ۔ مگر اللہ جل شانہٗ نے اپنی رضا کا تمغہ دینے میں یہ شرط لگادی ہے ۔ کہ جب تک میری مخلوقات کے حقوق ادا نہیں کرو گے ۔ اس وقت تک میں تم سے راضی نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے ۔ کہ وہ خالق عزاسمہ کو بعبادت اور مخلوق کو بخدمت راضی کرے ۔ تاکہ صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہو جائے ۔

روزہ میں رضاء الٰہی

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبعمائۃ ضعف قال اللہ تعالےٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شھوتہٗ وطعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک (الی آخرہ)

ترجمہ :۔ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ انسان کا ہر عمل بڑھا دیا جاتا ہے ۔ نیکی دس گنا ۔ بلکہ سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ مگر روزہ کیونکہ وہ میرے لئے ہے ۔ اور میں ہی روزہ کا بدلہ ہوں ۔ انسان اپنی خواہش نفسانی اور کھانا میرے سبب سے چھوڑتا ہے ۔ روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں ۔ ایک روزہ افطار کرنے کے

وقت اور دوسرے اپنے رب سے ملاقات کرنے کے وقت۔ البتہ روزہ دار
کے منہ کی بو اللہ تعالےٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔

نتیجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ روزہ دار کے
روزہ کی برکت سے دربار الٰہی سے اُسے یہ اعزاز حاصل ہوتا ہے۔ کہ گویا کہ اللہ تعالےٰ
روزہ دار کا اپنا ہوگیا ہے۔ جس شخص کا اللہ تعالےٰ ہو جائے تو پھر اُسے دنیا میں کیا غم ہو
سکتا ہے۔ اور قبر کے عذاب میں وہ کیسے مبتلا ہوسکتا ہے۔ اس کی قبر تو یقیناً
بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہی ہوگی۔ جس شخص کا اللہ تعالےٰ اپنا ہوگیا۔
اُسے قیامت کے دن کے عذاب کا کیا خطرہ ہوسکتا ہے۔ وہ تو اللہ کی رحمت میں
ہی یقیناً جگہ پائے گا۔ جس شخص کا اللہ تعالےٰ اپنا ہو جائے۔ اسے دوزخ میں جانے
کا کب خطرہ پیش آسکتا ہے۔ وہ تو دوزخ سے یقیناً صحیح وسلامت پار اُتر جائیگا۔

روزہ سے مخلوق کے تعلقات کی درستی

حدیث شریف میں ہے۔ (یہ حدیث مذکورۃ الصدر حدیث کا ٹکڑہ ہے) واذا
کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابّہٗ احد
او قاتلہٗ فلیقل انی امرءٌ صائمٌ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ اور جب تم میں سے کسی ایک کا روزہ کا دن ہو۔ تو عورتوں سے میل جول کی
باتیں نہ کرے۔ اور نہ شور کرے۔ اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا اس سے لڑے تو
یہی کہے۔ کہ میں تو روزہ دار ہوں۔

روزہ دار کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم

روزہ دار کے اخلاق کے بلند کرنے کی کیسی عمدہ تعلیم ہے۔ کہ روزہ دار میاں
بیوی کی حیوانی خواہش کا روزہ میں ذکر تک نہ کرے۔ اور چھوری طبیعت کے انسانوں

کی طرح چیخ چیخ کر باتیں نہ کرے - بلکہ نہایت متانت اور سنجیدگی سے آہستہ بولے - اگر روزہ دار کو کوئی گالی بھی دے یا اس کے ساتھ لڑنے کے لئے بھی آئے تو بھی یہ کہے - کہ میں روزہ دار ہوں - اس لئے میں تم سے مقابلہ نہیں کرتا - آپ خیال فرمائیں - کہ اگر کوئی انسان اس درجہ کا متحمل مزاج اور بردبار ہو جائے - کہ اس کے ساتھ جو بدسلوکی بھی کرے - یہ برداشت کرتا جائے - اور صبر کرے تو کیا اس شخص کا کسی کے ساتھ جھگڑا ہو سکتا ہے - اس کے صبر اور ضبط نفس اور بردباری کے باعث اس پر خدا تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں گی -

اصلی انسان روزہ بناتا ہے

صاحب غیاث اللغات کی عبارت ملاحظہ ہو:-

انسان در اصل انس بود - الف و نون مزید تان بآں ملحق شدہ و ایں ماخوذ از انس بالضم کہ بمعنی الفت گرفتن و ظاہر شدن است الخ حاصل یہ نکلا - کہ دراصل انسان وہی شخص ہے - جس میں وحشت اور نفرت نہ ہو - بلکہ اس میں الفت اور شفقت پائی جائے -

اصلی انسان کیا چیز ہے؟

برادرانِ اسلام! انسان کا مفہوم اور مطلب سمجھنے میں عام طور پر غلطی کی جاتی ہے - عام طور پر انسان کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے - کہ دو پاؤں - دو ہاتھ - دو آنکھیں - بتیس دانت - دو کان ایک زبان اور قد سیدھا ہونے کا نام انسان ہے حالانکہ یہ چیز حقیقتاً انسان نہیں ہے - البتہ انسان کا لفافہ ضرور ہے جس طرح کہ خط لفافہ کو کہا جاتا ہے - حالانکہ لفافہ خط نہیں ہوتا - بلکہ لفافہ کے اندر خط ملفوف ہوتا ہے - اگر لفافہ کے اندر خط نہ ہو تو لفافہ بے کار اور فضول ہے - اسی طرح اگر اس لفافہ کے اندر انسانیت پائی جائے - تو پھر یہ لفافہ قابل قدر ہے - اور

اگر اندر انسانیت کا جوہر نہیں ہے۔ تو پھر یہ لفافہ ردّی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل ہے۔ اور وہ شکل انسانی جس میں انسانیت کا جوہر نہ ہو۔ اس کی ردّی کی ٹوکری دوزخ ہے۔ "اللھم اعذنا منھم وجمیع المسلمین"

روزہ سے اصلی انسان کیسے بنا؟

آپ نے میری سابقہ تحریر میں یہ محسوس کر لیا ہے۔ کہ روزہ دار سے اللہ تعالےٰ راضی ہو جاتا ہے۔ اور مخلوق خدا بھی اس سے راضی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ روزہ روزہ دار کو اتنا شریف بنا دیتا ہے۔ کہ خود تو آواز تک بلند کرنے سے بچتا ہے۔ اور کسی انسان کو کوئی دکھ نہیں دیتا۔ بلکہ اتنا با اخلاق ہو جاتا ہے۔ کہ اگر کوئی دوسرا شخص اس پر شدید سے شدید حملہ بھی کرے جس سے اس کی جان جانے کا خطرہ ہو۔ تو بھی مقابلہ نہیں کرتا۔ بلکہ یہ کہہ کر ٹال دیتا ہے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو روزہ کی ان تمام برکتوں سے حصہ کامل عطا فرمائے۔

(آمین)

برادران اسلام! آج کی معروضات کا عنوان "زندگی" ہے۔ انسان کی زندگی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک زندگی محمود اور دوسری مذموم۔ ایک زندگی رحمت

اور دوسری لعنت۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کی نظر میں زندگی کی مختلف قسمیں تھیں۔ اسی لئے سورۃ الملک میں ارشاد فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط

ترجمہ:۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے۔ کہ تم میں سے کس کے کام اچھے ہیں۔

آج اپنے بھائیوں اور بہنوں کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں محمود اور مذموم یا اچھی اور بُری زندگی میں کیا امتیاز ہے۔ تاکہ [illegible] تعالیٰ کے ہاں عزت پانے کا ارادہ ہے۔ تو اس قسم کی زندگی بسر کریں۔ جو اُن کی نظر میں اچھی کہلاتی ہے۔ اور پھر اس کے ہاں کامیاب ہو کر اس کی رحمت کے سایہ میں جگہ پائیں۔ اور جو طرز زندگی اللہ تعالےٰ کی نظر میں مذموم اور بُرا ہے۔ اس سے اپنے آپ کو بچائیں۔ تاکہ اس کے غضب میں مبتلا ہو کر جہنم میں نہ جائیں۔ اب قرآن مجید کی روشنی میں دونوں زندگیوں کا مقابلہ کر کے دکھانا چاہتا ہوں۔

پہلا مقابلہ

زندگی محمود

قولہٗ تعالیٰ:۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ج وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ النحل رکوع ۱۳)

ترجمہ:۔ جس نے نیک کام کیا۔ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو۔ تو ہم اُسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور اِن کا حق انہیں بدلے میں دیں گے

ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

نیک کام

نیک کام اس کام کو کہتے ہیں۔ جس کے کرنے میں فقط اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب ہو۔ اگر اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو بھی راضی کرنے کا خیال کیا۔ تو وہ عمل صالح نہیں رہیگا۔

ایماندار کی اچھی زندگی

حاصل یہ ہے۔ کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے بشرطیکہ وہ کام صرف صورۃً نہیں۔ بلکہ حقیقتاً نیک ہو۔ یعنی ایمان اور معرفت صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو ہم اس کو ضرور پاک۔ ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے۔ مثلاً دنیا میں حلال روزی۔ قناعت، وغنائے قلبی۔ سکون وطمانیت۔ ذکر اللہ کی لذّت۔ حُبّ الٰہی کا مزہ۔ ادائے فرض۔ عبودیت کی خوشی کامیاب مستقبل کا تصوّر۔ تعلق مع اللہ کی حلاوت، شب بیداری کی لذت، اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر سلاطین کو خبر ہو جائے۔ کہ شب بیداروں کو رات کے اُٹھنے میں کیا لذت و دولت حاصل ہوتی ہے۔ تو اس کے چھیننے کے لئے اسی طرح لشکر کشی کریں۔ جیسے ملک گیری کے لئے کرتے ہیں۔ بہرحال مومن قانت کی پاک اور مزہ دار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے۔ قبر میں پہنچکر اس کا رنگ اور زیادہ نکھر جاتا ہے۔ آخر انتہا اس حیات طیبہ پر ہوتی ہے۔ جس کے متعلق کہا ہے

حیاۃٌ بلا موتٍ۔ وغنیً بلا فقرٍ وصحۃٌ بلا سقمٍ وملکٌ بلا ھُلکٍ۔ وسعادۃٌ بلا شقاوۃٍ

ترجمہ:۔ وہ ایسی زندگی ہے جس میں موت نہیں۔ وہ ایسی آسودہ حالی ہے جس میں تنگدستی نہیں۔ اور صحت ہے۔ جس میں بیماری نہیں۔ اور ایسی بادشاہی ہے۔

ب جسے زوال نہیں۔ اور ایسی نیک بختی ہے جس میں بدبختی نہیں ہے۔

(از حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم مغفور)

حاصل

یہ نکلا۔ کہ نیک کام کرنے کے باعث انسان کی دنیا اور آخرت کی زندگی بہت ہی محمود اور عمدہ ہو جاتی ہے۔ اللھم اجعلنا منھم

زندگی مذموم

قولہ تعالیٰ:۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ○ (سورۃ طٰہٰ رکوع ۷)

ترجمہ:۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیر لیگا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہو گی۔ اور اُسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ کہیگا۔ اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائیے گا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آئتیں پہنچی تھیں پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلا یا گیا ہے۔

بے دین کی بری زندگی!

جو آدمی اللہ (تعالیٰ) کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی ہی کو متراعِ مقصود سمجھ بیٹھا ہے۔ اس کی گذران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص۔ ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے .... موت کا یقین اور زوالِ دولت کے خطرات الگ سوہانِ روح رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متنعمین کو دیکھ لیجئے۔ کسی کو رات دن میں دو

گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑپتی دنیا کے مخمصوں سے تنگ آکر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس نوع کی خود کشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں۔ نصوص اور تجربہ اس پہ شاہد ہیں۔ کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدون یادالٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔

(الا بذکر اللہ تطمئن القلوب) (از حاشیہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مرحوم مغفور)

حاصل

یہ نکلا۔ کہ کروڑپتی ہونے کے باوجود انسان کو چین نصیب نہیں ہوتا۔ اور غموں کے باعث خودکشی تک بھی نوبت جا پہنچتی ہے۔ اگر دل کو چین آسکتا ہے۔ تو فقط اللہ تعالےٰ کے ذکر سے۔

دوسرا مقابلہ

زندگی محمود

قولہ تعالیٰ :۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (سورۃ حٰم السجدۃ رکوع ۴)

ترجمہ :۔ بے شک جنہوں نے کہا تھا۔ کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے۔ ان پہ فرشتے اتریں گے۔ کہ تم خوف نہ کرو۔ اور نہ غم کرو۔ اور جنت میں خوش رہو جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

آیت کا مطلب

یعنی دل سے اقرار کیا۔ اور اس پر قائم رہے۔ اس کی ربوبیت والوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ نہ اس یقین واقرار سے مرتے دم تک ہٹے۔ نہ گرگٹ کی طرح

رنگ بدلا۔ جو کچھ زبان سے کہا تھا۔ اس کے مقتضاء پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے۔ اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا۔ جو عمل کیا۔ خالص اس کی خوشنودی اور شکر گذاری کے لئے کیا۔ اپنے رب کے عائد کئے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا۔ اور ادا کیا۔ غرض ماسوٰی سے منہ موڑ کر سیدھے اسی کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اور اسی کے راستے پر چلے۔ ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد قبروں سے اٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اترتے ہیں۔ جو تسکین و تسلی دیتے اور جنت کی بشارتیں سناتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ دنیا کے فانی کے سب فکر و غم ختم ہو گئے۔ اور کسی آنے والی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔ اب ابدی طور پر ہر قسم کی جسمانی و روحانی خوشی اور عیش تمہارے لئے ہے۔ اور جنت کے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی زبانی کئے گئے تھے۔ وہ اب تم سے ایفا کئے جانے والے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی فکر اور غم آدمی کے پاس نہیں پھٹک سکتا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ سے تعلق درست رکھنے والوں کی زندگی محمود کے کیسے عمدہ نتائج نکلیں گے۔

زندگی مذموم

قولہٗ تعالیٰ :۔ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

(سورۃ الزمر رکوع ۳) ترجمہ :۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا۔ پھر ان پر اس طرح عذاب آیا۔ کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ پھر اللہ نے ان کو دنیا ہی کی زندگی

میں رسوائی کا مزہ چکھایا۔ اور آخرت کا عذاب تو اور بھی زیادہ ہے۔ کاش وہ جانتے

حاصل

یہ ہے۔ کہ بہت سی قومیں تکذیبِ انبیا علیہم السلام کی بدولت دنیا میں ہلاک اور رسوا کی جا چکی ہیں۔ اور آخرت کا عذاب ان کے حق میں مزید برآں ہے۔ تو کیا موجودہ جھٹلانے والے لوگ مطمئن ہیں۔ کہ ان پر عذاب نہیں آئے گا۔ کاش کہ انہیں سمجھ ہوتی۔ تو کچھ فکر کرتے۔ اللھم اھدنا الی صراط المستقیم۔ یا غیاث المستغیثین وآمین یا اللہ العالمین۔

چوبیسواں خطبہ

قرآن مجید — آسمانی کتاب

قولہ تعالیٰ:۔ وَهٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ الآیہ سورۃ انعام رکوع ۱۱

ترجمہ:۔ اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے۔ برکت والی ہے۔

وَهٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ الآیہ انعام رکوع ۲۰

ترجمہ:۔ یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ (الآیہ سورہ ابراہیم رکوع ۱) ترجمہ:۔ یہ ایک کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے۔

اگرچہ اس دعوے کی شہادت میں اور بھی کئی آیتیں پیش کی جا سکتی ہیں مگر تین پر ہی اکتفا کرتا ہوں

قرآن مجید کا دعوٰی کہ میری نظیر کوئی نہیں بنا سکتا

قولہ تعالیٰ :۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل رکوع ۱۰)

ترجمہ :۔ کہدو اگر سب آدمی اور سب جن ملکر بھی ایسا قرآن لانا چاہیں۔ تو ایسا قرآن نہیں لا سکتے۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا مددگار کیوں نہ ہو۔

ان الفاظ میں غور کرنے سے قرآن مجید کے دعوٰی کی قوت اور زور معلوم ہو سکتا ہے۔ زہیر و نابغہ اور امرا القیس جیسے لوگوں کے لئے یہ دعوٰی کتنا ذلیل کن ہے۔ وہ جو اپنے کلام کو ہرن کی جھلیوں پر آبِ زر سے لکھواتے اور ایام حج میں خانہ کعبہ کی دیواروں پر آویزاں کیا کرتے تھے۔ کیوں اس دعوٰی کے بطلان پر آمادہ نہ ہو گئے۔ وہ ابولہب ابوجہل۔ کعب بن اشرف جیسے قریشی و یہودی جنہوں نے اسلام کو تباہ کرنے کی دھن میں مال و دولت۔ نفوس اور اولاد کو قربان کر دیا تھا۔ کیوں ایسی آسان تدبیر کی طرف متوجہ نہیں ہوگئے۔ کیسی عجیب بات ہے۔ کہ ایک شخص جو اسی قوم میں پیدا ہوا ہے اور جو وہی زبان بولتا ہے۔ جو ان سب کی ہے۔ اور پھر وہ ان سب کے پیارے مذہب اور مرغوب رسوم اور پسندیدہ عادات اور ان کے محبوب معبودوں کے خلاف جوش دلانے والے الفاظ کا استعمال کر رہا ہے۔ اور اپنی صداقت کی تائید میں ایک کلام جو اسی کے منہ سے نکلی ہے پیش کر رہا ہے۔ ان سب حالات کی موجودگی میں بھی کوئی شخص اس جیسی زبان بول نہیں سکتا۔ اور کوئی شخص ان جیسی کلام پیش کر کے اس کے دعوٰی کو باطل نہیں کر سکتا۔

نظیر لانے کی آج بھی جرأت نہیں

آج بھی شام۔ بیروت۔ دمشق۔ مصر اور فلسطین میں لاکھوں عیسائی اور یہودی

موجود ہیں۔ جن کی مادری زبان عربی ہے۔ جو عربی زبان میں نثر اور نظم لکھنے پر قادر ہیں۔ جن کی نگرانی میں اخبار۔ جرائد اور رسائل نکلتے ہیں۔ وہ آج کیوں قرآن مجید کے اس دعویٰ کے خلاف کھڑے نہیں ہوتے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جو کوئی جتنا زیادہ عربیت کا ماہر اور ادب میں ید طولیٰ رکھنے والا ہو۔ اس پر اتنا ہی رعب قرآن مجید کی کلام کا غالب آجاتا ہے۔ آج عیسائیت کی اشاعت میں کروڑوں۔ اربوں روپیہ پانی کیطرح بہایا جاتا ہے۔ لیکن جس چیز کا چیلنج قرآن مجید نے دیا تھا۔ اس پر کوئی قلم اٹھانے کا حوصلہ نہیں کرتا۔ ثابت ہوا۔ کہ قرآن مجید واقعی اللہ تعالے کی کلام ہے۔ اگر انسانی کلام ہوتا۔ تو آج تک کئی انسان اس کی نظیر پیش کرنے کی جرأت کرتے۔

اللہ تعالے نے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے

قولہٗ تعالیٰ :۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (حجر رکوع ۱)

ترجمہ :۔ ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے۔ اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

اللہ تعالے کی اس حفاظت کا اندازہ کیجئے۔ کہ اس کا زیر و زبر اور ایک ایک حرف تواتر کے ساتھ ثابت شدہ ہے۔ ملک چین میں ایک ایک حرف پورے یقین کیساتھ پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ مراکو میں موجود ہے۔ اگر اللہ تعالے کی حفاظت نہ ہوتی۔ تو ایک ایسی کتاب میں ہزاروں غلطیوں کا ہو جانا نہ صرف ممکن بلکہ ضروری تھا۔ جس کا پیش کرنیوالا (ولا تخطہ بیمینک) تو اپنے داہنے ہاتھ سے خط کھینچنا بھی نہیں جانتا۔ اللہ تعالے نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ اللہ تعالے کے سب کام بے نظیر ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کی حفاظت کا جو طریقہ ابتدائے اسلام سے چلا آرہا ہے۔ وہ بھی بے نظیر ہے۔

قرآن مجید سے پہلے دنیا میں کوئی کتاب حفظ نہ کی گئی تھی۔ قرآن مجید اپنے نزول

کے وقت سے کاغذوں پر محفوظ رہنے کے علاوہ انسانی دماغوں میں محفوظ ہوتا چلا آرہا ہے۔ ہر زمانہ اور ہر ملک میں اس کے بے شمار حافظ آپ کو نظر آئیں گے۔ اگر آپ پاکستان میں شمار کریں گے۔ تو ہزاروں حافظ نظر آئیں گے۔ حفاظت کا یہ شرف دنیا میں سوائے قرآن مجید کے کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوا ہے۔ باوجودیکہ حفاظ قرآن مجید کو ملازمت وغیرہ کے سلسلہ میں کوئی خاص رعایت نہیں دی جاتی۔ پھر بھی آپ دیکھیں گے دیندار مسلمان کو یہ شوق رہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے بچوں کو حافظِ قرآن بنادے اللہ تعالےٰ ہی اپنے بندوں کے دلوں میں یہ خیال ڈالتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داری کو باحسن وجوہ انجام دے رہا ہے۔

سوائے قرآن مجید کے اور کوئی کتاب محفوظ نہیں

تورات

موسیٰ علیہ السّلام کی تورات کا خمیر مایہ وہ دو الواح تھیں جو موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پہ لکھی لکھائی دی گئی تھیں۔ وہ دونوں اسی وقت ٹوٹ گئی تھیں۔

جب موسیٰ علیہ السّلام نے میدان میں آکر امت کو گوسالہ پرستی میں مصروف پایا تھا۔ اور دونوں لوحیں پھینک دی تھیں۔ اس واقعہ کے بعد یہ دس احکام اور دوسرے احکام شریعت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی لکھے گئے تھے۔ اور عہد کے صندوق میں رکھے گئے تھے (استثناء باب ۲۵) یہی ایک نسخہ تھا جس کی بابت امید کی جا سکتی ہے۔ کہ داؤد علیہ السّلام کے عہد تک خیمۂ عبادت میں باحفاظت موجود رہا ہو۔ لیکن سلاطین اوّل باب ۸ سے واضح ہے کہ جب عہد کا صندوق خیمۂ عبادت سے ہیکل سلیمانی میں لایا گیا تو پتھر کی دو شکستہ لوحوں کے سوا صندوق میں اور کچھ نہ تھا۔ اب ہمیں بلا کسی سند کے فرض کر لینا چاہیے۔ کہ سلیمان

علیہ السّلام نے کس طرح تورات کی شریعت کو جمع کر لیا ہوگا۔ اور پھر عہد کے صندوق میں اسے رکھوا دیا ہوگا۔ لیکن یہ امر مسلّم ہے۔ کہ ہیکل میں جو نسخہ بھی موجود تھا۔ اُسے بھی بخت نصر نے ہیکل کیساتھ ہی جلا ڈالا تھا۔ یہ حادثہ ۵۸۶ء قبل از مسیح واقع ہوُا لہٰذا ثابت ہوُا کہ منزّل من اللہ تورات دنیا میں موجود نہیں رہی۔

انجیل بھی محفوظ نہیں رہی

عیسائیوں میں چار انجیلیں رائج ہیں۔ اور تمام عیسائیوں کا اجتماعی عقیدہ ہے۔ کہ چاروں انجیلوں میں سے کوئی انجیل بھی مسیح علیہ السّلام پر من جانب اللہ نازل شدہ نہیں۔ بلکہ یہ کتابیں انہیں مصنّفین کی تصنیف ہیں۔ جن کے نام سے منسوب ہیں۔ پارسیوں کی کتاب ژندبھی محفوظ نہیں رہی۔ ایرانی قوم بڑی قدیم قوم ہے ان کی کتابیں کبھی دنیا میں ہونگی۔ لیکن ان کی کتاب "ژند" توزرتشت کے عہد سے بھی پہلے نادر الوجود ہو چکی تھی۔ کہتے ہیں۔ کہ "ژند" کے پچیس باب تھے۔ اور اب صرف انیسواں باب (د نبیدار) پایا جاتا ہے۔ "ژند" کے بعد اس کا درجہ پاژند نے حاصل کر لیا۔ لیکن سکندر مقدونی کی فتح ایران کے بعد وہ بھی عنقا ہو گئی۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ پارسیوں کی مذہبی کتاب بھی محفوظ نہیں رہ سکی۔

ہندوؤں کا وید بھی محفوظ نہیں رہا

ہندوستان میں نہایت قدیم کتاب وید سمجھی جاتی ہے۔ وید کی عزت کو آریہ اور سناتن دھرمی دونوں تسلیم کرتے ہیں۔ اس اجمالی اقرار عظمت کے بعد آریہ اور سناتن دھرمیوں میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ آریہ کہتے ہیں۔ کہ وید صرف منتر بھاگ کا نام ہے۔ سناتن دھرمی کہتے ہیں کہ برہمن بھاگ بھی اصلی وید ہے۔ برہمن بھاگ اپنے حجم کے اعتبار سے منتر بھاگ سے دوچند زیادہ ہے۔ اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہوُا۔ کہ وید کو ماننے والی قومیں یا تو ⅔ حصّہ وید کو اصل سے خارج کر رہی ہیں۔ یا

پلا حصّہ جُجم کو وید اصلی میں داخل کر رہی ہیں۔ اور بہر دو صورت کتاب مذکورہ کا غیر محفوظ ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سوائے قرآن مجید کے اور کسی قوم کی مذہبی کتاب محفوظ نہیں رہی۔ فقط اتنا ہی نہیں بلکہ ان کتابوں کی زبانیں بھی دنیا کے کسی حصّے میں بولی نہیں جاتیں۔ مثلاً عبرانی جو توراۃ کی زبان تھی۔ اور خالدی یا کالدی جو مسیح کی زبان تھی۔ اور دری جو ژند یا ژند کی زبان تھی۔ اور سنسکرت قدیم جو وید کی زبان تھی۔ اب دنیا کے کسی برّاعظم یا کسی ملک یا کسی ضلع یا کسی شہر میں بطور زبان کے مستعمل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان زبانوں کو ناپید کرنے سے اپنا قطعی فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ کہ اب انسان کو ان کتابوں کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ جو ان زبانوں میں مروّج کی گئی تھیں۔

شکر ایزدی

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ قرآن مجید محفوظ ہے۔ اور عربی زبان بھی کئی ممالک میں بطور مادری زبان مستعمل ہوتی ہے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

قرآن مجید کے متعلق غیر مسلموں کی رائیں

ریورینڈ جی مارگولیتھ کی رائے

"دنیا کی مذہبی کتابوں میں قرآن بلا شبہ ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے ذہن انسانی میں ایک بالکل اچھوتے تخیّل کی بنیاد ڈالی۔ اور بلند ترین قسم کے کیریکٹر کا نمونہ پیش کیا ہے۔"

ڈین اسٹیلی کی رائے

ایک محدود دائرے کے اندر قرآن کا ضابطہ یقیناً انجیل کے ضابطے سے بڑھکر دل پر گہرا نقش چھوڑتا ہے۔

ریورینڈ لیسی اولبری کی رائے

قرآن دلوں کو مسخر کرنے کے لئے کافی سے زیادہ طاقتور ہے۔

واشنگٹن ارونگ کی رائے

قرآن کے اسلوب اور اندازمیں ایک ایسی دلکشی ہے جسکی نظیر پیدا نہیں کیجا سکتی

ریورنڈ باسورتھا سمتھ پاپولر انسائیکلوپیڈیا میں لکھتا ہے

"قرآن بلا شک وشبہ ایک معجزہ ہے۔"

ہندوؤں کے سب سے بڑے لیڈر گاندھی جی کی رائے

میں نے قرآن کا مطالعہ کیا۔ مجھے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ نظر آئی۔ کہ یہ فطرت انسانی کے بالکل مطابق ہے۔

سررابندرناتھ ٹیگور کی رائے

وہ وقت دور نہیں۔ جبکہ قرآن اپنی قابل صداقت اور روحانیت کے ذریعہ سے سب مذاہب کو اپنے اندر جذب کرلیگا۔

سکھ مذہب کے بانی گورونانک دیوجی کی رائے

تورات۔ انجیل اور وید سب پڑھے۔ مگر قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جو اس گمراہی کے زمانہ میں سب سے اعلیٰ اور ارفع ہدایت ثابت ہوا ہے۔

مشہور جرمن فلسفی گوئٹے کی رائے

قرآن تبادل کلام میں برق کی طرح درخشندہ ہے۔ اس کتاب میں بڑی دلفریبی پائی جاتی ہے۔ جس قدر ہم اس کے قریب پہنچتے ہیں۔ وہ زیادہ اصلی معلوم ہوتی ہے۔ اور بتدریج فریفتہ کرتی جاتی ہے۔ اور پھر متعجب کرتی ہے۔ اور آخر میں ایک رقت آمیز تحیر میں ڈالدیتی ہے۔

یورپ کا ایک مشہور ادیب ڈاکٹر سی۔ ایم ینگ اپنی مشہور تصنیف (دی لائٹ

آف ہولی قرآن، میں لکھتا ہے۔

اگر یہ مقدس کلام خالق ارض وسما کی طرف سے نہ ہوتا۔ تو اس کی آواز میں تاثیر نہ ہوتی۔ اور یہ ہزاروں انسانوں کی اصلاح نہ کرسکتا۔ لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کلام نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ اور اس نے وحشی درندوں کو انسان کامل بنادیا تو ہم اس کی صداقت پر یقین کرنے پر مجبور ہوتے ہیں" (دی لائٹ آف ہولی قرآن ص۱۲۷)

درخواست

تعلیمیافتہ مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اس غیر مسلم ڈاکٹر کے الفاظ غور سے پڑھیں۔

قرآن کی تعلیم

قولہ تعالیٰ:۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ (الآیہ بنی اسرائیل رکوع ۱)

ترجمہ:۔ بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔

دوسرا ارشاد:۔ قولہ تعالےٰ:۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا (الآیہ انعام رکوع ۱۴)

ترجمہ:۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

نتیجہ

اللہ تعالیٰ کے ان دو اعلانوں کو پڑھ کر ہر عقلمند بآسانی اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ قرآن مجید ہر شعبہ حیات میں ہمارے لئے بہترین رہنما ہے۔ اور قرآن مجید جو راستہ بتلائے گا۔ اس سے بڑھ کر سچائی اور انصاف کا اور کوئی راستہ نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا مسلمان جرأت سے یہ دعوے کرسکتا ہے۔ کہ میرے پاس اخلاقی معاشرتی۔ اقتصادی اور سیاسی ضروریات کو حل کرنے کے لئے وہ مکمل ضابطہ

حیات انسانی موجود ہے۔ جو ساری دنیا کی کسی بڑی سے بڑی مہذب قوم کے پاس نہیں ہے۔ کیونکہ میرا ضابطہ حیات انسانی خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک کا مرتب کیا ہوا ہے اور دوسری قوموں کے پروگرام انسانی عقل کے تجویز شدہ ہیں۔ پھر ہمارے اور ان کے پروگراموں میں امتیاز کرنے میں یہ ضرب المثل صادق آئے گی۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

سچائی کا غلبہ

برادران ملت! اگر یہ تخیل صحیح ہے۔ کہ سچ اور جھوٹ کی جنگ ہو۔ تو بالآخر سچائی کی فتح ہوتی ہے۔ تو پھر یاد رکھئے۔ کہ جب قرآن کا نظام دوسرے نظاموں کے مقابلہ میں لایا جائے گا۔ تو قرآن کا نظام یقیناً غلبہ پائے گا۔ اور دوسرے نظام یقیناً فیل ہو جائیں گے۔ اسی چیز کا اعلان اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے:-

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (سورہ صف رکوع ۱)

ترجمہ:- وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا۔ تاکہ اسکو سب دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔

اظہار افسوس

چونکہ ہمارے نصاب تعلیم میں قرآن مجید کی تعلیم کو نظر انداز کیا گیا تھا۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ بعض احباب میرے اس دعوے کی دل سے تصدیق نہ کریں۔ تو میں انہیں **دعوت** دیتا ہوں۔ کہ وہ میرے پاس تشریف لائیں۔ اور قرآن مجید کی تعلیم بلا فیس حاصل کریں۔ پھر دیکھیں۔ کہ قرآن مجید کی ہدایات اور اس کی رہنمائی ساری دنیا کی قوموں کو پیچھے ہٹا کر مسلمانوں کو سب سے آگے لے جاتی ہے یا نہیں پھر آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ کیا مسلمان کو لینن سٹالن اور کارل مارکس کے دروازے

پر جانے کی ضرورت ہے۔ یا لینن۔ سٹالن اور کارل مارکس کو اسلام کے دروازے پر آنے کی ضرورت ہے۔

ایک شہادت

امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منوّرہ سے بیت المقدس کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ تاکہ عیسائی انہیں بیت المقدس کی کنجیاں سپرد کریں۔ رفیق سفر فقط ایک غلام ہے۔ اور دونوں کے لئے سواری بھی ایک ہے۔ ایک دن امیر المؤمنین سوار ہوتے ہیں۔ اور غلام پیدل سفر کرتا ہے۔ دوسرے دن غلام سوار ہوتا ہے۔ اور امیر المؤمنین پیدل سفر کرتے ہیں۔ اور ستّو جو زادِ راہ ہیں۔ وہ دونوں مل کر کھاتے ہیں۔ اور امیر المؤمنین کے کپڑوں میں تیرہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ یہ ہمارے اسلاف ہیں۔ جن کے ناموں پر ہم فخر کرتے ہیں۔ امیر المؤمنین اور غلام کی غذا ایک ایک۔ اور دونوں کی سواری ایک۔ اور خلیفۃ المسلمین امیر المؤمنین کے کپڑوں میں جتنے پیوند ہیں۔ اتنے اس غلام کے کپڑوں میں نہیں ہیں۔

ایک ضروری سوال

برادرانِ ملّت! اگر مدینہ منوّرہ سے آیا ہوا یہ اسلام ہم پاکستان میں رائج کردیں۔ تو یہ اسلام کمیونزم کو کھا جائیگا یا نہیں۔ اس اسلام کے مقابلہ میں کمیونزم بھی شرمندہ ہوگا۔ کہ میری تحریک میں غریب پروری اور مسکین نوازی اس درجہ کی نہیں ہے۔ اور میری تحریک میں امیر الامراء اپنے شوق سے اور اپنے دل کی خواہش سے اتنا نیچے نہیں آسکتا۔ جتنا کہ اسلام اسے لے آتا ہے۔

یاد رکھو۔ اصلی اور کھرے اسلام کو کمیونزم سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہاں ہمارا پنجابی اسلام۔ بناوٹی اسلام۔ اور کھوٹا اسلام کمیونزم کے مقابلے کی تاب ہرگز نہیں

لا سکتا۔

اے مسلمانو! دنیا میں عزت سے رہنے اور قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں سرخرو ہونے کی کوئی تجویز سوچو۔ (وما علینا الا البلاغ)۔

پچیسواں خطبہ [۲۵]

اسلام کی تعلیم

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین! آج کی معروضات کا عنوان "اسلام کی تعلیم" ہے اللہ تعالےٰ آپ کو میری عرضداشت کے دل کے کانوں سے سننے اور ان چیزوں کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ سچے۔ اصلی اور کھرے مسلمان ہو جائیں۔ دنیا میں عزت پائیں۔ اور آخرت میں عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

قولہٗ تعالیٰ:۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ سورہ النساء رکوع ۲۰ ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ پر یقین لاؤ۔ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اس آیت میں ایمانداروں کو ایمان لانے کا جو حکم دیا گیا ہے۔ اس سے مراد استقامت علی الدین ہے۔ یعنی اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہو۔ اسی لئے آج کی تقریر کے آئینہ میں آپ کو دینِ الٰہی کا چہرہ دکھانا چاہتا ہوں۔ تاکہ ہم اپنا دین اس نورانی آئینہ میں دیکھ کر درست کر لیں۔ اور بارگاہِ الٰہی میں سچے مسلمان بن کر سرخرو ہو کر پہنچیں۔

دوطرفہ تعلقات

برادرانِ اسلام! انسان کے تعلقات دو طرفہ ہیں۔ ایک طرف اس کا تعلق اپنے خالق سے ہے۔ اور دوسری طرف مخلوقات سے ہے۔ مثلاً ماں باپ اور ان دونوں کے باعث اس کے تعلقات ددھیال اور ننھیال کے دونوں خاندانوں سے ہو جاتے ہیں۔ پھر جس طرح انسان کا فرضِ منصبی ہے۔ کہ اپنے خالق کو راضی رکھے اسی طرح اس کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ ان دونوں خاندانوں کے متعلقہ فرائض اور ذمہ داریوں کو نبھانا ہے۔ جس طرح خالق کو راضی نہ رکھنے کی صورت میں یہ مجرم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مخلوق کے تعلقات کا حق ادا نہ کرنے کی صورت میں بھی یہ مجرم ہو کر بارگاہِ الٰہی سے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔

ایک فرق

ہاں خالق اور مخلوق کے تعلقات کا حق ادا کرنے میں ایک فرق ضرور ہے۔ کہ خالق کی اطاعت اور فرمانبرداری تو ہر حالت ہر آن ہی فرضِ عین ہے۔ اس کی حکم عدولی مرتے دم تک حرام ہے۔ اور مخلوق کی اطاعت کرنے میں ایک شرط ہے۔ کہ لَا طَاعَۃَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ۔ یعنی مخلوق کی اطاعت اس وقت نہیں کی جا سکتی۔ جبکہ خالق کی اس میں نافرمانی ہو۔ مثلاً ہمارے والدین یا رشتہ دار ایک خلافِ شریعت کام کرتے ہیں۔ اور ہمیں مجبور کرتے ہیں۔ کہ اس میں ضرور شرکت کرو۔ ایسی صورت میں ہم ہرگز ان کی یہ فرمائش نہیں مانیں گے۔ خواہ ساری برادری ناراض کیوں نہ ہو جائے۔ بلکہ ایسے موقعہ پر ان کی نافرمانی کرنا ہمارا فرض ہو گا۔

فرمانِ الٰہی

برادری کی اسی نافرمانی کا ذکر اللہ تعالےٰ نے اٹھائیسویں پارہ سورۃ مجادلہ کے رکوع نمبر ۳ میں فرمایا ہے۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔ الآیۃ ۔ ترجمہ:۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے۔ جو اللہ تعالےٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتی ہو۔ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

عقیدۂ توحید

میرے معزز بھائیو اور بہنو! خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کا سنگِ بنیاد یہ ہے۔ کہ اسے وحدۂ لاشریک لہٗ معبود مانا جائے۔ اس عقیدہ کو صحیح طور پر ذہن نشین کرنے کیلئے چند آیات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ توحید خداوندی کا نور میرے اور آپ کے ذہن میں مکمل طور پر آجائے۔ اور شرک کی بُو بھی دل کے کسی پردہ میں رہنے نہ پائے۔ کیونکہ اسی عقیدہ پر دین کی ساری بنیاد ہے۔ اور اسی عقیدہ کے صحیح ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ اور اسی پر انسان کی نجات موقوف ہے۔

آیات متعلقہ توحید

(۱) اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ○ سورہ فاتحہ۔ ترجمہ:۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

(۲) اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ج فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ سورہ مومن رکوع ۷

ترجمہ:۔ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو آرام گاہ بنایا۔ اور آسمان کو چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں۔ پھر تمہاری اچھی صورتیں بنائیں۔ اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں

رزق دیا۔ وہی اللہ تمہارا پالنے والا ہے۔ پھر سارے جہان کو پالنے والا اللہ با برکت ہے۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر اُسی کو پکارو خاص اُسی کی بندگی کرتے ہوئے سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

(۳) هُوَ الَّذِی یُحْیٖ وَیُمِیْتُ فَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ (مومن رکوع ۷)

ترجمہ:۔ وہی ہے۔ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ پس جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ تو صرف اُس سے یہی کہتا ہے۔ کہ ہو جا تو ہو جاتا ہے۔

دُعا

اللہ تعالٰی مجھے اور آپ کو ان آیاتِ قرآنی کے مطابق توحید پرست بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین)

انسانوں کے حقوق کے متعلق فرمانِ الٰہی

(۱) وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ (الآیہ بنی اسرائیل رکوع ۳) ترجمہ:۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دیدو۔

(۲) وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط ترجمہ:۔ ماں باپ کیساتھ عمدہ ترین برتاؤ کرو

(۳) وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ ۔ ترجمہ:۔ عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ جیسا کہ مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔

(۴) وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ۔ ترجمہ: تنگدستی کے ڈر سے تم اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

(۵) وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۔ ترجمہ:۔ نیکی اور پرہیزگاری کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

(۶) وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ ترجمہ:۔ گناہ اور سرکشی کے کسی کام میں بھی ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

(۷) وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔ ترجمہ:۔ اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔ انصاف کرو یہی بات تقوٰی کے زیادہ نزدیک ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔

(۸) اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ۝ (انفال) ترجمہ:۔ خیانت کرنے والوں کو اللہ ناپسند کرتا ہے۔

(۹) اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (قصص) ترجمہ:۔ فساد کرنیوالے اللہ کو ناپسند ہیں۔

(۱۰) اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (شوریٰ) ترجمہ:۔ ظلم کرنیوالوں کو اللہ پسند نہیں کرتا

دعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو مخلوقِ خدا کے متعلق ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

از سر تا پا عمل

برادرانِ اسلام! اسلام تو مسلمان کو از سر تا پا عمل بنا دیتا ہے۔

(۱) قولہٗ تعالیٰ:۔ لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (توبہ رکوع ۱۱) ترجمہ:۔ رسول اور اُس کے ساتھ والے ایماندار لوگوں نے تو مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا ہے۔ انہیں کے لئے بھلائیاں ہیں۔ اور یہی فلاح پانیوالے ہیں۔

(۲) وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰیۙ وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰیۙ
(نجم س رکوع ۳) ترجمہ:۔ نہیں ہے۔ انسان کے لئے۔ مگر وہ جو اس نے کوشش کی۔
اور بے شک وہ اپنی کوشش کو ضرور دیکھ لیگا۔ جو کوئی ایمان کے ساتھ عمل کرتا ہے اس
کی کوشش ضائع نہیں ہوگی۔

اسلام آپس میں محبّت کا جذبہ پیدا کرتا ہے

حدیث شریف:۔ ان من عباد اللّٰہ لاناسًا ماھم بانبیاء ولا
شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیٰمۃ بمکانھم
من اللّٰہ تعالےٰ قالوا یارسول اللّٰہ تخبرنا من ھم قال ھم قوم
تحابوا بروح اللّٰہ علیٰ غیر ارحام بینھم ولا اموال
یتعاطونھا فواللّٰہ ان وجوھھم لنور وانھم لعلیٰ نور لا
یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس و
قرأ ھذہ الاٰیۃ الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوف علیھم ولا ھم
یحزنون۔ (اخرجہ ابوداؤد عن عمر ابن الخطاب) ترجمہ:۔ بیشک اللہ کے بندوں
میں ایسے آدمی ہوں گے۔ نہ وہ نبی ہوں گے اور نہ شہید۔ مگر نبی اور شہید بھی قیامت کے
دن اللہ کے ہاں ان کا مرتبہ دیکھ کر ان سے رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کی۔
یارسول اللہ ہمیں بتلائیے۔ وہ کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا۔ وہ لوگ ہیں۔ جو آپس میں
اللہ کے لئے محبت رکھتے تھے۔ ان کا باہمی نہ کوئی رشتہ تھا۔ اور نہ کوئی مالی لین دین
تھا۔ پس اللہ کی قسم ہے۔ بیشک ان کے چہرے البتہ نور ہوں گے۔ اور بیشک وہ
نور پر ہوں گے۔ جب لوگ ڈریں گے۔ تو وہ نہیں ڈریں گے۔ اور جب لوگ مغموم
ہوں گے۔ تو انہیں کوئی غم نہیں ہوگا۔ اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا
خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۝

اللھم وفقنا کما تحب وترضٰی واجعل آخرتنا خیراً من الاولٰی۔

چھبیسواں۲۶ خطبہ

نیکیوں کو کھا جانیوالی بلاء

برادرانِ اسلام! آج کی معروضات کا عنوان "نیکیوں کو کھا جانے والی بلا" ہے۔ میرے مسلمان بھائی بہنوں کو معلوم ہے۔ کہ ہم اس جہان فانی میں محض اس لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ کہ نیکیاں جمع کر کے اس دار الفناء سے دار البقاء کو جائیں ہم اس دار فانی میں اس لئے نہیں بھیجے گئے۔ کہ لذیذ کھانے کھائیں۔ دودھ پئیں۔ قیمتی لباس پہنیں۔ موٹروں کی سیر کریں۔ بنگلوں میں رہیں۔ شادی کریں۔ بچے جنیں ان سے پیار کریں۔ روپیہ خوب کمائیں۔ چندروزہ زندگی عیش وعشرت میں بسر کر کے دنیا سے رخصت ہو جائیں۔ میرے عزیز بھائیو! ہمارے پیدا کرنے والے خالق اور مالک عزاسمہٗ کا تو ہمارے متعلق یہ اعلان ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ ترجمہ:۔ "میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔" عبادت ہی کو دوسرے لفظوں میں نیکی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ہر چیز کے لئے آفت

اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کے لئے آفت پیدا کی ہے جو اس کی جانی دشمن ہوتی ہے

مثلاً گھر کی ہر چیز کے لیے یہ چوہا ایک آفت ہے۔ کھانے کی چیزوں کو کھا جاتا ہے۔ کتابوں اور کپڑوں کو کتر ڈالتا ہے۔ گھر والے اس بلا سے اتنے تنگ ہوتے ہیں۔ کہ خدا کی پناہ۔ سارا دن چھپے رہتے ہیں۔ رات ہوئی۔ اور سارے دن کے تھکے ماندے چارپائیوں پر لیٹے۔ اور چوہوں نے گویا گھر کا چارج لے لیا۔

چوہوں کی جان کی دشمن بلّی۔ پھر بلّی کا دشمن کتّا۔ کہ بلّی کو دیکھتے ہی اس کے پیچھے لپکتا ہے۔ پھر کتّے کے دشمن بعض درندے ہیں۔ جنہیں کتّے کا گوشت مرغوب طبع ہے۔ وہ درندے کتّے کا شکار کر کے اس کا گوشت بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔

دوسری مثال

انسان کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں دشمن ہیں۔ ایک اس کا عجیب دشمن ہے

شعر:۔ یکے مرغ دیدم نہ پاؤ نہ پر ❊ نہ از شکم مادر نہ پشتِ پدر

نہ بر آسماں نہ زیرِ زمیں ❊ ہمیشہ خورد گوشتِ آدمی

اسی معمّے کی تعبیر یہ ہے۔ کہ وہ مرغ۔ غم ہے۔ جس کو لگ جائے اس کا گوشت کھا جاتا ہے۔ اور انسان غم میں گھل گھل کر مر جاتا ہے۔

نیکی کا دشمن

جس طرح آپ نے دو مثالوں میں دیکھا۔ کہ ہر چیز کے لیے کوئی نہ کوئی آفت ہے۔ جو اس کی جانی دشمن ہوتی ہے۔ اسی طرح نیکی کے لیے بھی ایک آفت ہے۔ جو اسے فنا کر دیتی ہے۔ اور وہ دشمن ریاء ہے۔ جب نیکی میں ریاء آیا۔ تو نیکی نیکی نہیں رہتی۔ بلکہ بدی بن جاتی ہے۔

پہلی مثال

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم

إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اِسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ
فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيْكَ
حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيْءٌ
فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ
تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَءَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا
قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَأْتُ فِيْكَ
الْقُرْاٰنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ
وَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ
عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ
مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ
فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ
فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ
هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِيَ
فِي النَّارِ۔ (رواہ مسلم) ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں میں سے سب سے پہلے جس کا فیصلہ کیا جائیگا
ایک شخص ہوگا۔ جو شہید کیا گیا ہوگا۔ اُسے لایا جائیگا۔ اللہ تعالےٰ اُسے اپنی نعمتیں یاد
دلائیگا۔ وہ شخص ان نعمتوں کا اقرار کریگا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ ان نعمتوں کے شکریہ
میں تم نے کیا کیا۔ وہ کہے گا۔ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ میں شہید کردیا گیا۔
اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے جھوٹ بولا۔ بلکہ تم نے اس لئے جہاد کیا تھا۔ تاکہ کہا جائے کہ
وہ بہادر ہے۔ سو وہ کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائیگا۔ پھر منہ کے بل اُسے گھسیٹا
جائیگا۔ یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائیگا۔ اور ایک شخص (لایا جائیگا) جس نے علم سیکھا تھا

اور علم بھی سکھایا تھا۔ اور قرآن پڑھا تھا۔ پھر اُسے لایا جائیگا۔ پھر اُسے اللہ تعالےٰ اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ پھر وہ ان نعمتوں کا اقرار کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم نے ان نعمتوں کے شکریہ میں کیا کیا۔ وہ کہیگا۔ میں نے علم پڑھا تھا۔ اور علم ہی پڑھایا تھا اور میں نے تیری رضا کے لئے قرآن بھی پڑھا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم نے جھوٹ بولا بلکہ تم نے علم اس لئے پڑھا تھا۔ تاکہ تمہیں عالم کہا جائے۔ اور تم نے قرآن پڑھا۔ تاکہ کہا جائے۔ وہ قاری ہے سو وہ کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائیگا۔ پھر منہ کے بل گھسیٹا جائیگا یہاں تک کہ آگ میں پھینکدیا جائیگا۔ اور ایک شخص لایا جائیگا۔ جس کو اللہ نے وسعت دی ہوگی اور اُسے ہر قسم کا مال دیا ہوگا۔ پھر اُسے لایا جائیگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ پھر وہ ان نعمتوں کا اقرار کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا تم نے ان نعمتوں کے شکریہ میں کیا کیا۔ وہ کہیگا۔ میں نے کوئی ایسا موقعہ نہیں چھوڑا۔ جس میں تو چاہتا تھا۔ کہ اس میں خرچ کیا جائے۔ مگر میں نے اس موقعہ پر خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ تم نے جھوٹ بولا۔ بلکہ تم نے اس لئے کیا تھا۔ کہ تمہیں کہا جائے۔ کہ وہ بڑا سخی ہے۔ سو وہ کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم کیا جائیگا۔ پھر اُسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ پھر آگ میں ڈالدیا جائے گا۔

نتیجہ

میرے معزز بھائیو! آپ نے دیکھا۔ کہ شہید۔ عالم اور سخی کو باوجود نیکیوں کے کرنے کے دوزخ میں ڈالدیا گیا ہے۔ کیونکہ ان کے نیکی کے کاموں میں اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب نہیں ہے۔ بلکہ اپنی عزت اور نام ونمود پیدا کرنا مقصود ہے نتیجہ یہ نکلا۔ کہ نیکی اس وقت تک نیکی نہیں کہلائیگی۔ جب تک کہ اس کام کے کرنے میں فقط اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب نہ ہو۔ بلکہ دوسروں کی رضا کی نفی دل میں ضرور پیش نظر رکھی جائے۔ اسی جذبے کا نام اخلاص ہے۔

دوسری مثال

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ لَا یَتَعَلَّمُہٗ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِہٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَعْنِیْ رِیْحَھَا ۔

رواہ احمد و ابوداؤد وابن ماجہ ۔ ترجمہ :۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ جس شخص نے وہ علم پڑھا ۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جا سکتی تھی ۔ مگر وہ محض اس لئے پڑھتا ہے ۔ کہ اس کے ذریعہ دنیا کا ساز وسامان حاصل کرے ۔ وہ قیامت کے دن بہشت کی خوشبو بھی سونگھنے نہیں پائیگا۔

نتیجہ

میرے معزز بھائیو اور بہنو ! آپ نے دیکھا ۔ کہ جس شخص نے ساری عمر علم دین ہی پڑھا اور پڑھایا ۔ مگر چونکہ اس میں رضا الٰہی مطلوب نہیں تھی ۔ بلکہ لوگوں میں عالم کہلا کر دنیا کمانی مقصود تھی ۔ تو وہ دوزخ کا ایندھن بنا ۔

اصلی بات

بات اصل میں یہ ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں قرآن مجید میں یہ تعلیم دی ہے ۔ کہ اپنے اعمال میں اخلاص کو پیش نظر رکھو ۔ چنانچہ ارشاد ہے ۔ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ۝ (سورۃ زمر رکوع ۱) ترجمہ :۔ پس تو خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری مدنظر رکھکر اسی کی عبادت کر ۔

اخلاص کا نتیجہ

جب نیکی کے ہر کام میں اخلاص ملحوظ رکھا جائیگا ۔ تو وہ کام ریاء یعنی خلق اللہ کے دکھلاوے سے پاک ہو جائیگا ۔ اس اخلاص کا نتیجہ یہ ہو گا ۔ کہ وہ بارگاہ ایزدی میں قبول ہو گا اور نجات آخرت کا ذریعہ بن جائیگا ۔ آمین یا اللہ العالمین ۔

۷۸۶

ستائیسواں خطبہ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پیارا عمل جہاد ہے

قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۔ سورہ صف ع ۱ ۔ ترجمہ:۔ بیشک اللہ تو ان کو پسند کرتا ہے۔ جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں:

شانِ نزول

مفسرین کا بیان ہے۔ کہ بعض صحابہ کرامؓ نے فرمایا۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں سب سے پیارا کام کونسا ہے۔ تو وہ کریں۔ اور اس کام میں اپنے مال اور اپنی جانیں خرچ کریں۔ تب اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

جہاد کی ضرورت

جب اس ملک پر انگریز کی حکومت تھی۔ اس وقت بھی علماء کرام اپنے طالب علموں کو کتاب و سنت میں جہاد کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ اور عوام کو کبھی کبھی اپنے خطبوں یا جلسوں کی تقریروں میں جہاد کے فضائل اور اس کے مسائل سے آگاہ کیا کرتے تھے۔ اگر پاکستان بننے کے بعد اس کی حفاظت اور اس کے بقا کے لئے اس فریضہ کو زیادہ سے زیادہ وضاحت

سے بیان کرتے اور اس کے فضائل اور مسائل کو ہر پاکستانی کے گوش گذار کرنے کی ضرورت ہے۔

برادرانِ اسلام! دنیا کی ہر قوم اپنے ملک کی حفاظت کے لئے سربکف رہتی ہے اور دشمن کے حملہ آور ہونے پر اپنے ملک کی حفاظت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتی ہے۔ یہی جہاد ہے۔

کافر اور مومن کے جہاد میں فرق

کافر اپنے ملک یا اپنے قومی وطن کی حفاظت کے لئے جان قربان کرتا ہے۔ اور مومن نے اللہ تعالیٰ سے ایک سودا کیا ہوا ہے۔ اس سودے کو بحال رکھنے کے لیے جہاد کرتا ہے۔ تاکہ وہ سودا فسخ نہ ہو جائے۔ اور مجھے خسارہ نہ ہو۔ اس سودے کا ذکر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ سورہ التوبۃ رکوع ۱۴

ترجمہ:۔ بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں۔ کہ ان کے لئے جنت ہے۔ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پھر قتل کرتے ہیں اور قتل کئے بھی جاتے ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے۔ جس کا پورا کرنا اسے ضروری ہے۔ اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے سو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے۔ اس سے خوش رہو۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

نتیجہ

مومن اس لئے میدان جنگ میں نہیں جاتا۔ کہ میرا وطن یا میری قوم بچ جائے۔ اس کا مقصدِ جنگ وطنیت اور قومیت سے بالاتر ہوتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں اس اعلیٰ مقصد میں جذب ہو جاتی ہیں۔ مومن کا مقصدِ جنگ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنا۔ اس لئے لڑنا کہ اللہ تعالےٰ کا نام بلند ہو۔ اللہ تعالیٰ کا دین بلند ہو اللہ تعالیٰ کے کلامِ پاک کی اشاعت عام ہو۔ اس کی اشاعت میں کوئی روڑا نہ اٹکا سکے۔ جو روڑا بننا چاہے۔ اُسے ہٹا دیا جائے۔ یا وہ کافر جو روڑا بن رہا ہے۔ وہ فنا ہو کر جہنم رسید ہو جائے۔ یا مومن اپنی جان دے کر جنّت میں پہنچ جائے۔

یاد رکھئے

برادرانِ ملّت! یاد رکھئے۔ سید المرسلین۔ خاتم النبیین۔ رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن ایک اعلان ہوگا۔ کہ جس نے جس کے لئے کام کیا تھا۔ اس سے اجر لے لے۔ اب غور کیجئے۔ کہ جنہوں نے وطنیّت اور قومیّت کے لئے جان دی تھی۔ وہ کس سے اجر لیں گے۔ وطنیّت اور قومیّت دونوں موہوم چیزیں ہیں۔ جن کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہے۔ اور مومن نے چونکہ اللہ تعالےٰ کے لئے جان دی تھی۔ اس لئے وہ پاک ذات اس شخص کو اپنے شان کے مناسب جزا دیگی۔ اور وہ ابدالآباد کے لئے داخلۂ جنت کا ٹکٹ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کے آخر میں فرمایا ہے۔ وَ ذَالِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ترجمہ:۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

لہٰذا

پاکستان کے ہر مسلمان کو پاکستان میں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے

کے لئے جہاد کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

جنگ سے پہلے مسلّح ہونیکی ضرورت

دنیا کا کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ صاحب جب غنیم ہمارے ملک پر حملہ آور ہوگا۔ اور جنگ چھڑ جائیگی۔ اس وقت جنگی ہتھیار بنا لئے جائیں گے۔ یا خرید لئے جائیں گے۔

اسلام چونکہ عقلمندوں کا امام۔ رہبر اور راہ نما ہے۔ اس لئے اسلام اپنے تابعداروں کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ ہر وقت مسلّح رہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ سورہ انفال رکوع ۸

ترجمہ:۔ اور ان سے لڑنے کے لئے جو کچھ (سپاہیانہ) قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کر سکو سو تیار رکھو۔ کہ اس سے اللہ کے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر جنہیں تم نہیں جانتے۔ اللہ انہیں جانتا ہے۔ ہیبت پڑے۔ اور اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے۔ تمہیں (اسی کا ثواب) پورا ملیگا۔ اور تم سے بے انصافی نہیں ہوگی۔

نتیجہ

آلاتِ جنگ کے تیار رکھنے کا ہر مسلمان کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ جس طرح کہ مسلمان کے ذمہ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کے فرائض عائد کئے گئے ہیں۔ جس طرح کلمہ شہادت کا اقرار اور نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ کی پابندی مسلمان کے ذمہ فرض ہے۔ جس طرح ان کا تارک فاسق ہے۔ اسی طرح آلاتِ جنگ کی اپنی توفیق کے مطابق تیاری نہ کرنے والا بھی فاسق

ہے۔ فاسق عربی لفظ ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بدمعاش ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب پاکستانی مسلمانوں کو اس فسق سے بچائے۔ آمین۔

ہر ایک لڑنے والا مجاہد نہیں ہے

عن ابی موسیٰ قال جاء رجلٌ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الرجل یقاتل للمغنم والرجل یقاتل للذکر والرجل یقاتل لیریٰ مکانہٗ فمن فی سبیل اللہ قال من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آیا۔ عرض کی۔ ایک شخص مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے لڑتا ہے۔ اور ایک شخص لوگوں میں اپنا چرچا کرنے کے لئے لڑتا ہے۔ اور ایک شخص اس لئے لڑتا ہے۔ کہ اس کی بہادری دیکھی جائے۔ پھر (ان میں سے) اللہ کی راہ میں کونسا ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص اس لئے لڑا۔ کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ پس وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

جہاد کی فضیلت

عن ابی عبسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اغبرّت قدما عبد فی سبیل اللہ فتمسہ النار (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ ابو عبسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی انسان کے دو قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں۔ پھر انہیں آگ بھی پہنچے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

عن سھل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رباط یوم فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما علیھا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ سہل بن سعد سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دن اسلامی سرحد پر پہرہ دینا دُنیا اور جو کچھ دُنیا پر ہے اس سے بہتر ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

اٹھائیسواں خطبہ

(۲۸)

تمام قوموں کی تباہی کا باعث پیغمبروں کی نافرمانی ہے

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۝ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَّأَصْحَابُ لْئَيْكَةِ أُولَئِكَ الْأَحْزَابُ ۝ إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ سورہ ص رکوع ۱

ترجمہ:۔ (ان سے پہلے) قوم نوح اور عاد اور میخوں والا فرعون اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن والے بھی جھٹلا چکے ہیں۔ یہی وہ لشکر ہیں۔ ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ پس میرا عذاب آموجود ہوا۔

حاصل

اس آیت کا یہ ہے۔ کہ ان سب برباد ہونے والی قوموں نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور جو راستہ وہ بتلاتے تھے۔ اس پر نہیں چلے۔ اس نافرمانی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

نوح علیہ السلام کی قوم کے مختصر حالات

آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک ایک ہزار چھ سو بیالیس (۱۶۴۲) سال کا زمانہ گذرا ہے۔ اور اس عرصہ میں دس پشتیں گذری ہیں۔ اس زمانہ کے سب لوگ نیک۔ خداپرست اور شرک سے پاک تھے۔ اور اپنے اپنے زمانہ کے پیغمبروں کے فرمانے ہوئے احکام کے پابند تھے۔ نوح علیہ السلام کی پیدائش کے بعد لوگ اپنے بزرگوں کے مرتے ہی بُت بنا کر پوجنے لگے۔ اور ان سے مرادیں مانگنے لگے۔ بلکہ ان وفات یافتہ بزرگوں کی ایسی عزت کرنے لگے۔ جس طرح خدا تعالیٰ کی کیا کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس انہیں سمجھاتے رہے۔ مگر وہ لوگ اپنے گناہوں سے باز نہ آئے بالآخر اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ میں کل انسانوں کو مع سب جانداروں کے جو خشکی پر بسنے والے ہیں۔ فنا کرنے والا ہوں۔ صرف تمہیں اور تمہارے بال بچوں کو اور ان لوگوں کو جو تم پر ایمان لے آئے ہیں۔ اور ہر ایک جاندار میں سے ایک ایک جوڑے کو ایک کشتی کے ذریعہ بچا لوں گا۔ جب نوح علیہ السلام نے کشتی بنا کر مکمل کر لی۔ تو اللہ تعالےٰ نے زمین کی سوتیں کھول دیں۔ اور آسمان سے پانی برسایا۔ ایک سو پچاس دن تک پانی کی باڑھ زمین پر رہی۔ اور سب سے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی پندرہ ہاتھ پانی اونچا چڑھ گیا۔ اس دوران میں ہر ایک انسان جو خشکی پر رہا۔ اور تمام جانور ختم ہو گئے۔ یہ تباہی نوح علیہ السلام کی مخالفت کے باعث ہوئی۔

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد

حضرت نوح علیہ السلام کا پڑپوتا عاد بن ارم ایک شخص تھا۔ اس کی نسل سے ایک بڑی شہ زور اور حاکم قوم پیدا ہوئی۔ جس کو عاد اولیٰ کہتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام سے اس وقت تک خالص دین قائم رہا۔ مگر اس قوم کو جب انتہائی زمانہ عروج کا حاصل ہوا۔ تو پھر یہ بگڑنے لگے۔ سب سے پہلے انہوں نے یہ غلطی کی۔ کہ جو نیک اور بزرگ آدمی فوت ہوتا تھا۔ تو اس کی ہم شکل بُت بطور یادگار تیار کرا لیتے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ ان بتوں سے اپنی مرادیں مانگنے لگ جاتے تھے۔ اور بزرگوں اور بادشاہوں کی قبروں پر بڑی عالیشان عمارتیں بنا لیتے تھے۔ اور ان سے اپنی مرادیں مانگتے تھے۔ جب ان میں یہ مشرکانہ رسم پڑ گئی۔ تو حضرت ہود علیہ السلام انہیں میں سے ان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔ اس قوم کے اس وقت تیرہ قبیلے تھے۔ اور ان کے ممالک بہت ہی سرسبز تھے۔ ہود علیہ السلام پچاس برس ان میں وعظ فرماتے رہے۔ اور وہ قوم یہی کہتی رہی۔ کہ تم جھوٹے ہو۔ جب ان کا کفر حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ تو ہود علیہ السلام نے ان کے حق میں بددعا کی۔ تین برس تک مینہ نہ برسا۔ سارے چشمے خشک ہو گئے۔ بھیڑ بکریاں کل چوپائے مر گئے۔ چونکہ ہود علیہ السلام انہیں فرمایا کرتے تھے۔ کہ اپنے رب سے گناہوں سے معافی مانگو۔ اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ اس لئے قوم ہودؑ نے چند آدمیوں کو مکہ معظمہ روانہ کیا۔ تاکہ وہاں مینہ کی دعا کریں۔ اور یہ لوگ اس وقت بھی ہود علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے تھے۔ یہ لوگ تیسرے دن مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ وہاں جا کر دعا کی تب ابر کے تین ٹکڑے آ گئے۔ ان میں سے ندا آئی۔ کہ کس کو پسند کرتے ہو۔ انہوں نے سیاہ کو پسند کیا۔ کہ یہ کالی گھٹا والا ابر پانی سے بھرا ہوا ہو گا۔ جس نے طوفان بن کر ان کی قوم کو تباہ کیا۔ سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل یہ

عذاب الٰہی کی آندھی ان پر چلتی رہی۔ اور سب فنا ہو گئے۔

حضرت صالح علیہ السّلام کی قوم ثمود

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ سورہ اعراف رکوع ۱۰

ترجمہ:۔ اے قوم تم اس نعمت کا خیال کرو۔ کہ تمہیں اللہ نے قوم عاد کی بربادی کے بعد ان کا وارث بنا دیا۔ اور تمہیں ان کی زمین پر آباد کیا۔ اب تم اس کے ہموار میدانوں میں محل بناتے ہو۔ اور پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے ہو۔ پس تم اللہ کی ان نعمتوں کا خیال رکھو اور زمین میں ادھر ادھر فساد کے لئے مت پھرو۔

غرضیکہ قوم عاد کے بعد قوم لوط کی سلطنت قائم ہوئی۔ عاد کی بربادی کے اسباب جب تک ان کے کانوں میں تازہ تھے۔ اس وقت تک ہود علیہ السّلام کی شریعت پر چلتے رہے۔ اور انہیں اللہ تعالےٰ نے بڑا عروج دیا۔ بابل۔ نینوا۔ عمان۔ وادی القراء۔ احقاف۔ حضرموت شام میں ان کی عظیم الشّان سلطنت قائم ہوئی۔ اس کے بعد دولت کے نشہ میں بگڑنے لگے۔ اور نوح علیہ السّلام اور ہود علیہ السّلام کی قوم کی سی حرکتیں کرنے لگے۔ مثلاً جو اُن میں بڑا آدمی یا بزرگ مرتا تھا۔ تو اس کا بُت بطور یادگار بنا لیتے تھے۔ یا اس کی قبر پر عالیشان عمارت بنا لیتے۔ اول یہ باتیں بطور یادگار کے رہتی تھیں۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد خدا کو مانتے ہوئے ان کی پوجا بھی کرنے لگے۔ اور اپنی مرادیں مانگا کرتے تھے جب اللہ تعالےٰ نے صالح علیہ السّلام کو ان کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ تو وہ انہیں پاگل کہنے لگے۔ اور اس اونٹنی کو قتل کر دیا۔ جو بطور معجزہ کے صالح علیہ

السّلام کی دعا سے پتھر سے نکلی تھی۔ پھر عذاب الٰہی کا زلزلہ آیا۔ اور سب ہلاک ہو گئے۔

عبرت

برادرانِ اسلام! آپ نے پہلی قوموں کا حال سنا ہے۔ کہ اپنے اپنے وقت کے پیغمبروں کی نافرمانی کے باعث وہ قومیں ذِلّت کی موت سے مریں۔ اور آخرت میں دوزخ میں داخل ہو جائیں گی۔

اگر خدانخواستہ ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں گے۔ تو اسی قسم کی سزا کے مستحق ہوں گے۔

اللہ تعالٰے سے دُعا ہے۔ کہ ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ "آمین یا الٰہ العالمین"

---

۲۹ انتیسواں خطبہ

دنیا میں سب سے بڑا ظالم انسان ہے

قولہ تعالٰی :۔ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۔ سورہ ابراہیم رکوع ۵

ترجمہ :۔ اور جو چیز تم نے اس سے مانگی۔ اُس نے تمہیں دی۔ اور اگر اللہ تعالٰے کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بیشک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکر

گذارہے۔

انصاف کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ انسان اپنے محسن کے انصاف کا بدلہ ادا کرے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔ ترجمہ:۔ "نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہے" قرآن مجید نے نیکی کی تعداد معین نہیں کی۔ کہ اتنی نیکیاں ہوں۔ تب ان کا بدلہ دو۔ بلکہ قرآن مجید کی تعلیم تو یہ ہے۔ کہ ہر نیکی کا بدلہ دو۔ خواہ ایک ہی کیوں نہ ہو۔ اور خواہ وہ ذرہ سی کیوں نہ ہو۔ مثلاً تمہیں چھینک آتی ہے۔ اور چھینکنے کے بعد تم کہتے ہو الحمد للہ۔ تمہارے الحمد للہ کہنے پر ایک مسلمان کہتا ہے۔ یَرْحَمُكَ اللّٰہ۔ ترجمہ:۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ جب اُس نے تمہیں دعا دی ہے۔ تو تم فوراً اس کا جواب دو۔ یَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔ ترجمہ:۔ اللہ تمہیں ہدایت دے۔ اور تمہارا حال درست کر دے۔

بے شمار نعمتیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ ترجمہ:۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو۔ تو شمار نہ کر سکو۔

برادرانِ اسلام! جب ہر نعمت کا شکریہ ہمارے ذمہ لازم ہے۔ تو بے انتہا نعمتوں کا شکریہ بھی بے انتہا ہونا چاہیئے۔ مثلاً:۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے آنکھ میں بینائی عطا فرمائی۔ اس بینائی کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے

(۲) اللہ تعالیٰ نے زبان میں گویائی عطا فرمائی۔ اس گویائی کی قوت کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے کان میں شنوائی عطا فرمائی۔ اس شنوائی کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے دماغ میں عقل عطا فرمائی۔ اس عقل کی نعمت کا شکریہ ادا کرنا چاہیے
(۵) اللہ تعالیٰ نے ہاتھوں میں پکڑنے کی طاقت عطا فرمائی۔ اس نعمت کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔
(۶) اللہ تعالیٰ نے پاؤں میں چلنے کی طاقت عطا فرمائی۔ اس نعمت کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔
(۷) اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی۔ اس نعمت کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔
(۸) زندگی کا ایک ایک سانس اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ چوبیس گھنٹہ میں جتنے سانس انسان لیتا ہے۔ اتنی ہی مرتبہ اس نعمت کا شکریہ انسان پر لازم ہے۔

شکریہ میں تخفیف

گذشتہ بیان سے آپ اس نتیجہ پر یقیناً پہنچ گئے ہوں گے۔ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے انسان پر بے انتہا احسان ہیں۔ اس لیے ان تمام احسانوں کا شکریہ بھی بے انتہا ہونا چاہیے۔ مگر اللہ جل شانہٗ نے محض اپنے فضل و کرم سے شکریہ میں تخفیف فرمائی ہے۔ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ کو معبود حقیقی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول مان لے۔ اور پانچ وقت نماز پڑھ لے۔ اور جمع شدہ مال میں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ دے دے۔ اور رمضان مبارک کے روزے رکھے اگر توفیق ہو تو عمر بھر میں ایک مرتبہ حج بیت اللہ الحرام کا کر آئے۔ تو اُسے اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ سمجھا جاتا ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں۔ کہ ہم مسلمانوں میں اس تخفیف شدہ شکریہ کے پروگرام پر چلنے والے کیا ایک سو کی تعداد میں دو آدمی بھی ہیں۔ ہرگز نہیں۔

سب سے بڑا ظالم

اگر دکاندار کسی سے ایک پیسہ وصول کرے اور اس کے بدلہ میں چیز نہ دے

تو وہ ظالم کہلاتا ہے۔ تو کیا وہ انسان جو اللہ تعالےٰ سے بے بہا اور بے شمار۔
ان گنت انعامات وصول کرے اور ایک انعام کا بھی شکریہ ادا نہ کرے۔ وہ دنیا
میں سب سے بڑا ظالم نہیں کہلائے گا؟ اور کیا وہ انسان اشرف المخلوقات کہلانے
کا مستحق ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ ارذل المخلوقات میں شمار ہونے کے قابل ہے۔
ایسے نافرمانوں کے حق میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔
اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ۔ ترجمہ:۔ یہ لوگ چارپاؤں
کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ظلم سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسواں خطبہ

ایمان اور اسلام کیا چیز ہے

قولہ تعالےٰ:۔ وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ
یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَمَا اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝
(سورہ النور رکوع ۶)

ترجمہ:۔ اور لوگ کہتے ہیں۔ ہم نے مانا اللہ کو اور رسولؐ کو۔ اور حکم میں

آ گئے۔ پھر پھر جانا ہے ایک فرقہ ان میں سے۔ اس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں ماننے والے۔ (ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

برادران اسلام اور معزز خواتین! ہماری زبان عربی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں کے مرد اور عورتیں عموماً قرآن مجید کی تعلیم سے نا آشنا ہیں اس لئے ایمان اور اسلام کی جو معنی اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سمجھے جاتے ہیں۔ اسے عام طور پر مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی اصطلاح والا ایمان ہمارے اندر پایا نہیں گیا۔ تو دوزخ سے بچنا ناممکن ہوگا۔ بلکہ ابدالآباد کے لئے دوزخ میں رہنا لازم آئے گا۔ اس دائمی عذاب سے بچنے کے لئے ایمان اور اسلام اصلی اور صحیح ہونا ضروری ہے۔

اور شرح عقاید میں جو ہمارے عربی نصاب تعلیم میں باقاعدہ پڑھائی جاتی ہے۔ علامہ موصوف نے جو معنے بیان فرمائے ہیں۔ وہ ملاحظہ ہوں :۔

وَالْاِیْمَانُ فِی اللُّغَۃِ التَّصْدِیْقُ اَیْ اِذْعَانُ حُکْمِ الْمُخْبِرِ وَ قَبُوْلُہٗ۔ اور ایمان لغت میں تصدیق کو کہتے ہیں۔ یعنی خبر دینے والے کے حکم کا یقین کرنا۔ اور اس کے حکم کو قبول کر لینا ہے۔

آگے چل کر علامہ موصوف شرح عقاید میں فرماتے ہیں :۔

وَلَیْسَتْ حَقِیْقَۃُ التَّصْدِیْقِ اَنْ تَقَعَ فِی الْقَلْبِ نِسْبَۃُ الصِّدْقِ اِلَی الْخَبَرِ اَوِ الْمُخْبِرِ مِنْ غَیْرِ اِذْعَانٍ وَقَبُوْلٍ ذَالِكَ بِحَیْثُ یَقَعُ عَلَیْہِ اسْمُ التَّسْلِیْمِ عَلٰی مَا صَرَّحَ بِہِ الْاِمَامُ الْغَزَالِی

ترجمہ :۔ تصدیق کی حقیقت فقط اتنی ہی نہیں ہے۔ کہ دل میں خبر یا خبر دینے والے کی طرف سچے ہونے کی نسبت کر دی جائے۔ سوائے یقین کرنے اور اس کے قبول کرنے کے۔ بلکہ تصدیق تو قبول کرنے اور یقین کرنے کا ہی نام ہے۔ ایسے طریقے

سے قبول کرنا۔ کہ یہ کہا جاسکے۔ کہ اس نے تسلیم کر لیا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی چیز کی تصریح کی ہے۔

نتیجہ

برادران اسلام! آپ نے دیکھا۔ کہ ایمان لانے کے یہ معنی ہیں۔ کہ اسلام کے احکام کو دل سے سچا جان کر انہیں قبول کرنے کا بھی ارادہ دل میں پیدا ہو جائے۔ اگر کوئی شخص اسلام کے احکام کو دل سے سچا جانتا ہے۔ مگر ان احکام میں سے سب کو یا بعض احکام کے قبول کرنے اور تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ تو وہ ایماندار نہیں ہے۔ بلکہ بے ایمان ہے۔

محمڈن لا دربارہ تقسیم میراث سے انکار کرنیوالے بے ایمان ہیں

پنجاب کے جن زمینداروں نے گورنمنٹ برطانیہ کو یہ لکھ کر دیا ہوا تھا۔ کہ تقسیم میراث میں ہم محمڈن لا کو نہیں مانتے۔ بلکہ کافر ہونے کی حالت میں ہماری برادری میں جو رواج تھا۔ کہ بہنوں اور بیٹیوں کو میراث میں سے حصہ نہیں دیں گے۔" اسی پر عمل کریں گے۔ اس عقیدہ والے ایماندار نہیں۔ بلکہ بے ایمان ہیں اگرچہ یہ لوگ قرآن کریم کو اللہ تعالے کا کلام مانتے ہیں۔ مگر جب انہیں مالی میراث میں فیصلہ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ تو انکار کر جاتے ہیں۔ انہیں لوگوں کے متعلق قرآن مجید میں وہ آیت موجود ہے۔ جو خطبہ کے ابتدا میں لکھی جا چکی ہے۔ کہ قرآن مجید سے فیصلہ کرانے سے انکار کرنے والے بے ایمان ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو ایماندار کہتے ہیں۔

قرآن مجید کے ڈیڑھ صفحہ کا انکار

برادرانِ اسلام! تقسیم میراث کا قانون جو سورۃ نساء میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ قرآن مجید کے ڈیڑھ صفحہ سے بھی قدرے زائد ہے۔ سید المرسلین۔ خاتم النبیین شفیع المذنبین۔ رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد عرب کے کئی قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ باقی سارے قرآن مجید کو وہ مانتے تھے۔ زکوٰۃ کے متعلق فقط اتنا چھوٹا سا ایک فقرہ ہے۔ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ۔ ترجمہ:۔ "اور زکوٰۃ دو"۔ اتنے سے فقرہ سے انکار کرنے پر خلیفہ راشد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انہیں اسلام سے خارج کر دیا۔ اور مرتد قرار دے کر انہیں اسلام سے خارج کر دیا۔ اور مرتد قرار دے کر واجب القتل ٹھہرایا۔ اور ان سے لڑنے کے لئے فوج بھیجی۔ ایک چھوٹے سے فقرہ کا انکار کرنے والے تو خارج از اسلام اور مرتد ہو سکتے ہیں۔ تو کیا قرآن مجید کے ڈیڑھ صفحہ کا انکار کرنے والے ایماندار رہ سکتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس شہری جائدادوں کے مالکوں کا بھی یہی حال ہے۔ کہ ان میں سے بھی کئی ایسے ہیں جو اپنی جائدادوں میں سے بہنوں اور بیٹیوں کو حصہ دینے کے انکاری ہیں۔ اور یہی عذر بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم محمڈن لا کے پابند نہیں ہیں۔ بلکہ رواج کے پابند ہیں۔ ایسے لوگ بھی خارج از اسلام اور مرتد ہیں۔

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ان زمینداروں اور شہری جائدادوں والوں کو اس بے ایمانی سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین

میری تائید

حضرت مولانا محمد قطب الدین شاہ جہان آبادی شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

اور ایمان شرع میں مراد ہے اس سے کہ یقین اور اعتقاد کرے۔ کہ جو کچھ رسول

خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لائے ہیں۔ اور فقط سچا جاننا پیغمبرؐ کا اور پہچاننا حق کا حصول ایمان میں کافی نہیں ہے۔ جب تک کہ مرتبۂ تصدیق اور تسلیم کو یعنی گرویدہ ہونے کو نہ پہنچے۔ اور باطن اس پر قرار نہ پکڑے۔ کیونکہ بعض کافر بھی حضرتؐ کو حق جانتے تھے۔ لیکن از راہ عناد انکار کرتے تھے۔ اور حقیقت ایمان کی یہی ہے۔ کہ دل میں تصدیق رکھے۔ لیکن حکم ایمان والوں کے جب جاری ہوں گے۔ کہ زبان سے بھی اقرار کرے۔ مگر بہرا گونگا معذور ہے۔ اور باوجود تصدیق اور اقرار کے اگر ایسی بات کرے۔ کہ شارع نے اس کو علامت کفر کہی ہے۔ مانند سجدہ کرنے بت کے۔ یا زنار باندھنے کے۔ شرعاً یہ بھی حکم کفر میں ہے۔ اور اسلام شرع میں مراد ہے۔ فرمان برداری کرنے احکام الٰہی سے اور بجالانا پانچوں رکنوں کو حدیث میں مذکور ہیں۔

پس اسلام نام باعتبار اعتقاد باطن کے۔ اور ان دونوں کا نام دین ہے۔

اکتیسواں خطبہ [۳۱]

رشوت

قولہ تعالیٰ:۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ رکوع ۲۳)

ترجمہ:۔ اور ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر مت کھاؤ۔ اور انہیں حاکموں

تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصّہ گناہ سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

(حاشیہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ)

اس آیت کے حاشیہ میں شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ "اور مال حرام سے روزہ مدت العمر کے لئے ہے۔ اس کے لئے کوئی حد نہیں۔ جیسے چوری یا خیانت یا دغابازی یا رشوت (الخ)

برادرانِ اسلام! آج کی معروضات کا عنوان "رشوت" ہے۔ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ رشوت کس چیز کا نام ہے۔ اور رشوت کے متعلق اسلامی تعلیم میں احکام کیا ہیں۔ اور رشوت لینے والے کا دنیا اور آخرت میں کیا نقصان ہوتا ہے۔

رشوت کیا چیز ہے؟

رشوت عربی لفظ ہے۔ اور رشاء سے ماخوذ ہے۔ رشاء اس رسی کو کہتے ہیں۔ جس سے پانی نکالا جائے۔ رشوت دینے والا رشوت کے ذریعہ سے اپنا کام نکالتا ہے۔ یہ تو اس لفظ کی لغوی تحقیق تھی شریعت میں رشوت کا یہ مطلب ہے۔ اَلرِّشْوَۃُ مَا یُعْطٰی لِاِبْطَالِ حَقٍّ اَوْلِاِحْقَاقِ بَاطِلٍ۔ (حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۸) ترجمہ:۔ رشوت وہ چیز ہے۔ جو کسی حق کے باطل کرنے یا کسی ناحق کو حق ثابت کرنے کے لئے دی جائے۔

رشوت کی مثال نمبر ۱

آپ کو معلوم ہے۔ کہ تقسیم ملک کے بعد پاکستان کے کئی باشندوں نے رشوت دے کر مکانات۔ کوٹھیاں۔ کارخانے۔ زمینیں اپنے نام الاٹ کرائی ہیں حالانکہ حکومت پاکستان کا اعلان تو یہ تھا۔ کہ غیر مسلموں کی ہر قسم کی جائداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ سب پناہ گزینوں کا حق ہے۔ اس قسم کے لوگوں نے رشوت دے کر

پناہ گزینوں کا حق باطل کر دیا۔ اور اپنے آپ کو غیر مستحق ہونے کے باوجود حق دار ثابت کر دکھایا۔

دوسری مثال

افسرانِ بالا کو جب اپنے محکمہ میں بھرتی کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ تو اکثر اس موقعہ پہ رشوت کا بازار بلیک مارکیٹ کی طرح گرم ہو جاتا ہے۔ جن امید داروں نے رشوت دی۔ انہیں رکھ لیا گیا۔ خواہ وہ لائق بھی نہ ہوں۔ اور جو لوگ نہ دے سکیں۔ یا نہ دینا چاہیں۔ خواہ وہ لائق کیوں نہ ہوں۔ انہیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔

تیسری مثال

بعض افسرانِ بالا کے اختیار میں ماتحتوں کی ترقی اور تنزّل ہوتا ہے۔ ان میں کئی افسر ایسے ہوتے ہیں۔ کہ حالانکہ سینیئر ملازم کی ترقی کا حق ہے۔ مگر جو نیئر رشوت دیدیتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ کوئی بے معنی اور لغو عذر کر کے جونیئر کو ترقی دے دی جاتی ہے۔ اور سینیئر مظلوم سرد آہ بھر کر رہ جاتا ہے۔

یہ چیز رشوت نہیں

ہاں اگر کوئی شخص کسی کا حق نہ چھیننا چاہے۔ اور اپنے لئے ناحق کوئی چیز لینا نہ چاہے۔ بلکہ محض اپنے جائز حق لینے کے لئے کوئی ظالم افسر کو کچھ دیدے جب کہ اس ظالم افسر سے یہ خطرہ ہو۔ کہ اگر اُسے کچھ نہ دیا گیا۔ تو میری حق تلفی کر دے گا۔ تو یہ رشوت نہیں ہے۔ اس دینے والے پر کوئی جرم نہیں ہے۔ ہاں وہ ظالم افسر عنداللہ مجرم ہوگا۔ اور لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہوگا۔ اور حرام خور سمجھا جائے گا۔

٭ ٭ ٭

رشوت کے سلسلہ میں تین شخصیتوں پر لعنت

عَنْ عبداللہ بن عمرو رضؓ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الرَّاشِیُ وَالْمُرْتَشِیُ رواہ ابوداؤد وابن ماجہ ورواہ ترمذی عنہ وعن ابی ہریرۃ و رواہ احمد البیہقی فی شعب الایمان عن ثوبان وَزَادَ وَالرَّائِشَ یعنی الذِی یَمْشِیُ بَیْنَھُمَا۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی نے عبداللہ بن عمروؓ کے علاوہ ابوہریرہؓ سے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور بیہقی نے بھی شعیب الایمان میں اس حدیث کو ثوبانؓ سے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی نے یہ لفظ زیادہ نقل کیا ہے۔ "اور رائش پر بھی لعنت ہے" رائش وہ شخص ہے۔ جو رشوت دینے والے اور لینے والے کے درمیان دلال بنے۔ یعنی دونوں کے درمیان کمی وبیشی کر کے سمجھوتہ کرا دے۔

نتیجہ

اس حدیث شریف سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ رشوت دینے والے لینے والے اور دونوں کے درمیان سمجھوتہ کرانے والے تینوں پر لعنت ہے۔ فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ ان پر خدا کی لعنت ہے۔

قولہ تعالےٰ:۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ○ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○ (سورہ النجم رکوع ۱) ترجمہ:۔ اور نہ وہ (نبیؐ) اپنی خواہش سے

کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے۔ جو اس پر آتی ہے۔

نتیجہ

اس آیت سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ سید المرسلین۔ خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام دین کے معاملہ میں جو کچھ فرماتے ہیں۔ وہ اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے وہ اعلان فرماتے ہیں۔ لہٰذا رشوت کے سلسلہ میں جن تین شخصوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ وہ لعنت اللہ جل شانہٗ ہی کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

رشوت لینے والے کے دونوں جہان برباد

رشوت لینے والے کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوں گی۔ رشوت دینے والے اس معاملہ میں اُس شخص کو ظالم اور حرام خور سمجھ کر رشوت دیں گے۔ یہ سب کی نظروں میں ذلیل ہوگا۔ سب لوگ اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور حرام کے مال میں برکت نہیں ہوتی۔ اس رشوت خور کے گھر میں برکت نہیں ہوگی۔ جس طرح لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ کبھی کسی نے چوروں کے محل بنتے دیکھے ہیں۔ دنیا میں تو اس کی یہ حالت ہوگی۔ اور آخرت کے سلسلہ میں اس کی کیفیت یہ ہوگی۔ کہ چونکہ حرام خوری کے باعث اس کے گوشت پوست خون اور ہڈیوں میں حرام کی آمیزش ہوگی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کے دربار میں حاضری کی توفیق نہ ہوگی۔ حرام خوری کے باعث اسے نیکی سے نفرت اور برائی سے محبت ہوگی۔ اس لئے ہر ایسا کام کرے گا۔ جس سے بارگاہِ الٰہی سے مردود ہوتا جائے۔ غرض کہ حرام خوری کے باعث جو لعنت اس پر پڑی تھی۔ اس کے علاوہ اور کئی لعنتیں اپنے سر لے گا۔ اس کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جائے گی۔ قیامت کے

پچاس ہزار سالہ دن میں یہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اور اس کے بعد جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔ البتہ اگر اللہ تعالے کا فضل وکرم اس کے شامل حال دنیا میں ہو جائے۔ اور صدق دل سے توبہ کرے۔ تو پھر مذکورۃ الصدر سارا نقشہ بدل جائے گا۔

رشوت کا اثر بال بچوں پر

رشوت لینے والا جب اپنی بیوی بچوں کو حرام کا روپیہ کھلائے گا۔ تو ان کے گوشت پوست اور ہڈیوں اور خون میں بھی حرام مخلوط ہو جائے گا۔ اس قسم کے آدمیوں کو اول دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ اس کے بعد اگر ان کے دل میں ایمان ہوگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکال کر جنت میں لائے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ نَبْتٍ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ گوشت بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ جو حرام کے مال سے بنا ہو۔ دوزخ اس گوشت کا زیادہ مستحق ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

فہرست مطبوعات انجمن خدام الدین

				پائی	آنے	روپے
۱۔	تینتیس ۳۳ رسائل کا سٹ	مجلد	ہدیہ	٠	١٤	١
۲۔	خلاصۃ المشکوٰۃ	مجلد	〃	٠	٤	١
۳۔	پانچ سورتوں کی تفسیر	〃	〃	٠	٤	١
۴۔	گلدستہ صد احادیث	—	〃	٠	٥	٠

محصولڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔

ملنے کا پتہ

انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

نوٹ:۔ وی۔پی اُسوقت تک نہیں بھیجا جائیگا جبتک کچھ نہ کچھ رقم پیشگی نہ آجائے۔

انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

کا

قرآن عزیز

مترجم حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چھپ کر تیار ہو گیا ہے جسکا ترجمہ آسان اور سلیس اردو میں ہے۔ اور حاشیہ پر ربط آیات ہر سورت کا عنوان ہر رکوع کے شروع میں خلاصہ اور ماخذ درج ہے۔

کاغذ سفید ------- ہدیہ عہ

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور